ہاتھی کے دانت

(کھانے کے اور دکھانے کے اور)

تصنیف: علامہ خلیل اشرف صاحب قادری رضوی اعظمی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

عنوانات کتاب

تقریظ

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں آج ہمارا ملک کس قدر مشکلات سے دوچار ہے۔ اندرونی و بیرونی سازشیں سر اٹھا رہی ہیں۔ عریانی و فحاشی زوروں پر ہے۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ نئی نسل مذہب سے بیزار ہو رہی ہے۔ اسلام دشمن طاقتیں اسلام کو مٹانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ان حالات میں ضرورت تو اس بات کی تھی کہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد، محبت و الفت کی فضا پیدا کی جاتی۔ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی روشنی سے قلوب و اذہان منور ہو کر ابدی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے لیکن برا ہو مذہب پسند اور نظریۂ پاکستان کے ازلی دشمنوں کا جنہوں نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ تحریک پاکستان کے وقت یہ لوگ ہندو نوازی میں اتنے بڑھے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم اور پاکستان کو پلیدستان[1] کہتے رہے۔ رام و رحیم کا فرق مٹانے کے لئے گاندھی جیسے پلید کو منبر رسول پر بٹھانے اور اپنے ماتھے پر تلک[2] لگا کر مندر میں جاتے ہوئے بھی ان کو شرم محسوس نہ کی۔ اور ایک صاحب تو گاندھی کی محبت میں یہاں تک کہہ گئے کہ ہندو مسلم ایک قوم ہیں اور قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ اسی لئے ظفر علی خاں کو کہنا پڑا:

حسین احمد سے کہتے ہیں نزف بچے دینے کے — کہ لو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پہ
مسلماں کا پھٹا تہبند نہ اُن کے کچھ بھی کام آیا — نچھاور ہو گئی شرع نبی زنار دھوتی پہ
(چمنستان)

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد پاکستان کو بازاری عورت سے تشبیہ دیتے رہے۔ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ ان لوگوں نے ہر دور میں اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دیا۔ کیا انہوں نے انگریز جیسے سفاک اور ظالم حکومت کو رحم دل گورنمنٹ کہہ کر اس سے جہاد کو ناجائز قرار نہیں دیا اور ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے ذبیحہ گاؤ کے خلاف فتویٰ نہیں دیا۔ شدھی کی تحریک میں ہندوؤں کا ساتھ ان کے علاوہ اور کس نے دیا تھا؟

---

[1] ... رپورٹ۔ حیات محمد علی جناح رئیس احمد جعفری [2] خطبات احرار ص ...

آج بھی جب پاکستان پر آزمائش کی گھڑی آتی ہے تو مسلمانوں کے زخموں پر یہ کہہ کر
یہی لوگ کرتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہ تھے
ستم ظریفی نے آج ان لوگوں کو پاکستان کے کلیدی عہدوں پر براجمان ہونے کا موقع دیا
صد افسوس کہ یہ مکار عیار اب صفِ اوّل کے مجاہدین کو دشمنِ پاکستان ثابت کرنے
کا زور لگا رہے ہیں اور حد یہ کہ سوادِ اعظم کی مساجد پر زبردستی قبضہ اور سنی علماء پر
حملے روز کا معمول بن چکا ہے اور ہر کوچہ سوادِ اعظم کے معمولات پر پابندی کے
کر رہا ہے —— ہم نے بہت صبر کیا لیکن اب پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے اور
مذہب کے لباس میں سیاسی طالع آزماؤں کی عریاں تصویر یہ مذہب اور سیاست
کی دوغلی پالیسی کا جیتا جاگتا ثبوت "ہاتھی کے دانت" کی صورت میں پیش کر
یہ کتاب خلیل العلماء حضرت مولانا خلیل اشرف صاحب نے ترتیب دیکر سوادِ اعظم
جذبات کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو اجرِ عظیم عطا
آخر میں تمام اہلِ اسلام اور خصوصاً احبابِ اہلسنت سے اپیل ہے کہ
مجاہدۂ نافعہ کو خود پڑھیں اور اپنے حلقۂ احباب میں اس کا تعارف کرائیں تاکہ
ملتِ اسلامیہ کے ان رستے ہوئے ناسوروں کی نشاندہی کرنے کا اہل ہو جائے
مستقل ازاد بند ہونے کی کوئی راہ کھلے۔ ہم اپنی بساط و ہمت کے مطابق
ملتِ اسلامیہ کی خدمت کا شرف حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ حضرات
کی دعاؤں اور عملی تعاون سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم قوم کی پیٹھ میں ہر نازک موقع
گھونپنے والے ان راہزنوں کی نشاندہی کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دین
کی دبیز تہہ میں چھپے ہوئے یہ نام نہاد زہاد و صلحا اب زیادہ دیر تک قوم کو
نہ دے سکیں گے۔ اس دین و ملت کے نگہباں صاحبِ لولاک سید المرسلین صلی اللہ علیہ
ہیں —— اور سعدی کی زبان میں

چہ غم دیوار امت را چوں باشد چوں تو پشتیباں
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

ابو العطاء حافظ نعمت علی چشتی سیالوی

تاثرات

ملک محمد اکبر ساقی اُتراء

حضرت مولانا خلیل اشرف صاحب سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کا ایک نہایت قیمتی ... آپ کو قدرت نے تحریر و تقریر کے میدان میں بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ ... آپ کے قلم میں بے پناہ زور ہے اور پھر مزے کی بات یہ ہے۔ کہ مولانا ... میدان سے بھرپور فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ آج تک آپکی جو تصانیف بھی ... عام پر آئی ہیں۔ انہیں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

ان تصانیف کو

* جب علماء نے پڑھا تو مرحبا کہا۔
* صوفیاء نے دیکھا تو دادِ تحسین دی۔
* طلباء نے مطالعہ کیا تو جھوم اُٹھے۔
* سُنیوں نے ملاحظہ کیا تو فخر سے پھولنے لگے۔

اور

* جب غیروں نے ہاتھوں میں تھاما تو انکی اکڑی ہوئی گردنیں جھک گئیں۔

مولانا خلیل اشرف صاحب کی تازہ تصنیف کو دیکھکر دل بے اختیار یہ چاہتا ہے کہ — ... لوں تیری عصمت قلم کو — آپنے مخالفین کے خیالِ خام کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر ... انکے عزائم فاسدہ کو طشت ازبام کیا ہے۔ اور ایک ایسی کاری ضرب رسید کی ہے۔ کہ ... نجدیت میں زلزلہ آگیا اور وہ تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اور اس قصر میں مقیم جُبہ و قبہ والے ... اوندھے مُنہ گرے پڑے دُنیا کیلئے عبرت کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔

... ہے کہ — عمرت دراز باد تا دورِ مشتری — ما از تو بہرہ وریم و تو از عمر بہرہ وری

(ملک محمد اکبر ساقی اُتراء)
جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب

۱۱ ستمبر ۱۹۷۸ء

امامِ اہلسنّت علیہ الرحمہ

ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست [illegible]
نہایت گمراہ کن اور شر انگیز ہے. وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن [illegible]
کہ لفافہ پر ہمیشہ اُلٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے جارج پنجم کا سر [illegible]
انھوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا.

(ہفت روزہ الفتح کراچی [illegible])

مجدّدِ ملّت علیہ الرحمہ

مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہیں دی. اور یہ کہہ کر [illegible]
کہ میں انگریز کی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل وانصاف اور عدالت [illegible]
کیسے تسلیم کروں.

کہتے ہیں کہ انھیں گرفتار کر کے حاضرِ عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے [illegible]
اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گذر کر فوج تک پہنچا. مگر اُن کے جانثار ہزاروں کی تعداد [illegible]
کفن باندھ کر اُن کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے. آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا.

(حوالہ مذکور الفتح)

اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب آپ کی عمر صرف ایک سال تھی ایک دن ایسا
اتفاق ہوا کہ کسی مجاہد نے مولانا نقی علی خاں سے امام اہلسنّت کو لے کر گود میں بٹھایا اور
اُپنی تلوار آپ کے گلے میں لٹکا کر کندھے پر اٹھایا اور پکار پکار کر کہنے لگا کہ یہ ننھا [illegible]
مجاہد بھی اسلام پر قربان ہونے کے لئے تیار ہے. آپ کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خاں کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے. فرمانے لگے کاش کہ اِس ناچیز کی یہ کمائی آج اسلام کے کام آ [illegible]

...کے دادا مولانا رضا علی خاں نے جو مجاہدین کو ضروری ہدایات دے رہے تھے یہ بات سُن
...نے لگے بیٹا غم نہ کرو تمہارا یہ بیٹا مرتدین اسلام گستاخانِ انبیاء و اولیاء کے لئے تلوار بے نیام
...اور اس سے رب العزت وہ کار عظیم لے گا جو اس صدی میں بڑے بڑے غازیوں سے
...ہو سکے گا۔ اس فرزند جلیل کی ساری زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف اُور تائیدِ اسلام
...کار ہوگی جس دن اس کی ولادت ہوئی حضور سرکار غوث اعظم نے خود ہمیں مبارکباد
...اولیاء اللہ ارواحِ اولیاء نے خوشی منائی۔

(ماخوذ از دیابندی مذہب)

"انکشاف حقیقت"

شورش کاشمیری فرماتے ہیں

وہابی حکومت نے عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہر نشان مٹا ڈالے

سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار، صحابۂ کرام کے مظاہر اور
شواہد، اس طرح مٹا دئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں وہ
ڈھونڈ کر محو کر دی گئی ہیں، کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے ہیں اور ہم
حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے
کے منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے۔ لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی
حجاز میں ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں۔ انھیں حکومت نے خود مہیا
ایئرپورٹ پر اترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر پر نظر پڑتی ہے۔ قہوہ خانوں، ریستورانوں
تصویروں کی بہتات ہے، لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں۔ بدعت اسلام کی یادیں
اور باقی رکھنے میں ہے۔

(شب جائیکہ من بودم (شورش کاشمیری) ص ۴۲)

"اظہار حقیقت"

وہابی حکومت شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی

میں نے سہیل سے کہا یہ کہانی صحیح بھی ہو تو اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ
مٹا دی جائیں جو بہر حال تاریخ کی یادگار ہیں۔ آخر خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی بھی تو آثار ہیں،
مروہ بھی تو شعائر اللہ ہیں۔ مزدلفہ کیوں جاتے ہیں؟ منیٰ کیوں پہنچتے ہیں؟ عرفات
جمرۃ العقبیٰ، جمرۃ الوسطیٰ، جمرۃ الاولیٰ کیا ہیں؟ آثار ہیں! جو رسمیں وہاں کی جاتی ہیں

انھیں عقیدہ کی بنا پر محفوظ کیا گیا تو یہ عقیدہ جس کی معرفت ہم تک پہنچا اور جس نے یہ ملت
کی ------ اس عالیشان پیغمبر کا مولد و مسکن ۔ اس کی دعوت کے مراکز و منازل اور
وحی کے مورد و مہبط کیوں نہ محفوظ کئے جائیں ۔ اس کے سانچے میں ڈھلے ہوئے انسانوں کی
یادگاریں کیوں نہ باقی رہیں ۔ یہ سب یادگاریں ان انسانوں کی ہیں جو تاریخ کے دھارے کو ابد الاباد
موڑ کے زندہ جاوید ہو گئے ۔ جن کا نام اور کام صبح قیامت تک زندہ رہے گا ۔ جن کے
کارنامے ہیں ۔ جو حضور کے اہل بیت تھے ۔ وجدان جنھیں عشق کی آنکھوں سے اب بھی چلتے
دیکھتا ہے ۔ ان کے آثار محفوظ نہ رہیں تو پھر کون سی چیز محفوظ کی جائے گی سعودی عرب نے
کو منہدم کیا لیکن ساتھ ہی عشق کو بھی مسمار کر دیا ہے وہ شرک اور عشق میں امتیاز نہیں کر سکی ۔

(شب جائیکہ من بودم شورش کاشمیری ص ۔)

... ابی حکومت نے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور صحابہ کرام کے مزارات پامال کر دئے ۔

جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا قدیم ترین لیکن جنت البقیع کے بعد سب سے افضل قبرستان ہے ۔
منیٰ کے راستے پر مسجد الحرام سے ایک میل دور ہے --- کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں ۔ سب
مکان ڈھا دئے گئے ہیں ۔ ہر طرف مٹی کے ڈھیر ہیں ۔ چراغ نہ پھول عجیب ویرانہ ہے ۔ جس حصہ
میں حضرت اسماء ، حضرت عبد الرحمان ابن ابی بکر ، حضرت عبد اللہ ابن عمر ، حضرت عبد اللہ ابن زبیر
حضرت عبد اللہ ابن مبارک ، حضرت امام ابن جبیر اور سعید ابن مسیب کی قبریں ہیں ---
وہاں اندر جانے کے لئے ایک دروازہ ہے لیکن وہ قبور پر حاضری کے لئے نہیں نمی میٹوں
... ہے اور جس حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور اُن کے افراد خاندان آرام فرما رہے ہیں
حضور کی والدہ حضرت آمنہ ، حضور کے لخت جگر قاسم اور حضور کے چچا ابو طالب مدفون
ہیں وہاں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں ، ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں کسی
قبر پر پانی کا چھڑکاؤ نہیں ۔ دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے ۔ پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر
کوئی قبرستان بے بسی کی اس حالت میں نہ ہو گا ۔ میں اور ... ایک پہاڑی پر چڑھ گئے

وہاں سے حضرت خدیجہ کی قبر پر نگاہ کی ام المومنین کا مزار ...... میں کانپ اُٹھا میرا دل [illegible]
دھک کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبر [illegible]
کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو فاطمۃ الزہرا کی ماں تھیں وہ ایک [illegible]
میں پڑی ہیں۔ میں اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا ...... کیا خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی نہیں [illegible]
رہیں۔ حضور کو بعثت سے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ ام المومنین کو اب ستایا جا رہا ہے ......
جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے۔ وہ کس منہ سے تاج شہی پہنتے [illegible]
اونچے محل بناتے۔ محمد عربی کی دولت سمیٹتے۔ اور ان کا نام خزانہ شاہی رکھتے ہیں۔ جس [illegible]
اقدس کے صدقے میں عزتیں پائی ہیں اور اس کے آثار کی بے حرمتی یہ قرآن و سنت [illegible]
یہ اہانت اور صریح اہانت ہے۔ (شب چہ جائیکہ من بودم ص ۱۴۱ تا ۱۴۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از نے چوں حکایت میکند

[illegible] اس سے پہلے جب "طمانچہ" نامی کتاب منظر عام پر آئی تھی تو دفعتہً سارا [illegible] کھمنا اٹھا تھا۔ بہت سے چہرے پھولے ہوئے اور بہت سے۔ جبڑے لٹکے ہوئے [illegible] تے اور بے شمار منہ لال بھبوکا تھے۔ قہر و غضب نے خشک و عبوس چہروں کو [illegible] ک کر دیا تھا۔

[illegible] دوستوں نے بھی اس "طمانچہ" کی شدت کا شکوہ کیا تھا مگر کیا کیا جاتا مجبوری تھی۔ [illegible] مانچہ"، بہر صورت جوابی تھا۔ اور اینٹ کا جواب پتھر سے تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ [illegible] ارا تو ہونا ہی چاہیے تھا ویسے بھی اگر کسی چیز کا دفاع پوری شدت و قوت سے نہ [illegible] ئے تو وہ دفاع نہیں ہوتا " وہ تو مزید سر چڑھانا ہوتا ہے " اور یوں بھی بھینس کے [illegible] ں بجانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس زیادہ درست [illegible] ب ہے۔

ابھی چند روز کی بات ہے جب یہ زیر قلم کتاب "ہاتھی کے دانت" اپنے تکمیلی مرحلے [illegible] مل ہو چکی تھی لاہور سے ایک کتابچہ مسمیٰ بہ "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار" [illegible] افترا سے لبریز موصول ہوا۔ مرتب کا نام یوں تو انوار احمد ایم اے درج ہے۔ مگر [illegible] ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کتابچہ کے اصل مرتب و مولف کوئی اور صاحب ہیں [illegible] وہ نشینی پر اصرار ہے۔ اور لک چھپ کر شکار کھیلتے ہیں۔ بہر صورت اس کے مصنف [illegible] صاحب بھی ہوں بھلا ہمیں اس اصرار و اسرار سے کیا غرض ہو سکتی ہے۔

آپ صرف اس کا ابتدائیہ پڑھ جائیں اور پھر فرمائیں کہ مجھ پر شدت کا الزام کہاں [illegible] درست ہے! عنوان ہے "تاریخ کو مسخ مت کیجئے" —— اور پھر انوار صاحب

لکھتے ہیں:

جس شخص نے بھی بریلوی تحریک کا مطالعہ کیا ہے اس پر روز روشن کی طرح عیاں وظاہر ہوگیا کہ اس تحریک کو ملک وملت کی تخریب اور تفریق بین المسلمین کے لئے انگریزوں نے اٹھایا تھا۔ اور پروان چڑھایا تھا یوں تو ہر باطل فرقہ اپنی تحریک کی نشر واشاعت کے لئے دجل وفریب سے کام لیتا ہے۔ لیکن بریلوی تحریک نے مکر وفریب اور کذب ودجل میں تمام ائمۂ تلبیس اور قائدین تضلیل کے کان کتر لئے ان کے دجل ومکر کی داستان تو بہت طویل ہے جن کے بیان کے لئے دفاتر واسفار چاہئیں اس جگہ صرف ایک مسئلہ میں ان کے دجل وکذب کا ایک شمہ بطور نمونہ ہدیۂ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

(تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ص۳ از ار احمد ایم اے۔ سبحان اکیڈمی لاہور)

دیکھ لیا آپ نے ؟ کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی زبان ——— پھر بھی ———

تم یہ کہتے ہو بھول جاؤں مجھے ۔ بخدا میرے بس کی بات نہیں

اس نامعقول کتابچہ کا جواب ہم ضرور دیں گے اور اسی کتاب " ضرب خلیل " میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح یہ دُم دبا کر بھاگ جاتے ہیں نقیر ——— کیونکہ ——— یہ مجھ سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں لیلے کے خال وخد

کاش آپ سمجھ سکتے کہ کسی اہل قلم کو کسی ایسی کتاب کی تالیف میں جیسی کہ ... اور زیر قلم کتاب " ضرب خلیل " میں کتنے خار زاروں اور کتنی دہکتی وادیوں اور کتنی ... فضاؤں سے گزرنا پڑتا ہے ؟ مخالفین ومعاندین کی آگ اگلتی شعلہ بار عبارتیں اس کو ... تک کو جلسا دیتی ہیں اور پھر وہ سراپا آتش فشاں بن جاتا ہے اور پھر ابلتے ہوئے ... لاوے اپنے راستے کی ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتے ہیں ——— میں اُس شخص کو ... کا بے غیرت وبے حمیت سمجھتا ہوں جس کے اسلاف کو بلا جواز گالیاں دی جا رہی ... اور انہیں ناروا طریقے سے متہم کیا جا رہا ہو۔ پھر بھی اس کے لہو میں حرارت پیدا ... مثال کے طور پر مرزا حیرت دہلوی کی حیات طیبہ سے چند اقتباسات پیش کر رہا ...

لیل تائد حریت حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ اور دوسرے بزرگانِ دین
علق افترا کیا ہے۔

> اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ آپ طلبہ کے پڑھانے کے ایسے پابند تھے کہ
> اوا جب موقع پر بھی نہ چوکتے تھے یعنی جب آپ طوائف کے یہاں ہوتے
> تھے اس حالت میں بھی سبق پڑھانے میں دریغ نہ کرتے تھے۔
>
> (حیات طیبہ حصہ اول ص۱ مرزا حیرت دہلوی)

> اور یہ بات تعریف کے قابل تھی کہ درسی کتابیں ریاضی ومنطق وہیات کی
> ایسی ازبر تھیں کہ باوجود اپنی دلربا کی طرف اپنی طبیعت مائل رکھتے پھر بھی
> اپنے نکتہ چیں جھکی شاگردوں کا اطمینان کرا ہی دیتے۔
>
> (حیات طیبہ مرزا حیرت ص۲۴)

سن لیں آپ نے مرزا حیرت کی حیرتناک باتیں! کتنی دل آزار اور کتنی کرب انگیز
ہے! کیا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ رنڈیوں کا کوٹھا بھی ہو اور درس وتدریس کا
بھی، معشوق کی آغوش بھی اور طلباء کا جم غفیر بھی! رنڈیوں کا کوٹھا تو نہ ہوا دہلی،
بند، سہارنپور، ماموں کانجن کا دارالعلوم ہوا —— بلبلائیے مت —— آگے آگے دیکھئے
ہے کیا۔

اور پھر ان نام نہاد متقدسین کی بدطینتی کا اندازہ آپ یوں لگائیں کہ انھیں صفحات
حضرت مولانا فخر عالم علیہ الرحمہ (جو حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کے
ومرشد تھے) پر بھی ایک المناک بہتان تراشا ہے۔

> بادشاہ مع بیگموں کے ان کے پاس خود جایا کرتے تھے۔ بیگمیں ان پر اور ان
> کی اولاد پر حلال تھیں اور وہ ایک نگہ کی محتاج رہا کرتی تھیں...... جب مولانا
> فخرالدین صاحب جن کی ہیئت بالکل وہی ہوتی تھی جو اوپر بیان ہوئی نماز پڑھنے
> آتے تھے تو لوگوں کا اس قدر مجمع ہوتا تھا کہ تل رکھنے کو بھی جامع مسجد میں جگہ
> نہ ہوتی تھی۔
>
> (حیات طیبہ مرزا حیرت ص۲۲)

کیا کوئی ایک سنی بھی ایسی باتیں برداشت کر سکتا ہے؟ —— میرا خیال ہے ہرگز نہیں —— تو پھر مجھے ان دریدہ دہن لوگوں کے دھرم کا بھرم کھولنے دیجئے۔

صوفیائے کرام جن کی عظیم خدمات سے کوئی اندھا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس نے روح انسانی کو جلا بخشی ان کے متعلق مرزا حیرت کی تحریر کتنی دل آزار ہے آپ صحیح طور سے اندازہ بھی نہیں کر سکتے —— ملاحظہ فرمائیں:

> ڈوموں کے عروج نے تصوف کو رونق دی اور صوفیوں نے وہ ہاتھ پیر پھیلائے کہ رہا سہا اسلام کا نام اور بھی مٹ گیا۔ (حیات طیبہ ص۱۵)

اس پھوہڑ پن اور گندہ دہنی کے باوجود یہ لوگ مقدس ہیں۔ مصلح ہیں۔ پارسا ہیں اخلاق محمدی کے مظہر ہیں —— لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حد یہ ہے کہ اصاغر سے لے کر اکابر تک ایک ہی لے اور ایک ہی سُر میں گا رہے ہیں منہ پھٹ اور بدزبان ایسے واقع ہوئے ہیں کہ اولیاء و انبیاء تک ان کی زبان درازی سے محفوظ نہیں رہے پھر تند خوئی و شدت کا الزام ہم پر ہے

ع وائے اے گردونِ گرداں وائے اے لیل و نہار

ہمنوا میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

اور اب "ہاتھی کے دانت" حاضر خدمت ہے۔ نام سنتے ہی پہلے آپ چونکیں گے پھر سوچیں گے۔ ضرور چونکئے اور سوچئے۔ نہ تو سوچنے پر کوئی پابندی ہے اور نہ چونکنے پر کوئی قدغن۔ مگر جو بات بہ اولیٰ سوچے آپ کے ذہن میں آئے گی وہ ہے "کھانے کے اور دکھانے کے اور" اور مقصد بھی یہی ہے کہ آپ کو بتا سکوں کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں" نام کے اعتبار سے اس میں بڑی وسعت ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کتاب میں ہر مختلف فیہ مسئلے کے متعلق ان بر خود غلط علمائے متقدمین اور فی الحال علمائے مبتدعین و منکرین کے قول و فعل کے تضادات اور اضطراب و انتشار کا بھرپور جائزہ لیا جاتا۔ اور یہ ثابت کیا جاتا کہ وہی اعمال و افعال جو دوسروں کے لئے ناجائز و

...اور انتہا یہ کہ کفر و شرک بلکہ باعث کشتنی و گردن زدنی ہیں۔ اپنوں کے لئے کس طرح جائز ...اور باعث خیر و برکت ہو جاتے ہیں۔ مثلاً

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی جو علمائے دیوبند کے مخصوص اور معتمد تذکرہ نگار ہیں جنھیں ...نویسی اور بقول مولانا مہر افسانہ طرازی کا خاص ملکہ حاصل ہے اپنی کتاب "تذکرۃ الخلیل" ...مولوی مظفر حسین کاندھلوی کا ایک واقعہ درج فرماتے ہیں۔ آپ بھی سنئے اور سر دھنئے۔

...بیوگاں کیلئے عملی مثال

اور اب ان کی عملی مثال ملاحظہ فرمائیے:

بیوہ کے نکاح کو سخت معیوب سمجھا جاتا تھا آپ کو فکر ہوئی کہ اس رسم کو توڑنا چاہئے اس فکر میں تھے کہ مولوی ابو القاسم صاحب صاحبزادہ حضرت مفتی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ان کو اولاً ترجمۂ قرآن شریف پڑھنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے ترجمہ شروع کیا۔ پھر ایک موقع پر انھیں نکاح ثانی کی ترغیب دی اس پر انھوں نے کہا کہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم شہید ہوگی۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اگر تم نکاح کرو تو میں تیار ہوں۔ مگر میں اور تم دونوں مارے جائیں گے۔ آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور پھر اقرار کر لیا۔ اور ایک موقع پر دو چار آدمیوں کے سامنے مخفی طور سے نکاح ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد حمل ٹھہر گیا کسی کو نکاح کی خبر نہ تھی ہر جگہ زنا کا شور مچ گیا۔ تھانہ بھون والے چڑھ آئے۔ لڑکی والے کی طرف سے اعلان تھا کہ جو کوئی مظفر حسین صاحب کا سر اتار کر لا دے گا اس کو ایک ہزار روپیہ ملے گا۔ آپ کاندھلہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان کی (یعنی مولوی مظفر صاحب کی جدید منکوحہ رحمت بی بی کی) والدہ سخت علیل ہو گئیں قاضی صاحب (یعنی ان کے والد) بہت پریشان ہوئے ہر قسم کا علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا تو ایک فقیر ملا اور کہا کہ حافظ ضامن صاحب سے کہلا دو کہ اچھی ہو جا پھر اچھے ہونے کا میں ذمہ دار ہوں۔ سب لوگ حافظ ضامن صاحب کے سر ہو گئے تغیانی

حافظ صاحب کی بہن تھیں بہت اصرار پر آپ نے فرمایا کہ کاندھلہ سے اپنی لڑکی بی بی رحمت کو بلالو تب کہوں گا اوّل تو بہت پس و پیش ہوا بعد میں مجبوراً بلانا پڑا اُن کے پہنچتے ہی خود بخود صحت شروع ہو گئی۔ اب مولوی مظفر حسین صاحب بھی دہلی سے تھانہ بھون تشریف لے گئے۔

(تذکرة الخلیل ص۱۰۱ عاشق الٰہی میرٹھی۔ القادر ناشران کتب لاہور)

ان حضرت کا ایک اور واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے آپ کیا اخذ کریں گے۔ ویسے مجھے احیائے سنّت سے ہوسِ نفس یا دوسرے لفظوں میں مولوی کی شوقینی معلوم ہوتی ہے۔ آپ بھی سنیئے یوں تو

بے شرع شیخ ہمارے تو تھوکتے بھی نہیں
مگر اندھیرے اُجالے میں چوکتے بھی نہیں

اگر واقعۂ مذکورہ کا تجزیہ کیا جائے تو کئی مقام محلِ نظر ثابت ہوں گے مگر ہمیں کیا! یہی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی اسی کتاب میں رقمطراز ہیں:

کیرانہ میں ایک رافضی عورت تھی آپ نے انھیں اہلِ سنّت و جماعت ہونے کی ترغیب دی انھوں نے کہا کہ اگر نکاح کریں تو میں توبہ کرلوں گی۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ یہ بھی بیوہ تھیں انھوں نے کہا جب موقع ہوگا میں خط لکھوں گی تم آکر لے جانا۔ محرم کے موقع پر جب سب عورتیں قصبہ کے باہر تعزیے دیکھنے گئیں تو ان کا پرچہ مولوی صاحب کے پاس آیا جس میں یہ نشان ✕ تھا۔ آپ نے میرے دادا مولوی محمد صاحب اور چند آدمیوں کو ڈولی لے کر کیرانہ بھیجا اور یہ رات کو گیارہ بجے کیرانہ جاکر ان کو لے آئے۔ جب کیرانہ والوں کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے تعاقب کیا یہاں سے بھی ان کی اعانت کو لوگ گئے مگر مولوی محمد صادق صاحب ان کے ہاتھ نہ آئے اور بخیر کاندھلہ پہنچ گئے۔ ان محترمہ نے حضرت کو بہت تکالیف پہنچائیں مگر آپ سب سہتے تھے۔ اکثر رات کو دروازہ بند کرلیا کرتی تھیں اور حضرت دروازہ کے باہر لنگی بچھاکر نماز میں

واقعہ گزارا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الخلیل ص۱۲)

ایسے ہی لوگوں کے لئے کہتے ہیں نا؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ایسے ہی موقعہ کے لئے جناب شورشؔ نے کہا ہے:

؎ گاہے گاہے باز خواں آں قصۂ پارینہ را
ذکر و اذکار ولایت برسبیل تذکرہ

بہر صورت بات "برسبیل تذکرہ بڑھ گئی" ورنہ ہمیں اس سے کیا غرض تھی کہ —— حضرت
کن رسوائیوں میں پڑے۔ اور اس شوقِ تزویج میں کن کن المناک مصائب سے دوچار
ہوئے اور اس ذوقِ زن مریدی میں کن کن صعوبتوں میں مبتلا ہوئے۔

البتہ فقیر کا یہ کہنا کہ "حافظ ضامن صاحب سے کہلا دو کہ اچھی ہو جا تو میں اچھے
واقعہ دار رہوں" محلِ نظر اور قابلِ غور ہے۔ بالکل یہی نظریہ اگر ہم کسی ولی، غوث،
قطب کہ نبی سے بھی رکھیں تو پورا خانوادہ غرانے لگتا ہے اور اس وقت تک پیچھا
نہیں چھوڑتا جب تک کافر و مشرک نہ بنا ڈالے اور اب "برسبیل تذکرہ" یہ بھی عرض کرتا
چلوں کہ ان حضرات کی دو رنگی پشتینی ہے، تفصیل کے لئے "طمانچہ" ملاحظہ فرمائیں——
یہ دو رنگی یہاں تک پہنچی ہے کہ ان کا جھنڈا بھی (جو بلاشبہ کسی قوم و ملت کے جذبات و
احساسات کا آئینہ دار و ترجمان ہوتا ہے) دو رنگا ہے۔ سپید و سیاہ۔ اور یہ سپیدی و سیاہی
ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جب یہ حضرات بھارت میں تھے تب بھی ان کی
جماعت کانگرس کی سہ رنگی کے زیر اثر تھی اور بصد عجز و نیاز ترنگے کے آگے دست بستہ
بندے ماترم کے ترانے الاپتی رہی —— اور اب پاکستان میں بھی یہ دو رنگی ترنگے کے
سایہ میں ہی عفو و عافیت کی زندگی گزار رہی ہے۔

جناب رئیس احمد جعفری ندوی اپنی کتاب "قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد"
میں بعنوان "علمائے کرام اور پاکستان" تحریر فرماتے ہیں:

پاکستان کا مسئلہ یعنی مسلمانوں کی آزادی و خودداری کا مسئلہ ایسا تھا کہ کم از کم

علماء کے طبقہ میں دو رائیں نہیں ہونی چاہیئے تھیں لیکن غلاموں میں ایسے اصحاب علم و فضل، ایسے ارباب فہم و دانش، ایسے صاحبان زہد و تقویٰ، ایسے حاملان کتاب و سنّت بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے کے ذوق و شوق میں اپنے ہم مذہبوں اور ہم قوموں سے "جہاد" کر سکتے ہیں فجزاھم اللہ خیر الجزا علمائے کرام کی وہ شر ذمہ قلیلہ دہلی کی جمعیت علماء سے وابستہ ہے پاکستان کی سخت مخالف ہے اور اکھنڈ ہندوستان اس کا آخری مطمح نظر اور نصب العین ہے۔

(قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۲۹۱، ۱۹۲)

بہر صورت یہ باتیں اپنے وقت پر ہوں گی!

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب وہی کچھ یہ حضرات خود کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں مطعون کیا جاتا ہے تو پھر آخر وہی فتویٰ ان جھوٹے مقدسین پر لاگو کیوں نہیں ہوتا؟ —— اہلسنّت و جماعت پر گور پرستی، پیر پرستی کا بدترین الزام عائد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ عالم تو عالم کسی عامی سُنّی پر بھی یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔ اکابر سے لے کر اصاغر تک کسی ایک دیوبندی، وہابی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کسی چھوٹے بڑے سُنّی عالم کی کسی کتاب سے یہ ثبوت پیش کر سکے کہ انھوں نے گور پرستی کو جائز اور درست کہا ہے —!

اگر گور پرستی سے ان کی مراد —— مزارات پر جانے، بزرگان دین کی خانقاہوں پر حاضر ہونے، اہل اللہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے سے ہے۔ اور اسے ہی ان کی بانکی اصطلاح میں گور پرستی کہتے ہیں تو یہ الگ بات ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ

؎ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

چنانچہ آپ کے مولانا غلام رسول مہر اپنی معرکۃ الآرا کتاب "سید احمد شہید" میں انوار العارفین کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

کہ حکیم مغیث الدین سہارنپوری نے جن کا ایک پاؤں خشک اور مفلوج تھا سید احمد کو دعوت طعام دی۔ اس موقع پر سید صاحب نے خود فرمایا، میرے

جدِّ امجد نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تھی کہ میری اولاد کو دنیا کا چین نصیب نہ ہو مبادا
وہ یادِ خدا سے غافل ہو جائیں، میں ایک روز مراقبے میں تھا کہ گھر سے بلاوا آیا مجھے
خیال ہوا کہ شاید روزانہ کے مصارف کے لئے بلایا ہو۔ دل میں خیال گذرا کہ جدِّ امجد
کی دعا منظور ہو چکی ہے لہٰذا افلاس سے رہائی ممکن نہیں اس حالت میں عبادت
کی فرصت بھی میسّر نہیں آسکتی، میں گھر نہ گیا اور جدِّ امجد کے مزار پر پہنچ کر مراقبہ کیا
جدِّ امجد کے جسم کا نصف حصّہ قبر سے باہر نکل آیا قبلہ رو ہو کر ہاتھ اُٹھائے ہوئے
اور میرے حق میں دُعا کی۔ اس روز سے تنگ دستی ختم ہو گئی۔

(سیّد احمد شہید مولانا غلام رسول مہر ص۴۲)

اب آپ کی بانکی اصطلاح میں یہ گور پرستی اور سید صاحب گور پرست ہوئے کہ نہیں؟
ایک اور واقعہ الافاضات الیومیہ جلد ہشتم کے جز ثانی میں ہے۔ جسے مکتبہ تالیفات اشرفیہ
تھانہ بھون سے شائع کیا ہے۔ ملفوظ ۲۹۴ فرماتے ہیں کہ

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے پاس لکھنؤ سے ایک غیر مقلد عالم آتے
ہیں اور دو سوال کرتے ہیں پہلا سوال سماعِ موتیٰ کے بارے میں اور دوسرا سوال یہ
کیا کہ کیا اہلِ قبور سے فیض ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہوتا ہے اور حدیث سے
ثابت ہے اس پر وہ چونکے ہوئے میں نے کہا کہ حدیث شریف میں قصّہ ہے
کہ ایک صحابی نے قبر پر بھولے سے خیمہ لگا لیا تھا مردہ بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ
رہا تھا اُنھوں نے سُنا۔ قرآن سننے سے ظاہر ہے کہ ثواب ہوتا ہے تو یہ فیض اہلِ
قبور ہی سے ہوا۔

(افاضتہ الیومیہ ج ہشتم جز ثانی ص۲۵۱)

اب ہم اس موضوع پر صرف ایک اور حوالہ دے کر اسے ختم کر دیں گے۔ کیونکہ اگر صرف اسی
عنوان پر علمائے دیوبند کی کتابوں سے تمام حوالے پیش کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی
اور یہ صفحات اس طوالت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔
مولانا حسین احمد صاحب مدنی حقیقتہً شاید وہی اپنی خود نوشت نقشِ حیات میں زیرِ عنوان
بیعت کے برکات میں تحریر فرماتے ہیں:

دو ماہ سے دو چار دن تقریباً زیادہ حاضر باشی کر ہو گئے تھے کہ یکبارگی بعد از اجازت یہ کیفیت پیش آئی کہ نماز میں بھی اور باہر بھی یہ تمام فضا بین السموات والارض مجھ کو تنگ معلوم ہونے لگی اور نماز میں اس قدر اس کا اثر ہوا کہ جی چاہتا تھا کہ نماز توڑ کر بھاگ جاؤں، حضرت (گنگوہی) رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو فرمایا کلیر شریف وغیرہ ہو آؤ حضرت قطب عالم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جب قبض پیش آتا تھا تو ایسے مقامات پر تشریف لے جاتے تھے۔

(نقش حیات، جزاول ص ۱۰۶)

اب ایک اور مسئلہ چاہنے کا

مثلاً اگر آپ نے یوں کہہ دیا کہ اللہ و رسول کے چاہنے سے یہ ہو جائے گا یا رسول اللہ کے چاہنے سے یہ ہو گا تو علمائے دیوبند کے نزدیک بلا اختلاف یہ شرک ہے چنانچہ مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

یوں کہیں کہ اللہ رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص ۹ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

اب ذرا حسب ذیل عبارت بھی پڑھ جائیں اور دیکھیں کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے کیا گل کھلائے ہیں اور کس طرح مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی کی زد میں آتے ہیں۔

ملفوظ ۲۹۲ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اولاد کے ثمرات جو بھگتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھے فرمایا کہ تمہاری خالہ تمہارے لئے اولاد کی دعا کرنے کو کہتی تھیں میں نے کہدیا کہ میں دعا کروں گا لیکن میں تو تمہارے لئے اسی حالت کو پسند کرتا ہوں جیسا میں خود ہوں یعنی بے اولاد سامان سب کچھ ہوئے مگر چاہا ہوا بڑے میاں ہی کا ہوا اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ خاص معاملہ تھا وہ کہاں ٹل سکتا تھا۔

(الافاضات الیومیہ حصہ ششم جز دوم ص ۲۵ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون)

...اپنے اس قول کی بنا پر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مشرک ثابت ہوئے
...جواب باصواب سے مطلع فرمائیں.

...مسئلہ علم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا

علمائے دیو بند کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ کے پیچھے ، اور دیوار کی پشت ...علم نہیں تھا۔ بلکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تسلیم کیا جائے خواہ اللہ کی دین ...ہو، شرک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہی حضرات شیطان اور ملک الموت کے علم ...سے ثابت کرتے ہیں۔ جیسا انبیٹھوی اپنی کتاب البراہین القاطعہ میں لکھتے ہیں:

> الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا ...عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک ...نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ...ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو ...رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
>
> (البراہین القاطعہ ص۵۱)

...جناب مولانا اشرف علی صاحب کی عبارت ہے:

> آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت ...طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم ...غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بلکہ ...صبی و مجنون۔ بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
>
> (حفظ الایمان مولانا اشرف علی تھانوی ص۸ مکتبہ رحیمیہ دیو بند)

...اب سرخیل صاحب یعنی مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی کی عبارات بھی پڑھ جائیں ...واضح ہو جائے۔ ان کی کوئی عبارت "چڑ کیں" کی طرح جن بھوت دیو پری پیر پیغمبر ...خالی نہیں ہوتی۔ اور جن بھوت دیو پری کا ذکر پیران کرام اور انبیاء عظام کے ساتھ ملا ...اس طرح کرتے ہیں کہ روح ایمان تھرّا اٹھتی ہے تفصیل کے لئے ان کی کتاب تقویۃ الایمان ...دیکھی جا سکتی ہے۔ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

> یا کوئی کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے. یا فلانے کی شادی کب ہو
> گی یا فلانے درخت کے کتنے پتے ہیں. یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس
> کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جا[نتا]
> ہے رسول کو کیا خبر.
>
> (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص۴۷ راشد کمپنی دیوبند)

عبارت مذکور پڑھنے کے بعد عقل وخرد کا جنازہ نکل جاتا ہے. حیرت ہوتی ہے کہ
سفقو الحواس شخص کو بھی عالم ہی نہیں عالم گر بلکہ امام العلماء مانتے ہیں حد ہے یہی [اگر]
یہ کہے کہ فلاں درخت کے کتنے پتے ہیں تو بھی شرک ہو جاتا ہے. گویا یہ بھی علم غیب
اور خاصۂ خدا ہے. حالانکہ اس دور میں ہزاروں درختوں کے پتے گنے جا سکتے ہیں
غضب یہ ہے کہ ادھر خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کے متعلق علمائے دیوبند کے
ہیں اور اُدھر علماء دیوبند کے مبلغ علم کا کوئی اور چھور ہی نہیں

ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

دُور نہ جائیں صرف ماہنامہ الرشید لاہور کا "دار العلوم دیوبند نمبر" دیکھ لیں کہ کیا کیا
شگوفے کھلے ہوئے ہیں چنانچہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے متعلق محمد دین صاحب
"علمائے حق" مصنفہ سید امین گیلانی کے حوالے سے رقمطراز ہیں عنوان ہے حلال و [حرام]
کی پہچان

> ایک روز لاہور حضرت کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص ایک برتن میں دودھ
> اور دوسرے برتن میں دہی لے کر آیا اور عرض کیا حضرت دم کر دیں. حضرت نے
> دیکھا اور فرمایا اورے آؤ یہ تو اچھے نہیں ہیں. حضرت معمول توجہ سے
> حلت وحرمت معلوم کر لیا کرتے تھے ـــــ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی
> وہ دونوں اشیاء حرام طریق سے حاصل کی گئی تھیں.
>
> (ماہنامہ الرشید لاہور "دار العلوم دیوبند نمبر" ص۵۹۶)

ظاہر ہے آج تک دنیا میں کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جو حلال وحرام کی توضیح کر

...کا ادراک حواس خمسہ کی طاقت سے بھی باہر ہے۔ تو پھر ایسے علم کو جس میں کسی ... کو بھی دخل نہ ہو جس کی تبیین و امتیاز سے حواس خمسہ بھی معذور ہوں اسے کونسا ... ! اور غضب یہ ہے کہ حضرت لاہوری "معمولی توجہ سے علت و حرمت معلوم ... " گویا یہ علم ان کے دائرۂ اختیار میں تھا۔ اور یہ پھر ایک آدھ بار کی بات ... میں تسلسل و استمرار بھی تھا جیسا کہ اسی دیوبند نمبر میں زیر عنوان "مدینہ کا حال" ... حسین صاحب چکوالی سے روایت ہے

> ...حضرت نے ایک دفعہ خلوت میں فرمایا مولوی حبیب اللہ صاحب (حضرت ... کے صاحبزادے) مدینہ منورہ میں رہتا ہے جب کبھی خط کو دیر ہو جاتی ہے۔ تو اس کی والدہ پریشان ہو جاتی ہے اور مجھ سے پوچھتی ہے کہ اس کا کیا حال ہے ... میں اللہ کے فضل و کرم سے پانچ منٹ میں بتا دیتا ہوں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔
>
> (ماہنامہ الرشید لاہور "دارالعلوم دیوبند نمبر" ص ۵۶۵)

اسی طرح جناب چوہدری محمد اکبر صاحب خیر پور ملیاں ضلع شیخوپورہ نے اپنا ایک ... بیان کیا ہے ___ عنوان ہے "کھانڈ درست نہیں"

> سنہ ۱۹۴۲ء پھاگن کا مہینہ تھا۔ میں نے اپنے گنے کی تقریباً ۶ من کھانڈ تیار کی اس میں سے کچھ کھانڈ لے کر حضرت کی خدمت میں گیا کھانڈ پیش کی تو حضرت نے فرمایا کھانڈ درست نہیں۔ میں نے پھر اصرار کیا لیکن آپ نے یہی فرما کر کھانڈ لینے سے انکار کر دیا۔ میں حیران ہوا۔ بہر حال واپس آکر سوچا تو دو باتیں ذہن میں آئیں۔ ایک تو میں نے ابھی مشین والے کو کرایہ ادا نہیں کیا تھا دوسرا میں نے ابھی تک چینی کا عشر ادا نہیں کیا تھا۔ میں نے فوراً دونوں کام کئے عشر بھی نکالا اور مشین کا کرایہ بھی مشین والے کو دے آیا قریباً ایک ماہ بعد اپنی بیوی کے ہمراہ پھر حضرت کی خدمت میں گیا کیونکہ میری بیوی بھی حضرت کی بیعت تھی۔ اسے سبق سنانا تھا۔ حاضر ہونے پر میں نے عرض کیا کہ حضرت جی چاہتا ہے کہ تھوڑا سا گھی آپ کے لئے لیتا آؤں۔ مگر کھانڈ کی واپسی کے بعد ہمت نہیں پڑتی

ڈھونڈتا تھا آپ کہیں خفا نہ ہوں حضرت نے فرمایا گھی کہاں پڑا ہے۔ میری بیوی نے بتایا کہ گھر کی فلاں سمت کے کمرے میں پرات کے اندر ڈبہ میں ہے۔ حضرت نے سر مبارک کو دو منٹ تک سینے کی طرف جھکایا پھر فرمایا گھی تو پاکیزہ ہے پھر فرمایا کہ چینی کہاں پڑی ہے میں نے بتایا تو حضرت نے پھر توجہ کی اور بعد میں فرمایا کہ اب تو چینی بھی پاکیزہ ہے۔ چوہدری محمد اکبر کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ واقعی عشر ادا نہ کرنے کے باعث حضرت نے واپس کر دی تھی۔

(ماہنامہ الرشید لاہور "دار العلوم دیوبند نمبر" ص۵۶۴ ، ص۵۶۵)

ملاحظہ فرمائیں — مولانا لاہوری کو صرف یہی نہیں کہ شیرانوالہ گیٹ لاہور سے خیر لاہور تک بلکہ لاہور سے مکہ مدینہ تک نظر آتا تھا اور اس کی خبریں بھی دیا کرتے تھے۔ بلکہ حلت و حرمت کا بھی ادراک ہوتا تھا صرف چوہدری اور چوہدرانی سے سمت معلوم کرنے کی ضرورت تھی۔ یا للعجب ؎

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہئے
ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

بھولے چوہدری نے پہلے ہی کھانڈ کے ساتھ گھی دے دیا ہوتا تو یہ نوبت کیوں آتی۔ یہی جناب محمد دین شوق صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے متعلق "بیس بڑے مسلمان" سے اپنے مضمون "کرامات اولیاء دیوبند" زیر عنوان "ہمارا اسلام کہدینا" میں رقمطراز ہیں:

مولوی عبد السبحان صاحب انسپکٹر پولیس گوالیار کے ایک تحصیلدار دوست برخواست کر دیئے گئے خاصی کوشش کی کہ دوبارہ تقرری ہو مگر ناکامی ہوئی بالآخر دعا کے لئے گنگوہ پہنچے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے وطن کے قریب جو میدان ہے وہاں ایک مجذوب فقیر رہتے ہیں ان سے ہمارا اسلام کہہ دینا تحصیلدار سمجھے کہ ٹال دیا دل برداشتہ ہو کر واپس ہو گئے اور فقیر کے پاس بھی نہ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد اتفاقیہ ادھر سے گذر ہوا تو فقیر مجذوب بیٹھا ہوا تھا دور ہی سے ان کو دیکھ کر فقیر نے کہنا شروع کیا بابا مولوی نے بھیجا ہے۔ جا جا پہاڑ پر چڑھ جا۔ یہ سن کر انہوں نے حضرت کا اسلام تو پہنچا دیا۔ مگر رنجیدہ و مغموم یہ سوچتے ہوئے مکان کو واپس ہوئے کہ مولانا نے یوں ٹالا اور فقیر نے

...طرح ممان. کام کچھ بھی نہ ہوا۔ اسی پیچ وتاب میں تحصیلدار صاحب مکان پر پہنچے تو
...کم آیا ہوا تھا کہ تم بحال کئے گئے اور نینی تال کا تبادلہ ہوا۔

(ماہنامہ الرشید لاہور "دارالعلوم دیوبند نمبر" صفحہ ۵۶)

الحاصل اگر بات صرف مختلف فیہ مسائل کی توضیح وتنقیح کی ہوتی۔ یا مسئلہ عقائد ونظریات
...لاف اور اس کی وضاحت کا ہوتا تو کچھ ایسی دشواری نہیں تھی کیونکہ ان موضوعات پر ہر دو
...کے اکابرین واحباعزیزین نے اتنا کچھ لکھا ہے اور لکھ رہے ہیں کہ "اس حقیقت کے باوجود کہ
...کتاب کسی موضوع پر آخری کتاب نہیں لکھی جاسکتی" مزید کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔
...گر یہاں تو بات ہی کچھ اور ہے۔ بات ہے تاریخی حقائق وشواہد اور ان کے تجزیئے کی۔ آپ
...بھی نہیں کرسکتے کہ میرے جیسے کم مایہ اور بے بضاعت شخص کی اس وقت کیا کیفیت ہوتی
...ب سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور ان کے رفقائے کار کے تذکرہ نگار سب
...ب انہیں کے معتقدین ومحبین ہوں مخالف نظریے کے کسی ایک فرد نے بھی ان کی تحریک
...کے موضوع پر کوئی ایسی قابل ذکر کتاب نہیں لکھی یا کم ازکم میری نظر سے نہیں گذری جس سے
...لاف کے نظریات کا بھرپور اظہار ہوتا ہو —— چنانچہ شیخ محمد اکرام صاحب مصنف
...کوثر، رود کوثر وغیرہ اپنی تمام تر وہابیت نوازی کے باوجود موج کوثر میں تحریر فرماتے ہیں:

پشاور کی فتح اور سلطان محمد خان کا عہد اطاعت تحریک جہاد کی تاریخ کا سب سے
روشن باب ہے لیکن افسوس کہ یہ کامیابی جلد ہی سخت رنجیدہ ناکامی کا پیش خیمہ ثابت
ہوئی اور نہ صرف پشاور ہاتھ سے گیا بلکہ گردونواح کے علاقہ میں جو قاضی اور تحصیلدار مقرر
ہوئے تھے انہیں خود افغانی مسلمانوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اس افسوسناک
انقلاب احوال کا تجزیہ کرنا اور اس کے اسباب وبواعث ڈھونڈنا تاریخ نگار کا تلخ فرض
ہے لیکن آج یہ کام کسی قدر آسان ہوگیا ہے۔

ابھی تک اس سانحے کے متعلق فقط سید صاحب کے عقیدتمندوں کے بیانات ملتے
تھے جن کی ترجمانی عہد حاضر میں مولانا مہر نے بڑے جوش جذبے سے کی ہے لیکن اب افغان
نقطہ نظر کا تھوڑا بہت اظہار بھی سامنے آگیا ہے۔ (موج کوثر شیخ محمد اکرام ص ۲۹، ۳۰)

اب یہ الگ بات ہے ایک بلند پایہ اہل قلم ہونے کے باوجود جناب شیخ محمد اکرام صاحب نے بھی ان ماخذ کی طرف رہنمائی نہیں فرمائی جن سے پٹھانوں کے نظریات و عقائد اور ان کی طرز زندگی کی بالتفصیل وجہ معلوم کی جاسکتی — اب آپ ہی بتائیں کہ —

ع میں کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

آج پورا وہابی، دیوبندی طبقہ چیخ رہا ہے، چلّا رہا ہے کہ —

- حضرت سید احمد اور مولانا اسمٰعیل اور ان کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے
- ان کے ایک ایک فرد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا
- اللہ کے مجاہدین حالت نماز میں دنبوں کی طرح ذبح کر دیئے گئے۔
- ان بیکسوں کے لہو سے سرحد کا چپہ چپہ رنگین کر دیا گیا — وغیرہ وغیرہ

آخر وہ اسباب و بواعث جن کی وجہ سے پٹھانوں نے سید صاحب کے مجاہدین کو موت کی نیند سلا دیا — یہ ہیں کہ —

- انھیں شریعت کی پابندی کرائی جاتی تھی جو ان کے لئے ناقابل برداشت تھی
- ان سے عشر وصول کیا جاتا تھا جو انھیں کسی طرح گوارہ نہ تھا
- ان سے سرداری چھین لی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ چراغ پا تھے۔

یہ ہیں وہ اسباب و علل جن کی مسلسل شہرت کی جا رہی ہے — ممکن ہے یہ درست بھی ہوں! — مگر چند اسباب ایسے بھی ہیں جو ذہن کو مسلسل جھنجوڑ رہے ہیں — وہ ہیں سید صاحب کی مقبولیت اور پٹھانوں کی فداکاری کے بے پایاں جذبات — چنانچہ سید ابوالحسن ندوی اپنی کتاب "سیرت سید احمد شہید" حصہ اوّل کے بائیسویں باب کی ابتدا میں لکھتے ہیں،

> چمکنی سے ہشت نگر — آج چمکنی سے کوچ فرما کر دریائے لنڈے اتر کر چہارسدہ علاقہ ہشت نگر میں تشریف فرما ہوئے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر اس مقام کے تمام مرد مور و ملخ کی طرح آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے جوانب و اطراف کی عورتیں بھی مجتمع ہو گئیں۔ آپ اس وقت اونٹ پر سوار تھے

...ف کی زین پوش کی جھالر کو عورتوں نے تبرک کے طور پر توڑ لیا اونٹ کی دم کے بال تک ...ڈالے، اونٹ کے پیروں کے نیچے کی خاک بھی تبرک سمجھ کر کوئی عورت اپنی آنکھوں ...ں لگاتی، کوئی منہ پر ملتی تھی، کسی نے گھر لے جانے کے لئے وہ خاک اپنے کپڑے ...ں باندھ لی، سب لوگوں کو لے جاکر بستی کے کنارے آپ کا خیمہ نصب کیا اور سب قافلہ وہیں اُترا۔ (سیرت سید احمد شہید حصہ اول صفحہ ۳۹۳)

...وال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عقیدت و محبت، فداکاری و جاں سپاری کے باوجود پٹھان ...کیوں بر انگیختہ ہو گئے؟ انھوں نے کیوں خونریزی و خون آشامی شروع کر دی؟ وہ کیا اسباب ...ایک پٹھانوں کی محبت نفرت میں بدل گئی اور وہ کیا عوامل تھے کہ پورا کوہستان و فتنہ" ...اُٹھا؟ وہ کیا وجوہات تھیں کہ سرسبز و شاداب پہاڑ آتش فشاں بن گئے۔ اور سید صاحب ...وں مجاہد کو جن تک کسی پٹھان کی رسائی ہو سکی بھیڑوں بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا۔

کیا علمائے دیوبند اور ان کے ہمنواؤں کی لایعنی توجیہات کسی غیر جانبدار ذہن کو مطمئن کر ...کیں؟ ہرگز نہیں کوئی صاف ستھرا غیر جانبدار ذہن ان کے غیر منطقی دلائل کو قبول نہیں کر سکتا۔ ...پٹھانوں پر یہ سراسر بہتان و افترا ہے کہ انھوں نے مجاہدین کو فقط اس لئے اُدھیڑ دیا کہ وہ ...شریعت کی پابندی کرواتے تھے ——— حالانکہ سید صاحب اور ان کے رفقاء کی توقیر ہی اس لئے ...دل تھی کہ وہ خدا کے دین کے سپاہی ہیں، مجاہد ہیں، غازی ہیں، خدا رسیدہ ہیں، شریعت ...پاسبان ہیں۔

...بات قطعاً سمجھ میں نہیں آتی کہ اس عقیدت و محبت کے باوجود جو پٹھانوں کو سید صاحب ...کے رفقاء سے تھی بلا کسی نفرت انگیز وجوہات کے صرف دین کی حمایت و پاسداری کی وجہ ...انھیں ذبح کر ڈالا گیا۔

آج ہم اُن تلخ حقائق کو ضرور تلاش کریں گے جس کا ذکر جناب شیخ اکرام صاحب نے ...وکوثر میں کیا ہے۔

بہر صورت سید صاحب اور ان کے رفقاء کے سیرت نگار بلا ریب انھیں کے معتقدین و ...مریدین تھے اور انھوں نے وہی کچھ لکھا جو انھیں لکھنا چاہئے تھا جیسا حیات طیبہ میں انھیں

کے پروردہ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

> اس کی بابت جو کچھ میں اپنے گزشتہ صفحوں میں لکھ آیا ہوں درحقیقت وہی بات ٹھیک ہے اور اس میں ذرا بھی تفاوت نہیں ہے کہ ہمارے بعض ہمعصر سوانح نویسوں نے ان کا ذرا بھی ذکر نہیں کیا ہے اور سوئے ادبی کے خیال نے انہیں دیانتداری سے باز رکھا مگر ہم نے اپنی ایمانداری سے جو واقعے ہمیں پہنچے انہیں بے کم وکاست یہاں درج کر دیا۔ (حیات طیبہ جز اول گیارہواں باب صفحہ ۳۴۰)

مرزا حیرت کی یہ عبارت بڑی خیال افروز ہے —— مرزا صاحب کی اس عبارت سے ہمارے نظریہ کی تائید ہوتی ہے کہ سید صاحب اور ان کے رفقاء کے سوانح نگار انہیں کے [illegible] معتقدین سے اور یہ کہ انہوں نے واقعات وحالات قلم بند کرنے میں انتہائی بد دیانتی سے کام لیا ہے۔

رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کیا لکھا ہے؟ وہ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مرزا حیرت دہلوی، مولوی جعفر تھانوی، مولوی عاشق الہی میرٹھی [illegible] حضرات علمائے دیوبند کی صفِ اول کے سوانح نگاروں میں ہیں۔ انہوں نے نہ چاہنے کے [illegible] بہت کچھ لکھ دیا ہے جو بلا ریب مخالف نظریہ کی تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر کے دیوبندی سوانح نگار اور ان سے متعلق مصنفین ومصورین [illegible] سابقین اولین تذکرہ نگاروں سے سخت برہم نظر آتے ہیں۔

مولانا مہر کے نزدیک تو ان بے خرد دوستوں نے سید صاحب اور مولانا اسمٰعیل صاحب کی لٹیا ہی ڈبو دی ہے چنانچہ مولانا مہر اپنی کتاب سید احمد شہید میں سوانح احمدی کے متعلق لکھتے ہیں:

> اس کتاب نے سید صاحب کے متعلق دو افسوسناک غلط بیانیوں کو عام کیا اول یہ کہ سید صاحب انگریزوں سے نہیں لڑنا چاہتے تھے صرف سکھوں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے تھے اس غلط بیانی کو مستند بنانے کے لیے سید صاحب کے مکاتیب کی عبارتوں میں تحریف کی گئی۔ (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۲۹، صفحہ ۳۰)

والا مذکور میں ایک ایسا جملہ بھی ہے جس پر جتنا ہی غور کیا جائے کم ہے یعنی "صرف سکھوں سے لڑائی پر آمادہ ہوئے تھے"، کاش مولانا مہر یہ بھی بتا دیتے کہ انھیں کس نے لڑائی پر آمادہ کیا اور کیوں؟ ___ رہی بات سید صاحب کے مکاتیب میں تحریف کی تو اہل خانہ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ تحریف پہلوں نے کی یا بعد میں آنے والوں نے حالات زمانہ کے مطابق ڈھال لیا۔

یہی مولانا مہر صاحب حیات طیبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

> یہ اصل میں شاہ اسمٰعیل کی سیرت ہے جس میں سید صاحب کی جنگوں کے حالات آگئے ہیں۔ آخر میں سید صاحب کے حالات بھی اختصاراً بیان کر دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب تاریخ نہیں بلکہ افسانہ ہے۔ کئی واقعات و حالات بداہتہً ایسے ہیں جو مرزا صاحب نے خود تیار کر لئے۔ بہرحال کتاب سراسر ناقابل اعتماد ہے۔

اسی مقام پر ارواح ثلثہ کے متعلق فرماتے ہیں:

> اس میں سید صاحب، شاہ اسمٰعیل اور بعض بزرگوں کے متعلق حکایات ہیں لیکن بعض حکایات بداہتہً غلط ہیں۔ (سید احمد شہید مولانا مہر ص۲۷، ۲۹)

حاصل یہ کہ مولانا مہر نے ان تمام سابقین متقدمین سیرت نگاروں پر سخت تنقید اور جرح کی ہے اور ان کی اکثریت کو ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔ حالانکہ اگر یہ افسانہ طراز لوگ نہ ہوتے تو مولانا مہر کو ان کی سیرت کے متعلق کچھ بھی نہ معلوم ہو سکتا تھا۔

پھر اب اس کا کیا کیا جائے کہ مولانا مہر جن کو مشق ستم بنا رہے ہیں مولانا حسین احمد مدنی انہیں کو قابل اعتماد اور مستند قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنی خود نوشت سوانح "نقش حیات" میں فرماتے ہیں:

> مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو سید صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں
> (نقش حیات ص۴۴)

حقیقت یہ ہے کہ اب بھی "ارواح ثلثہ"، "تذکرۃ الرشید"، "سوانح قاسمی"، "تواریخ عجیبہ سوانح احمدی"، "حیات طیبہ"، "تذکرۃ الخلیل" اور اسی قبیل کی بہت سی دوسری کتابیں ہی علمائے دیوبند کے نزدیک مستند اور قابل اعتماد ہیں۔ یہی کتابیں چھاپی اور بیچی جاتی ہیں اور یہی پڑھی

سنائی جاتی ہیں۔ انھیں افسانہ طرازیوں کو لوگ پڑھتے سنتے اور سر دھنتے ہیں۔ انھیں کی... کے شگوفوں کو بطور کرامات پیش کیا جاتا ہے۔ مولانا مہر کی کتابوں کو ان معتقدین میں سے ... نادر ہی کوئی دیکھتا ہوگا۔

بہر صورت ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے دیوبند اور ان کے اکابرین ... انتہائی بددیانتی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انھوں نے حالات کے مطابق تحریف و تحقیق سے ... نہیں کیا۔ صحیح واقعات کا اوّل تو ذکر ہی نہیں کیا گیا اور اگر کہیں بامر مجبوری لکھنے بھی پڑے ... انھیں بالکل مسخ کر ڈالا گیا۔ اور مقدمہ کی یکطرفہ ڈگری دے دی گئی۔

وہابیت و نجدیت علمائے دیوبند کی عدالت میں

- o ـــ وہابیت اپنے کردار و نظریات کے آئینہ میں
- o ـــ وہابیت کے بارے میں علمائے دیوبند کا اضطراب
- o ـــ علمائے دیوبند حنفیت کی کسوٹی پر

اس سے پہلے کہ ہم مذکورہ بالا عنوانات کے متعلق کچھ عرض کریں جناب شوکت صدیقی صاحب
کے مضامین کے اقتباسات پیش کرنا چاہتے ہیں جو ۱۴ تا ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء اور ۲۸ مئی تا ۴ جون
۱۹۷۶ء کے ہفت روزہ الفتح کراچی میں شائع ہوئے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جناب صدیقی صاحب
کا ہر مضمون درست ہے اور اس سے اختلاف ممکن نہیں، مگر چونکہ جناب شوکت صاحب
ہر گروہ سے الگ رہیں اور انہوں نے بڑی حد تک اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے کوئی
وجہ نہیں کہ ان کی اس فاضلانہ تحریر سے استفادہ نہ کیا جائے۔

اس وقت بھی ائمہ حرمین شریفین کی آمد پر سیاسی اور گروہی فائدہ حاصل کرنے کے لئے
[illegible] چھوڑا گیا تھا۔ اور اب جنوری ۱۹۷۸ء میں بھی امام حرم کی آمد پر انہیں اغراض و مقاصد
کے تحت امت مسلمہ میں اضطراب و انتشار پیدا کیا جا رہا ہے۔ تاکہ عوام اہلسنت کو سنی علماء
سے برگشتہ کر کے ان سیدھے سادے سنیوں کو آلۂ کار بنایا جا سکے۔

مگر شاید یہ لوگ اب بھی اپنی اسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اہلسنت کی کوئی تنظیم نہیں۔
ان کا کوئی پلیٹ فارم نہیں۔ ان کی کوئی آواز نہیں۔ ان کا کوئی رہنما و مقتدا نہیں ـــ تو میں
ان کی یہ خوش فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں اور یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب ہم منظم ہیں۔ ہماری
ایک آواز ہے اور اب ہم بحمد اللہ اس پوزیشن میں ہیں کہ ان تمام فرق باطلہ سے مقابلہ کر
سکیں۔ وہ دور ختم ہوا جب ہر محفل میں ہمیں کچل دینے کی سازشیں کی جاتی تھیں اور میرے

جیسے بے شمار لوگ قیادت نہ ہونے کی وجہ سے تڑپ کر رہ جاتے تھے۔ اور اپنے
جذبات کو اپنے ہی ہاتھوں ذبح کر ڈالتے تھے — مگر اب ہم مخلص اور جرأت مند
بہرہ ور ہیں۔ آج پوری دنیائے اہلسنت جنھیں مسلک سے محبت ہے قائد اہلسنت
علامہ شاہ احمد صاحب نورانی، مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالستار خان صاحب نیازی
علامہ عبدالمصطفےٰ صاحب الازہری، حضرت مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی۔ جناب
اکبر صاحب ساقی، محترم جناب پروفیسر شاہ فریدالحق شاہ صاحب۔ جناب صوفی ایاز
حضرت مولانا حامد علی خانصاحب۔ حضرت پیر کرم شاہ صاحب ازہری۔ جناب ظہور الحسن
بھوپالی۔ مولانا محمد حسن صاحب حقانی۔ محترم جناب الحاج محمد حنیف صاحب طیب اور
دیگر محترم و مکرم رفقائے کار پر بھرپور اعتماد کرتی ہے۔ اور ان کی قیادت و سرکردگی میں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن ترین انقلاب برپا کرنے کے لئے تیار ہے۔

جناب شوکت صدیقی صاحب ۴ تا ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء کے الفتح میں لکھتے ہیں:

> اہلسنت اور وہابیوں کے اختلافات لگ بھگ ڈھائی سو سال پرانے ہیں۔ ان
> اختلافات کا آغاز تحریک وہابیت سے ہوا جس کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی تھے
> وہ ۱۷۰۳ء میں عیینہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم بصرہ اور مدینہ
> منورہ میں حاصل کی۔ عربوں کے اس وقت کے مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لئے آواز بلند
> کی اور اتحاد اور اصلاح کے نام پر چاروں بزرگ فقہا امام مالک، امام شافعی،
> امام احمد ابن حنبل، امام ابو حنیفہ کی تعلیمات پر دل آزاری اور گستاخی کی حد تک
> تنقید کی اور ان کے پیرو مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا محمد ابن عبدالوہاب
> نجدی نے جوشِ خطابت میں احادیث کو "خرافات کا پلندہ" بتایا۔ اپنے رسالوں اور
> اپنی تصانیف میں اسوۂ رسول کو کمتر ثابت کرنیکی کوشش کی اور برملا ایسی باتیں کہیں
> جن سے تکفیر کی بو آتی تھی چنانچہ وہ حکام کی خفگی اور عتاب کے مورد بنے انہیں
> جلاوطن کر دیا گیا آخر انہیں "دارالنجد" کے ہمسایہ حکمران امیر محمد ابن سعود کے دربار
> میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ رفتہ رفتہ وہ امیر سعود کی حکومت کے دینی پیشوا اور

حکمران بن گئے۔ دونوں نے مل کر ترکوں کے خلاف جنگ کی اور ۱۷۶۵ء تک نجد کا ایک بڑا حصہ فتح کرلیا۔ اس سال امیر محمد سعود کا انتقال ہوا اور ان کا بیٹا عبد العزیز ان کا جانشین ہوا۔ امیر عبد العزیز کے عہد میں نظام حکومت براہ راست محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی نگرانی میں آگیا ۱۷۹۲ء میں ابن عبد الوہاب کا انتقال ہوا مگر جب تک وہ زندہ رہے نجد کی حکومت اور ان کے حکمران ان کے زیر نگیں رہے انھوں نے نجد کے لوگوں کو اپنے عقائد میں اس طرح ڈھالا کہ مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا جو وہابی کہلایا ابن عبد الوہاب کے انتقال کے بعد بھی وہابیوں کی سلطنت کی توسیع کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ پورا نجد ان کے قبضے میں آگیا۔ وہابیوں نے اپنے عقائد کی ترویج و توسیع میں انتہا پسندی سے کام لیا انھوں نے مسلمانوں پر ہر قسم کا ظلم و تشدد ڈھایا حتیٰ کہ دیوبند کے ممتاز عالم مولانا حسین احمد مدنی کو بھی جو اپنے عقائد کے اعتبار سے وہابیوں سے قریب نظر آتے تھے وہابیوں کے جور و ستم کا اعتراف کرتے ہوئے محمد ابن عبد الوہاب نجدی اور اس کے مقلدین کے بارے میں یہ کہنا پڑا

صاحبو! محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتدا تیرہویں صدی ہجری میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل عرب کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے دراصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار اور فاسق شخص تھا۔

(الشہاب الثاقب ص۴۲)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عبارت مولانا حسین احمد مدنی کی ہے یا نہیں؟ اور یقیناً ہے یہی بات مولانا حسین احمد مدنی کہنے کے باوجود محترم و مقدس رہے۔ آپ کے نزدیک

صاحب کمال قرار دیئے گئے۔ اور جب یہی لفظ بلکہ اس سے بھی کمتر ہم کہتے ہیں تو دیو بندی خانوادہ کیوں برہم اور سیخ پا ہو جاتا ہے؟

اور اب آگے چلئے — جناب صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

> مکہ معظمہ پر قبضہ کے کچھ ہی عرصہ بعد امیر عبدالعزیز کو ایک ایرانی نے قتل کر دیا اس کا بیٹا سعود ابن عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا۔ ۱۸۰۶ء میں اس نے مکہ اور مدینہ پر جو وہابیوں کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے ایک بار پھر ترکوں سے چھین کر قبضہ کر لیا۔ امیر سعود نے اس کے بعد حجاز میں اپنی طاقت مستحکم کی اور وہابیوں کے دائرہ اثر کو شام، عراق اور خلیج تک وسیع کرنے کی کوشش کی۔ نجدی وہابیوں کو اپنی اس جدوجہد میں جو خلافت عثمانیہ اور عرب ممالک پر تسلط کے خلاف تھی انگریزوں کی پشت پناہی حاصل تھی انگریز اور دوسری یورپی طاقتیں سلطنت عثمانیہ کی یورپی عرب اور افریقی مقبوضات پر عرصہ سے دانت لگائے بیٹھے تھے اور اس کوشش میں تھے کہ ترکوں کو داخلی خلفشار میں مبتلا کر کے فائدہ اٹھایا جائے وہابیوں نے ان کے اس منصوبے کو کامیاب بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔

اور یہی کھیل برصغیر میں بھی کھیلا گیا۔ ہم آئندہ صفحات میں حقائق و شواہد کی روشنی میں ثابت کریں گے کہ علمائے دیوبند اور وہابی فرقہ انگریز دشمن نہیں انگریز دوست تھا۔ انگریز دشمنی کے بلند و بانگ دعوے صرف اور صرف دھوکہ اور فریب تھے۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کا دعویٰ سراسر افسانہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بالکل یہی چال ان کے ولی اور ذوالفقار علی بھٹو نے بھی چلی تھی۔ امریکہ اور سامراجی قوتوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا (اور یہ اس کے جھنجھنے تھے) مگر جب پردہ ہٹا تو یہ سامراجیوں کے دوست اور ایجنٹ ثابت ہوئے۔ صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

> مگر ترک حکمران جلد ہی وہابیوں اور ان کے پشت پناہ انگریزوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی خطرے سے باخبر ہو گئے اور انھوں نے وہابیوں کی سرکوبی کے لئے مصر کے محمد علی پاشا سے مدد مانگی۔ محمد علی پاشا نے ۱۸۱۶ء میں اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کی

[illegible] ایک بڑی مہم وہابیوں کے خلاف روانہ کی اس وقت امیر سعود کا بیٹا ان کے
زوال کے بعد برسر اقتدار آیا تھا ۱۸۱۸ء میں ابراہیم پاشا نے اسے شکست دی
اور گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا مصری فوجوں نے وہابیوں کا
دارالحکومت لوٹ لیا اور اسے آگ لگادی. اس طرح وہابیوں کی سیاسی قوت کا
خاتمہ کر دیا گیا.

پہلی عالمی جنگ کے دوران وہابیوں نے خلافت عثمانیہ کے اقتدار کو حجاز اور
دوسرے ممالک سے ختم کرنے کے لئے ایک بار پھر انگریزوں کی امداد و حمایت سے
مہم کا آغاز کیا ۱۹۱۸ء میں ترکوں کی شکست کے بعد وہ دوبارہ برسر اقتدار آگئے مگر
ان کی سلطنت آزادانہ نہ تھی ان کی حیثیت انگریزوں کی نوآبادی سے زیادہ نہ تھی

برصغیر میں وہابیت کا آغاز انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں سید احمد بریلوی
کی تحریک مجاہدین سے ہوا انھوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا. اپنے مجاہدین کے
ساتھ ہجرت کی اور صوبہ سرحد کے کوہستانی علاقہ میں اپنا مرکز قائم کیا. ان کی یہ تحریک
ایک مذہبی اور سیاسی تحریک تھی وہ ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلا کر
ایک اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے. مگر انگریزوں سے براہ راست جنگ کی نوبت
نہ آئی انھیں پہلے پنجاب کے سکھ حکمرانوں سے نمٹنا پڑا. ۱۸۳۱ء کی جنگ بالاکوٹ میں وہ
سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے بہت سے مجاہدین کے ساتھ شہید ہوئے سید احمد بریلوی
کی شہادت کے بعد ان کی تحریک مجاہدین کا زور ٹوٹ گیا مگر اس کا سلسلہ ۱۹۴۷ء تک
جاری رہا کہ ہندوستان و پاکستان انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہو گئے. سید احمد کی تحریک
کا ابن عبدالوہاب نجدی کی وہابی تحریک سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا مگر دونوں کے
عقائد و تعلیمات میں بڑی حد تک مطابقت پائی جاتی ہے. دونوں ہی تحریکوں نے اجتہاد
پر زور دیا اور شفاعت کے عقیدے کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ دونوں تحریکیں بدعت
شرک. فرسودہ رسم و رواج اور اوہام پرستی کی مخالف تھیں. مگر ابن عبدالوہاب نجدی
اپنے ملک میں جس قدر انتہاپسند اور کٹر تھے سید احمد شہید اتنی دور تک نہ گئے.

انھوں نے قبر پرستی اور پیروں کی تعظیم میں مبالغہ اور افراط، مہر کی بھاری رقم اور میلاد نبوی میں دھوم دھام، بیواؤں کے عقد ثانی کے امتناع، نذر و نیاز وغیرہ کی مخالفت کی۔ سیّد احمد شہید اور ان کی جماعت کے ارکان کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ رفع الیدین اور آمین بالجہر کرتے ہیں۔

سیّد احمد شہید کی تحریک مجاہدین کو ممتاز انگریز مصنف ولیم ہنٹر نے اپنی مشہور تصنیف "ہمارے ہندوستانی مسلمان" میں وہابی قرار دیا اور اپنے موقف کی تائید میں یہ جواز پیش کیا کہ ۱۸۲۱ء میں سیّد شہید بریلوی حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ گئے۔ مکہ کے دوران قیام وہ وہابی عقائد سے بہت زیادہ متاثر ہوئے واپسی پر انھوں نے انھیں خطوط پر تحریک کا آغاز کیا مگر ہنٹر کے اس دعویٰ کا کوئی دستاویزی یا معروضی ثبوت نہیں ملتا اس لئے کہ جب سیّد احمد شہید مکہ معظمہ پہنچے تو ابن عبدالوہاب نجدی کو انتیس سال قبل انتقال ہو چکا تھا وہابی تحریک دم توڑ چکی تھی وہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر خلافت عثمانیہ کا تسلط تھا۔ لیکن ان حقائق کے باوجود سیّد احمد شہید کی تحریک مجاہدین وہابی تحریک کہلائی اور اب تک اسی نام سے مشہور رہے مگر جو مسلمان اپنے عقیدہ کے اعتبار سے وہابی کہلاتے ہیں وہ متحد اور مشترک نہیں بلکہ تین مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں: "اہل حدیث" ــــ "دیوبندی" ــــ "جماعت اسلامی"

اہل حدیث کا تعلق براہ راست سیّد احمد شہید بریلوی کی تحریک مجاہدین سے ہے اس سلسلہ کا آغاز صادق پور پٹنہ کے سیّد ولایت علی سے ہوتا ہے۔ جو سیّد احمد شہید کے نائب تھے اور ان کی شہادت کے بعد جماعت مجاہدین کے امیر مقرر ہوئے ان کے انتقال کے بعد ان کے چھوٹے بھائی عنایت علی ان کے جانشین مقرر ہوئے انھیں دونوں بھائیوں کے عہد عمارت میں جماعت اہل حدیث کی بنیاد پڑی لیکن اہلحدیث بھی ایک نہیں دو ہیں۔ اہل حدیث کا دوسرا گروہ جماعت غرباء اہل حدیث کہلاتا ہے۔ اس کے بانی مولانا عبدالوہاب ملتانی ہیں جنھوں نے ۱۹۱۱ء میں اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور اہلحدیث غرباء کے نام سے اپنی جماعت بنائی۔ اہل حدیث ان کی مخالفت کرتے ہیں مو...

عبدالوہاب ملتانی کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور ان کی جماعت کے بارے میں برملا یہ اعلان کرتے ہیں کہ جماعت غربائے اہل حدیث باغی جماعت ہے جس کا جماعت اہل حدیث سے کوئی تعلق نہیں پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے افسوس سید احمد کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو ضرور جماعت غربائے اہلحدیث کو مع امام کے قتل کر دیا جاتا جس طرح سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

جہاں تک دیوبندیوں کا تعلق ہے وہ عقائد کے اعتبار سے کلیات میں اہل حدیث سے مطابقت رکھتے ہیں مگر جزئیات میں دونوں کے درمیان فرق ہے ستم ظریفی یہ ہے کہ دونوں ہی ایک دوسرے کو انگریز کا ایجنٹ اور پٹھو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے موقف کی تائید میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تاریخ سے شواہد اور ثبوت لاتے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ سید احمد شہید کی تحریک مجاہدین اور تحریک دیوبند برصغیر کی تاریخ میں اپنی کٹر انگریز دشمنی کے رشتہ سے پہچانی جاتی ہیں۔

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی کی ذہنی تربیت میں دیوبندی مکتبۂ فکر کو خاصا دخل ہے حالانکہ وہ دارالعلوم قاسمیہ دیوبند کے کبھی طالب علم نہیں رہے مگر وہ ایک مدت تک دیوبندیوں کے ترجمان روزنامہ "الجمعیہ" کے مدیر رہے اور اسی زمانہ میں وہ دیوبندی عقائد کے بہت قریب آ گئے مگر دیوبندی اور جماعت اسلامی والے عقائد میں بہت سی باتوں میں مشترک ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے شدید مخالف ہیں۔ دیکھا جائے تو جماعت اسلامی والے اہل حدیث اور دیوبندیوں کے مقابلہ میں محمد ابن عبدالوہاب کی تحریک سے بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں۔ اگر اہل حدیث اور دیوبندیوں کا ذہنی رشتہ شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز سے ملتا ہے تو جماعت کا فکری رشتہ آخری تجزیہ میں ابن عبدالوہاب نجدی سے ہے۔

غرضیکہ پاکستان میں جن مسلمانوں کو عقائد کی بنا پر وہابی کہا جاتا ہے وہ تین بلکہ چار گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر گروہ اپنے عقائد میں سختی سے قائم ہے اور خود

کو خالص مسلمان قرار دیتا ہے ان کے درمیان اختلافات اتنے شدید ہیں کہ ایک دوسرے کے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اجتناب کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے میں بھی تکلف سے کام نہیں لیتے۔

وہابیوں میں ایک طرف تو آپس کا یہ تضاد اور اختلاف ہے اور دوسری طرف ان کا بریلویوں سے براہ راست تصادم ہے۔ وہابی بریلویوں پر مشرک اور اوہام پرست ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور بریلوی بھی وہابیوں کو مشرک اور گردن زدنی قرار دیتے ہیں بریلویوں پر وہابی خصوصیت کے ساتھ اہل حدیث اور دیوبندی سب سے بڑا یہ الزام لگاتے ہیں کہ بریلوی تحریک انگریزوں کی پروردہ تحریک ہے جو مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بریلوی تحریک کی ابتدا مسلمانوں میں وہابیوں کے بڑھتے ہوئے اثر کے ردعمل میں شروع ہوئی تھی اس تحریک کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی تھے مگر سید احمد شہید اور مولانا احمد رضا خاں کے وطن مالوف میں یہ فرق ہے کہ سید صاحب رائے بریلی کے اور خانصاحب بانس بریلی سے تعلق رکھتے تھے۔

مولانا احمد رضا خاں جون ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں اُن کا انتقال ہوا وہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ ان کے بارے میں وہابیوں کا یہ الزام کہ وہ انگریزوں کے پروردہ یا انگریز پرست تھے نہایت گمراہ کن اور شرانگیز ہے وہ انگریزوں اور ان کی حکومت کے اس قدر کٹر دشمن تھے کہ لفافے پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ میں نے "جارج پنجم" کا سر نیچا کر دیا اور انھوں نے زندگی بھر انگریزوں کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔

مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے کبھی عدالت میں حاضری نہ دی اور یہ کہہ کر نہ دی کہ میں انگریزی حکومت ہی کو جب تسلیم نہیں کرتا تو اس کے عدل و انصاف اور عدالت کو کیسے تسلیم کروں۔ کہتے ہیں کہ انھیں گرفتار کر کے حاضر عدالت ہونے کے احکامات جاری کئے گئے بات اتنی بڑھی کہ معاملہ پولیس سے گذر کر فوج تک جا پہنچا

مگر ان کے جاں نثار ہزاروں کی تعداد میں سر سے کفن باندھ کر ان کے گھر کے سامنے کھڑے ہو گئے آخر عدالت کو اپنا حکم واپس لینا پڑا۔

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے اُن کا سب سے بڑا علمی کارنامہ قرآن کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۹۱۱ء میں کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے منظر عام پر آیا۔ اس کے علاوہ مختلف علوم وفنون پر انھوں نے تصنیف وتالیف کا جو کام کیا اُن کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے وہ دوبار حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں وہابیوں کی تمام سازشوں اور مخالفتوں کے باوجود شریف مکہ اور علمائے حجاز کی نظروں میں ہمیشہ نہایت عزت وتوقیر سے دیکھے گئے۔ درست ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے علمائے اہلحدیث اور علمائے دیو بند کی طرح براہ راست سیاست میں حصہ نہ لیا۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام نے انھیں سیاست کی جانب متوجہ ہونے کا موقع نہیں دیا۔ مولانا احمد رضا خاں پر وہابیوں کی طرف سے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ شرک وبدعت کو فروغ دیتے تھے اور قبر پرستی اور اوہام پرستی کی حمایت کرتے تھے مگر مولانا احمد رضا خاں کی تعلیمات اور اُن کے عقائد کو ان کی تصانیف کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بے بنیاد الزام نظر آتا ہے۔

بریلویوں اور وہابیوں کے درمیان جو تضاد اور اختلاف ہے اس کو سمجھنے کے لئے برصغیر کے تاریخی اور سماجی پس منظر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس کے بغیر بات نہیں بنتی برصغیر میں اسلام عربوں کی بجائے بنیادی طور پر ترکوں کے ذریعہ پھیلا اور اس کو پھیلانے اور عوام کے اندر پہنچانے میں صوفیائے کرام نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ تصوف ایک مشرب ہے جو خدا سے رابطہ اور اس کی معرفت کے لئے باطنی احساسات کو بیدار کرنے کے عقیدے پر مبنی ہے۔ یہ شریعت کے باطنی اور داخلی پہلو پر زور دیتا ہے۔ تصوف میں خدا سے رابطہ اور وصل طریقت پر چل کر کیا جاتا ہے جو روحانی ہدایات کے کئی مدارج پر مشتمل ہے۔ گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ طریقت نے شریعت سے زیادہ ہمہ گیری حاصل کر لی اور ہمہ اوست کا عقیدہ جو وحدت الوجود

کے مشہور نظریہ کی شکل میں رونما ہوا زیادہ نمایاں ہونے لگا۔

سید احمد سرہندی نے جو مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور ہیں عہد اکبر میں تصوف کے اثر اور شریعت پر طریقت کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خلاف آواز بلند کی۔ مجدد الف ثانی کے بعد اُن کی مساعی اور کاموں کو اُن کے بیٹے اور خلفا نے آگے بڑھایا۔ مگر اس سلسلہ میں سب سے اہم کام شاہ ولی اللہ نے کیا پھر اس مشن کو شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز پھر سید احمد شہید اور سید اسمٰعیل نے آگے بڑھایا۔

جس دور میں شاہ ولی اللہ برصغیر میں طریقت پر شریعت کی بالادستی اور مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح پر کام کر رہے تھے اس زمانہ میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے بھی اپنے مشن کا آغاز کیا۔ دونوں کے پیش نظر بڑی حد تک ایک ہی مقصد تھا۔ مگر حجاز اور دوسرے ممالک میں تحریک وہابیت کو جس قدر کامیابی ہوئی ہندوستان میں نہ ہو سکی اس کا بنیادی سبب عرب اور ہندوستان کے معروضی حالات تھے۔

مولانا احمد رضا خاں نے بھی اپنی تعلیمات سے یہی فرض انجام دیا۔ مگر انھوں نے وہابیوں کی انتہاپسندی کے مقابلہ میں اعتدال سے کام لیا اور وہابیوں کے مقابلے میں برصغیر کے معروضی حالات کو سمجھنے میں زیادہ سوجھ بوجھ اور بالغ نظری سے کام لیا۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گذر جانے کے باوجود پاکستان اور ہندوستان میں وہابی ہمیشہ اقلیت میں اور اہلسنت وجماعت بھاری اکثریت میں نظر آتے ہیں عام سنی مسلمان خواہ وہ بریلوی مسلک سے براہ راست وابستہ ہو یا نہ ہو مگر ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ اپنی مذہبی اور سماجی زندگی میں مولانا احمد رضا خاں کا پیرو نظر آتا ہے

بریلویوں کے متعلق ایک اور قابل ذکر بات کہنے کو دل چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ وہابیوں کے تمام گروہوں نے تحریک پاکستان کی مذہبی بنیادوں پر شدید مخالفت کی مگر قیام پاکستان کے بعد خصوصیت کے ساتھ جماعت اسلامی اور دیوبندی رہنما جو مخالفت میں پیش پیش تھے ہجرت کر کے اسی پاکستان میں آئے جسے وہ کافرستان کہتے نہ تھکتے تھے۔ مگر بریلویوں کے رہنما مولانا احمد رضا خاں کے فرزند اور ان کے جانشین

> [مولانا] مصطفیٰ رضا خاں نے ہمیشہ تحریک پاکستان کی کھلی حمایت کی۔ انہوں نے اپریل ۱۹۴۶ء [تحریک] پاکستان کی حمایت و تائید میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنّی کانفرنس میں [بڑی] سرگرمی کے ساتھ حصّہ لیا مگر قیام پاکستان کے بعد مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے [دوستوں] کے شدید اصرار کے باوجود ہجرت نہ کی اور بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام کے [ذریعہ] اشاعت و تبلیغ کے کام میں سرگرم عمل ہیں۔ وہابی علماء اس پر بھی اعتراض کرنے [سے نہ] چوکے اور اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ دلچسپ الزام لگایا کہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں نے جائداد اور املاک کے باعث ہجرت نہ کی۔
>
> (ہفت روزہ الفتح کراچی ۱۴ تا ۲۱ مئی ۱۹۷۶ء از صفحہ ۱۵ تا ۱۷ اور صفحہ ۲۶)

اس حقیقت کے باوجود کہ ہمیں فاضل مقالہ نگار جناب شوکت صدیقی صاحب سے کئی [باتوں] میں اختلاف ممکن ہے ہم نے ان کے مضمون کو من و عن نقل کر دیا ہے اس سے استفادہ [کرنا] آپ کا کام ہے۔

اور اب ہم جناب شوکت صدیقی صاحب کے دوسرے مضمون سے جستہ جستہ اقتباس پیش کرتے ہیں۔ اور اسی ضمن میں مختصراً ان فتاویٰ کا بھی ذکر کریں گے جن کی [وجہ] سے صدیقی صاحب کو ان مضامین کے لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ دوسرا مضمون بھی ہفت روزہ [الفتح] کراچی ۲۸ مئی تا ۴ جون ۱۹۷۶ء کے شمارے میں "علمائے سوء اور علمائے حق" کے عنوان سے [شائع] ہوا اور اس کے دو اور عنوان بھی قائم کئے گئے ہیں "امام احمد رضا نفرت و محبت کے [میزان] میں" —— "مولانا ابوالکلام آزاد کا سیاسی عقیدہ"

جناب شوکت صدیقی صاحب ابتداءً ہی تحریر فرماتے ہیں:

> گزارش ہے کہ نہ تو میں کسی کا مقدمہ لڑنا چاہتا ہوں۔ نہ مجھے کسی کی وکالت منظور ہے۔ اور نہ کسی کی دل آزاری مقصود ہے۔ شاید میں یہ مضمون نہ لکھتا۔ یہ میرا منصب بھی نہیں یہ منصب اُن علمائے کرام کا ہے جنہوں نے مطالعہ ہفت دریا صفت کا ہفتخوان سر کیا۔ اور اسلامی احکام و مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے میں زندگی گذار دی۔ لیکن میرے بارے میں یہ غلط فہمی بھی نہ ہونی چاہئے کہ اسلامی علوم کے باب میں

میں بالکل کوراہوں۔ اس دشت کی سیاحی میں میں نے بھی آبلہ پائی کی ہے میرے ... میں یہ غلط فہمی بھی نہ ہونی چاہئے کہ میں مسلمانوں کے درمیان افتراق و نفاق پیدا کرانا چا... ہوں...... ذکر تھا اہلسنت وجماعت کے ممتاز عالم دین مفتی سید شجاعت علی ... کے ایک فتویٰ کا جو اُنھوں نے امام مسجد نبوی اور امام مسجد الحرام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے مسئلہ میں دیا تھا۔

یہ بنیادی طور پر ایک وضاحت تھی جس میں اُنھوں نے اہلسنت کا یہ مؤقف پیش کیا تھا کہ کسی وہابی پیش امام کے پیچھے سنیوں کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ میں نے مفتی سید شجاعت علی قادری کے فتویٰ کی تائید کی تھی اور اس لئے کی تھی کہ امام اہلسنت ... احمد رضا خاں قادری اور اہلسنت کے دوسرے اکابر اور ممتاز علماء وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دے چکے ہیں۔ بات یہیں سے شروع ہوئی تھی میرا مقصد انگلی کاٹ کر شہیدوں میں داخل ہونے کا ہرگز نہ تھا صرف ایک نقطۂ نظر کو پیش کرنا تھا کوشش یہ کی تھی کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو لہٰذا حقائق کے اظہار میں بھی حتی الوسع احتیاط اور رواداری سے کام لیا تھا۔ مگر یہ احتیاط اور رواداری کام نہ آئی خطوط کا تانتا بندھ گیا اس میں طرح طرح کے خطوط ہیں کچھ دلچسپ ہیں۔ کچھ محبت بھرے ... مگر سب سے اہم خطوط وہ ہیں جن میں جمال سرے سے مفقود ہے جلال ہی جلال ہے ایسے خطوط کا لب لباب یہ ہے کہ

بریلوی شرک و بدعت کرتے ہیں۔ وہ قبر پرست پیر پرست ہوتے ہیں۔ حال وقال کی محفلوں اور مزاروں پر عرس کرا کے ذہنی عیاشی کا سامان فراہم کرتے ہیں شاہ احمد رضا خاں انگریزوں کے پٹھو اور تحریک پاکستان کے بدترین دشمن تھے۔ انھوں نے قائد اعظم کے خلاف تکفیر کے فتوے دئے۔ ان کا تعلق علماء سو سے تھا۔ وہ کم علمی اور ذہنی افلاس کے مریض تھے انھوں نے اسلام کو مسخ کر کے اسے فضول اور قبیح رسم ورواج اور توہم پرستی میں مبتلا کر دیا

ساتھ ہی راقم الحروف کو بھی مشرک و دہریہ اور ملحد قرار دیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ

الشرکی بتایا گیا اور یہ نیک مشورہ دیا گیا کہ میں بریلویوں کے جال میں نہ پھنسوں ...... یہ
نیک مشورہ میں نے گرہ میں باندھ لیا اور یقین دلاتا ہوں کہ میرا بریلویوں سے کوئی تعلق نہیں
مگر اس سلسلے میں ایک بات کہنے کو ضرور دل چاہتا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ بریلوی مسلمانوں
کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ ایک مکتبۂ فکر ہے جس کی بنیاد "عشق رسول" ہے ان کا سلسلہ
حضرت اویس قرنی سے ملتا ہے جنھوں نے یہ سنکر کہ جنگ بدر میں رسول اللہ کا دندان
مبارک شہید ہوگیا آپ نے تمام دانت بیقرار ہوکر توڑ ڈالے ۔ وہابیوں کے ساتھ
بریلویوں کے تضاد اور اختلاف کی بنیاد ہے کہ وہ عشق رسول کے اس فلسفہ کو
خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات میں شرکت قرار دے کر شرک و بدعت بلکہ کفر
قرار دیتے ہیں ۔ برصغیر کے وہ تمام مسلمان جو اہلسنت کہلاتے ہیں شاہ احمد رضا خاں
کے مسلک سے براہ راست تعلق نہ ہونے کے باوجود اپنے رہن سہن طور طریق اور
مذہبی عقائد کے اظہار میں شاہ احمد رضا خاں کی تعلیمات کی تقلید یا اتباع کرتے
نظر آتے ہیں ۔

ایسے لوگ تھوڑے بھی نہیں برصغیر کی نوّے فیصد آبادی پر مشتمل ہیں ۔ جمہوریت
اس دور کی سب سے بڑی حقیقت ہے ۔ اس جمہوریت کا تقاضا ہے کہ جب فیصلہ
کا وقت آئے تو اکثریت ہی کی بات تسلیم کرنی چاہیئے ۔ اسلام نے بھی فیصلہ کے
لئے اجماع کے طریقہ کو جائز قرار دیا ہے ۔ لہٰذا کسی مسئلہ پر بریلویوں سے ہمدردی
رکھنا اور ان کی بات پر کان دھرنا قطعی فطری امر ہے اس موقع پر ابن رشد
یاد آتا ہے وہ قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کا عظیم مفکر تھا .... اس کا مقولہ ہے
کہ دنیا میں تین مذہب ہیں اور وہ ہیں عیسائیت ، یہودیت اور اسلام ۔
عیسائیت خارج از امکان ہے ، یہودیت بچوں کے لئے ہے ، اسلام غریبوں
کا مذہب ہے ۔

اہلسنت بھی غریب مسلمان ہیں ۔ شاہ احمد رضا خاں بھی امیر کبیر نہ تھے ۔ جاہ و
منصب نہ رکھتے تھے ۔ نہ ان کی کوئی جائداد و جاگیر تھی ، نہ انھوں نے زندگی کے لئے

کسی بینک سے سود پر قرض لیکر تولیا بنانے کا کارخانہ لگایا تھا، نہ وہ بقر عید پر قربانی کی کھالیں جمع کرتے تھے، نہ ان کے حلقہ ارادت میں سوداگران دہلی کی سی کوئی مالدار برادری تھی جو ان کے سئے دولت کا انبار لگا دیتی، نہ لندن اور واشنگٹن میں ان کا کوئی ایسا اسلامک مشن تھا جو زر مبادلہ کی صورت میں ان کو بیرونی امداد فراہم کرتا.... شاہ احمد رضا خاں پر تحریک پاکستان کی مخالفت کرنا اور قائد اعظم کے خلاف کفر کا فتویٰ دینا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ یہ بددیانتی اور کذب وافتراء کا مظاہرہ ہے۔ مفتی احمد رضا خاں کا ۱۹۲۱ء میں وصال ہوا۔ اس وقت تک تو تحریک پاکستان ایک طرف رہی لفظ پاکستان تک سننے میں نہ آیا تھا۔ مسلم لیگ اس وقت ایک بے جان اور مردہ سیاسی جماعت تھی۔ قائد اعظم مسلمانوں کے ایک عظیم رہنما کی حیثیت سے ابھر کر سامنے نہ آئے تھے اس وقت وہ صرف مسٹر جناح تھے یہ دور تحریک ہجرت، تحریک خلافت اور ترک موالات اور تحریک عدم تعاون کا دور تھا..... یہ تاریخی حقائق ہیں اور ایسے ہی واضح اور عیاں ہیں جیسے دن دن ہوتا ہے اور رات رات ہوتی ہے۔ ان حالات میں مسلم لیگ قائد اعظم یا تحریک پاکستان کی مخالفت کا سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا....... مولانا احمد رضا خاں نہ کبھی انگریزوں کی حکومت سے وابستہ رہے نہ اُن کی حمایت میں کبھی فتویٰ دیا۔ نہ کبھی اس بات کا کسی طور پر اظہار کیا کم از کم میری نظر سے اُن کی ایسی کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری۔ اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی تو اس کا ذکر ضرور کرتا اس لئے کہ نہ میرا اُن کے مسلک سے کوئی تعلق ہے نہ اُن کے خانوادے سے لہٰذا شاہ احمد رضا خاں کو علمائے سوء کے زمرے میں شامل کرنا سراسر بہتان اور تہمت ہے۔...... بریلویوں پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ محرمات و منکرات شرعیہ کی ترویج کرتے ہیں مثلاً مرنے والے کی فاتحہ کے نام پر طرح طرح کے مرغن کھانے پکواتے ہیں قبروں کے آگے مردوں اور عورتوں سے سجدے کرواتے ہیں۔ مگر امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف جو میرے مطالعہ میں آئی ہیں ان سے ان الزامات کی تردید ہوتی ہے انھوں نے اپنی مشہور کتاب

...الصوت لنعی الدعوة امام الموت" میں ایک استفتی کے جواب میں

...باتوں کے جواب میں کہا ہے۔

...مسلمان یہ پوچھتا ہے کہ جائز ہے یا کیا! یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح ... گنا ہوں سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے میت کی طرف سے کھانے کی ... کرنی منع ہے۔ کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ ... شنیع ہے اگر محتاجوں کے دینے کے لئے کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ... کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث ... بالغ راضی ہوں

... حال یہ ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں علمائے اہلسنت عثانی جواب دے ... ہیں، یہ کم عبرت انگیز بات نہیں ہے کہ مزدوروں میں، کسانوں میں، دستکاروں ... میں، پھیری لگانے والوں اور چھوٹے موٹے دوکانداروں میں ڈھونڈنے سے ... وہاں کوئی وہابی نہ ملے گا وہابی عام طور سے کھاتے پیتے لوگ ہوتے ہیں......

... اختلاف مجھے جماعت اسلامی سے ہے، کہ وہ سوداگروں، سرمایہ داروں اور کھاتے پیتے خوشحال لوگوں کی جماعت ہے۔ مولانا مودودی انہیں تعلیم یافتہ ... ہیں الیکشن لڑتے اور ہار جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ جہلا کی فتح ہوئی اور تعلیم یافتہ ... شکست کھا گئے۔ جماعت اہلسنت کو بھی وہ جہلا ہی کہتے ہیں اور ان کو جاہل ثابت ... کرنے کے لئے اسلام کا سہارا لیتے ہیں پھر اپنے خود ساختہ اسلامی اصولوں ... کے برش سے کر ان کی غلاظت وگندگی صاف کرنے کی کوشش فرماتے ہیں اور اس ... حقیقت کو سمجھنے کی مطلق زحمت گوارہ نہیں کرتے کہ بہت سی قبیح رسم و ... رواج اور بری روایات کی علت (صرف جہالت نہیں) غربت اور پسماندگی ہے۔

...... یہ معمولی نہیں بہت بڑا فرق ہے۔ مولانا مودودی کسی دینی مدرسہ کے ... فارغ التحصیل نہ ہونے کے باوجود "تفہیم القرآن" لکھتے ہیں جس کا ہر طرف شہرہ ہوتا ہے۔ زبردست دھوم دھڑکا ہوتا ہے انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے مگر

مولانا احمد رضا خاں نے ۱۹۱۱ء میں قرآن کریم کا اردو میں نہایت اعلیٰ ترجمہ کیا
مولانا نعیم الدین مراد آبادی "خزائن العرفان" کے نام سے اس پر تفسیری حواشی لکھے
دونوں نہایت بلند پایہ کتابیں ہیں مگر لوگ ان کے بارے میں بہت کم جانتے
یہی حال شاہ احمد رضا خاں کی دوسری تصانیف کا ہے ان کی تعداد تک بھگ ایک
ہے جو اسلامی علوم کے ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ ہے مگر وہ بازار میں نہیں
اہلسنّت کو کبھی اتنا سرمایہ ہی میسر نہیں ہوا کہ انہیں دوبارہ شائع کر سکیں۔ ...
خاں صاحب کے بارے میں وہابیوں نے خصوصیت کے ساتھ جماعت اسلامی
نے جو گمراہ کن پروپیگنڈہ پھیلا رکھا ہے لوگ اس کو مان لیتے ہیں۔ شاہ احمد رضا خاں
ان کی تصانیف اور تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو وہ ایک فاضل اجل
عالم اور مفتی کی حیثیت سے ستارۂ نور کے مانند نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے
کا مرتبہ بلند بلکہ بہت بلند ہے۔ افسوس کہ ان کی تعلیمات پر کام نہ ہوا اہلسنّت
تنگ دستی اور تہی دامنی نے ان کی تعلیمات کو اپنے جلال وجمال اور صحیح خد
خال کے ساتھ سامنے آنے کا موقع نہ دیا بڑا ظلم ہوا۔

(ہفت روزہ الفتح کراچی ۲۸ مئی تا ۴ جون ۱۹۷۶ء)

اور اب اسی ضمن میں اہلسنّت وجماعت کے مولانا سید شجاعت علی صاحب کے
فتاوے اور حضرت مولانا سید شجاعت علی صاحب قادری کی مفصل تحریر نظر سے گذری
حد تک ذہنی الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ اس موضوع پر کچھ عرصہ پہلے ہم نے "...
جائزہ لیا ہے۔

پھر بھی ان تحریروں میں بہت سی ایسی نئی باتیں ہیں جو موضوع کے اعتبار سے ...
ہیں۔ واقعات کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے۔ ۱۹۷۶ء میں پاکستان میں سیرت کانفرنس
پر امام مسجد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور ان کے کچھ دنوں بعد
مسجد حرام نے بھی دورہ فرمایا۔ کچھ لوگوں نے فتویٰ پوچھا کہ یہ ائمہ حضرات وہابی
ہیں کیا ان کے پیچھے اہلسنّت کی نماز درست ہے؟

...ز کا پہلا فتویٰ ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا مفتی سید شجاعت علی صاحب
...دارالعلوم امجدیہ کراچی سے دیا جو بےحد جامع اور مختصر تھا۔ مخالفین نے راتوں رات طوفان
...اور آناً فاناً پاکستان کی پوری فضا نفرت وعداوت کے غبار سے مسموم ہوگئی، چنانچہ
...شجاعت علی صاحب سے استفسار کیا گیا اور انھوں نے بلا لومۃ لائم نہایت دلیری
...جواب مرحمت فرمادیا۔

...اس لئے کہ اہلسنت وجماعت نہ تو خوشامدی ہیں نہ چاپلوس۔ جس بات کو حق سمجھتے ہیں اُسی
...میں منافقت وریاکاری سے انھیں قطعاً کوئی واسطہ نہیں مثلاً ازروئے شریعت ان کا
...وہابی دیوبندی کے پیچھے اہلسنت کی نماز نہیں ہوتی۔ تو یقیناً سنی عالم کسی دیوبندی،
...جماعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔ برخلاف دیوبندیوں، وہابیوں، جماعتیوں کے
...بدعتی، کافر کا فتویٰ بھی دیں گے اور ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیں گے۔ دورِ جدید
...میں اس منافقت کو وسعتِ قلبی اور عالی ظرفی کا نام دیا جاتا ہے اور انھیں جو
...پر قائم رہیں۔ ریاکاری ومنافقت نہ کریں۔ کردار کی پختگی کا مظاہرہ کریں۔ تنگ نظر
...کہا جاتا ہے۔

...میں ملک کے ایک بااثر شعبدہ باز نے ائمہ حرمین شریفین کو اس لئے بلایا کہ اپنے
...مسلمان ثابت کر سکے۔ اس کی اسلام دوستی پر ائمہ مُہر لگا جائیں۔ اس کے محبِ اسلام
...قسم کے شبہات مٹ جائیں۔ تو دوسری طرف اس کے استاد بھی موجود تھے۔ انھوں
...ائمہ کو کاندھوں پر بٹھالیا۔ اور سیاسی فائدہ حاصل کرنے سے وہ بھی نہیں چوکے۔
...کے وسیع جبہ قبہ کی آڑ میں سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کو نشانہ بنایا اور اس
...فتویٰ بازی اور پروپیگنڈے کا راستہ اختیار کیا۔ حالانکہ ان میں ہر ایک کو معلوم تھا
...اہلسنت وجماعت کسی نجدی وہابی بدعقیدہ کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں
...اس موقع پر اس کی تشہیر اس لئے کی جارہی تھی کہ ائمہ کی موجودگی میں عوام
...کو ان کے مشائخ وعلماء سے برگشتہ کردیا جائے۔ مگر ایسا نہ ہوسکا سنی علماء نے
...سے ان کا تعاقب کیا اور ان کے دھرم کا بھرم کھول دیا اور عوام نے ایک بار

پھر ان ناہموار لوگوں کو مسترد کر دیا۔

اور اب جنوری ۱۹۷۸ء میں پھر ایک امام صاحب تشریف لائے اور
باوجود یہ اپنی چالبازی سے باز نہیں آئے اور صحافت وغیرہ میں نہایت دل
نفرت وعداوت کا کھیل شروع کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ہمیں اپنا دفاع کرنا پڑے
کچھ بھی نہ ہو جائے وہ کم ہے۔

بہر صورت وہی باتیں جو انھوں نے پہلے کہی تھی اب بھی کہہ رہے ہیں اور
تسلی بخش جواب مولانا سیّد شجاعت علی صاحب کے فتویٰ میں موجود ہے ملاحظہ

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

پچھلے دنوں حرمین طیبین کے امام پاکستان کے دورے پر آئے
اور انھوں نے پاکستان کے مختلف شہروں میں نمازیں پڑھائیں لاکھوں فرزند
نے ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں بعد میں معلوم ہوا کہ یہ حضرات وہابی عقائد
ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہابی نہیں حنبلی عقائد رکھتے ہیں۔ اب درج ذیل امور
جواب طلب ہیں:

(۱) کیا ان اماموں کے وہابی ہونے کی صورت میں حنفی اہلسنت وجماعت کی نمازیں
ہوئیں یا نہیں؟ — اگر نمازیں نہیں ہوئیں تو اب کیا کریں؟

(۲) مدینہ اور مکہ میں نمازوں کا کیا ہوگا؟

(۳) اگر یہ امام حنبلی تھے تو نمازوں کا کیا ہوگا؟

——— سائل: عبد المنعم کورنگی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — الجواب ھو الموفق الصواب

جواب سے قبل معلوم ہونا چاہئے کہ جب امام صاحبان تشریف لائے
اس وقت مجھ سے فتویٰ طلب کیا گیا اور میں نے مسلک اہلسنت وجماعت کی روشنی
میں مختصر جواب دے دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بعض بد عقیدہ لوگوں نے اُس فتویٰ کو
سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا حالانکہ اس مسئلے کا سیاسی معاملات

سے تعلق نہیں یہ عقائد و عبادات کا ایک مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی رو رعایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کو کسی ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے پر مجبور کرے جو ان کے عقیدے کا نہ ہو۔ اس تمہید کے بعد معلوم ہو کر

(۱) اگر یہ امام صاحبان وہابی تھے تو ان کے پیچھے بلکہ کسی بھی وہابی امام کے پیچھے حنفی المسلک اہل سنت وجماعت کی نماز نہ تو پاکستان میں درست ہوگی نہ کہیں اور۔ اگر نماز پڑھ لی گئی ہو اس کا اعادہ ضروری ہے اگر جمعہ کی نماز پڑھی تو ظہر کے چار فرض پڑھ لیں۔

(۲) جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ ان دونوں مقامات پر حنفی حضرات اپنی جماعت الگ کریں اور اگر جماعت الگ کرنے کی اجازت نہ ہو تو تنہا نماز پڑھیں پہلے حرم شریف میں چاروں فقہا کے معتقدین کے لئے الگ الگ مصلّے تھے اور سب بکمال خشوع و خضوع اپنے اپنے طریقے کے مطابق نماز ادا کرنے میں آزاد تھے افسوس کہ اب یہ سہولت باقی نہ رہی۔

(۳) اگر یہ حضرات حنبلی تھے تو بھی حنفی امام کی موجودگی میں ان کی اقتدا بہتر اور افضل نہیں فقہ حنفی کی مستند کتاب فتاوٰی شامی میں ہے:

ترجمہ: اگر ہر مذہب کا الگ الگ امام ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے تو اپنے مذہب کے امام کی اقتدا افضل ہے خواہ اس کی جماعت پہلے ہو یا بعد میں اسی کو عام مسلمانوں نے اچھا سمجھا ہے اور اسی پر مکہ مدینہ قدس، مصر اور شام کے مسلمانوں کا عمل ہے اور جو اس سے اختلاف کرے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

تاریخ وہابیہ

ہم اہلسنت وجماعت وہابی اماموں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ اس کو سمجھنے کے لئے پہلے وہابیوں کی مختصر تاریخ سنئے پھر ان کے عقائد اگر اس کے بعد بھی آپ ان کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیں تو آپ کی مرضی! وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

وہابیت کی داغ بیل محمد بن عبدالوہاب نجدی (از ۱۱۱۳ھ تا ۱۲۰۷ھ) نے ڈالی

سنہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علمائے مدینہ سے مناظرہ کیا جس میں اسے شکست فاش ہوئی جب مدینہ میں ناکام ہوا تو نجد کے بدوؤں میں اس نے اپنے مسلک کی تبلیغ شروع کر دی ابن سعود نامی ایک حاکم اس کے خیالات سے متفق ہو گیا ان دونوں نے مل کر بیس ہزار کا ایک لشکر تیار کیا اپنا پایہ تخت "درعیہ" نامی جگہ کو قرار دیا سنہ ۱۲۱۸ھ میں اس لشکر نے مکہ مدینہ پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو بے دریغ شہید کیا مسجد نبوی کے خزانوں کو لوٹ لیا محمد علی پاشا خدیو مصر کے حکم سے طوسون مصری نے اس سے جنگ کی سنہ ۱۲۲۶ھ میں ان پر فتح پائی اور مدینہ کو وہابیوں سے پاک کر دیا اور محمد علی پاشا کے دوسرے بیٹے ابراہیم پاشا نے سنہ ۱۲۳۳ھ میں درعیہ وہابیوں کے پایہ تخت کو فتح کر لیا مگر خفیہ طور پر وہابیوں کی تبلیغ جاری رہی اور اس عقیدے کی حکومتیں قائم ہوتی رہیں۔

—— (سیف چشتیائی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ ص ۹۸)

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد : درج ذیل سطور میں وہابیوں کے چند عقائد ذکر کیے جاتے ہیں یہ عقائد ان کی اصلی کتاب میں مذکور ہیں۔ حوالہ ساتھ درج ہے :

(۱) محمد کی قبر، ان کے دوسرے متبرک مقامات، تبرکات یا کسی نبی ولی کی قبر یا ستون وغیرہ کی طرف سفر کرنا بڑا شرک ہے —— (کتاب التوحید محمد ابن عبدالوہاب ص ۱۳۴)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا —— (اوضح البراہین)

(۳) میری لاٹھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد مر گئے اُن سے کوئی نفع باقی نہ رہا —— (اوضح البراہین ص ۱۰)

(۴) جس نے یا رسول اللہ، یا عباس، یا عبدالقادر وغیرہ کہا اور اُن سے ایسی مدد مانگی جو صرف اللہ دے سکتا ہے، جیسے بیماروں کو شفا۔ دشمن پر مدد اور مصیبتوں سے حفاظت وہ سب سے بڑا مشرک ہے۔ اس کا قتل حلال ہے۔ اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے۔ یہ عقیدہ اس صورت میں بھی شرک ہو گا جبکہ ایسا

کے والا علی مختار اللہ ہی کو سمجھتا ہو اور ان حضرات کو محض سفارشی اور شفاعت
کرنے والا جانتا ہو ——— (کتاب العقائد ص۱۱)

اور میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ توحید کا اقرار کر کے اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے یہ لوگ ملائکہ
اور اولیاء سے شفاعت کے خواستگار ہیں اور اس طرح اللہ کا قرب چاہتے ہیں اسی
وجہ سے ان کو قتل کرنا جائز اور ان کا مال لوٹنا حلال ہے۔

——— (کشف الشبہات ابن عبد الوہاب ص۶)

یہ چند عقائد تھے جن سے آپ نے اندازہ لگایا ہو گا کہ وہابیوں کے نزدیک تمام دنیا
کے مسلمان مشرک قرار پاتے ہیں ——— اب وہ حضرات جو دیوبندی مکتبۂ فکر رکھتے ہیں
اور آجکل وہابیوں کی حمایت محض اپنے مفادات کی خاطر کر رہے ہیں ذرا اپنے
بزرگوں کے ارشادات پڑھ لیں۔

ارشادات علمائے دیوبند

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی (۲) مولانا خلیل احمد انبیٹھوی
(۳) مولانا شبیر احمد عثمانی (۴) مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی

اور دوسرے مقتدر علمائے دیوبند المعتقدات ص۱۲ پر رقمطراز ہیں:

محمد ابن عبد الوہاب خارجی ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ ہمارے فرقے کے علاوہ تمام
عالم کے مسلمان مشرک ہیں اور علمائے اہلسنت اور عوام اہلسنت کا قتل جائز ہے

——— (المعتقدات ص۱۲)

مولانا حسین احمد مدنی نے وہابیوں کی خوب خبر لی ہے فرماتے ہیں:

محمد ابن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دیار مشرک و
کافر ہیں اور ان سے قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز
ہے بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود ترجمے میں ان دونوں
باتوں کی تصریح کی ہے ——— (الشہاب الثاقب ص۴۳)

شان نبوت اور حضرت رسالت صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی
کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں

اور اسی وجہ سے توسّل دعا آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز رکھتے ہیں ان کے بڑوں کا منقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کُتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ نہیں کر سکتے۔

(الشہاب الثاقب ص)

وہابیوں کے عقائد کے بعد اور علماء کی ان تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی سُنّی وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھے تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کے نزدیک نماز کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ وہابیوں کی تردید صرف علمائے ہند ہی نے نہیں کی بلکہ علمائے حرمین طیبین مصر، شام ترکی اور دنیا کے علماء نے ان کے عقائد کا رد کیا ہے۔ اللہ ہم سب کو عقیدے کی اہمیت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے "آمین"

علّامہ شامی کا فتویٰ

جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے کہ عبدالوہاب کے پیروکار جو نجد سے نکلے ہیں اور مکہ و مدینہ پر قابض ہو گئے ہیں اگرچہ یہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اپنے مخالفوں کو مشرک جانتے ہیں اس لئے انھوں نے علمائے اہلسنّت کو اور عوام اہلسنّت کو بے دریغ قتل کیا

(رد المحتار طبع مصر جلد ۳ ص)

دیوبندی نقطۂ نظر

آپ کے رسالے (الفتح) میں مفتی سیّد شجاعت علی قادری مفتی اہلسنّت کا فتویٰ پڑھا اب یہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ہے۔ یہ دار الافتا دیوبندیوں کی سب سے محترم شخصیت مفتی محمد شفیع صاحب کے تحت چلتا ہے برائے مہربانی اس کو بھی شائع کر دیں تاکہ ہمارے دیوبندی حضرات کو معلوم ہو جائے کہ وہابی

ماموں کے پیچھے نماز پڑھنا ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے اور حرمین شریفین طیبین
میں بدرجہ مجبوری یہ کراہت کرنی پڑتی ہے جبکہ پاکستان میں اس کی ضرورت نہیں، یہ اسلئے
ضروری ہے کہ کہیں اہلسنّت وجماعت کے لوگ ہم دیو بندیوں کو بھی وہابی نہ کہنے
لگیں جبکہ درحقیقت ہم وہابی نہیں۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دیو بند بیچ اس مسئلے کے کہ زید کہتا
ہے کہ الیاس کاندھلوی کی تبلیغی جماعت والے وہابی ہوتے
ہیں! اور محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہلاتے ہیں، بکر کہتا
ہے کہ یہ بات غلط ہے محمد ابن عبدالوہاب نجدی گمراہ کن شخص تھا۔ تبلیغی
جماعت کو اور علمائے دیو بند سے اس کو کیا نسبت؟ وہابی کے معنی ہیں
اللہ والا کیونکہ اللہ وہاب کا نام ہے لیکن زید مصر ہے کہ یہاں اصطلاحی
یعنی ابن عبدالوہاب سے نسبت مراد ہے۔ ان دونوں میں کون حق پر ہے
محمد ابن عبدالوہاب کے پیروؤں کی اقتدا کرنا کیسا ہے! مکروہ تحریمی یا تنزیہی
یا بلاکراہت جائز ہے۔

الجواب محمد ابن عبدالوہاب نجدی ایک بہت بڑے عالم تھے۔
توحید وسنت کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں انھوں
نے بہت محنت کی البتہ بعض چیزوں میں غلو کر گئے ان کے متبعین سعودی
عرب میں پائے جاتے ہیں۔ مولانا محمد الیاس صاحب محمد ابن عبدالوہاب
کے پیرو نہیں تھے علمائے حق سے علم حاصل کیا حضرت مولانا خلیل احمد
صاحب مہاجر مدنی کے خلیفہ تھے۔ دیو بند کے اکابر بھی محمد ابن عبدالوہاب
کے پیروکار نہیں ہیں بہت سی باتوں میں ان کے مخالف ہیں تفصیل کے
لئے رسالہ الشہاب الثاقب کا مطالعہ کریں جو حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی کی تصنیف ہے جو لوگ محمد ابن عبدالوہاب کی ہر بات
میں پیرو ہیں حتیٰ کہ ان کے غلو میں بھی شریک ہیں ان کی بجائے ایسے امام

کی اقتدا بہتر ہے جو مسلک امام ابوحنیفہ پر ہو، محمد ابن عبدالوہاب کے پیروکار چونکہ سعودی عرب میں ہیں اور حرمین شریفین میں وہی امامت کرتے ہیں اس لئے حجاج کرام کو ان کے ہی پیچھے نماز پڑھنا پڑتی ہے اور تھوڑی سی کراہت برداشت کرنی پڑتی ہے ورنہ حرم شریف کی جماعت سے محرومی ہوتی ہے جو لوگ وہاں جاکر گھروں میں علیحدہ جماعت کر لیتے ہیں وہ حرم شریف کی نماز سے محروم ہوتے ہیں اور سخت غلطی کرتے ہیں۔

(محمد عاشق الٰہی دارالعلوم کراچی)

علمائے دیوبند کا اضطراب

شاید گذشتہ صفحات کے مطالعہ کے بعد ایک صاف دل حق کے متلاشی کے لئے مزید ضرورت باقی نہ رہی ہو۔ مگر اب جبکہ اس مسئلہ کی تحقیق کی ذمہ داری قبول ہی کر لی ہے تو اسے آخر تک کیوں نہ پہنچایا جائے ——— تو حضرات ؟

دوسرے بے شمار شرعی، اور سیاسی مسائل کی طرح "وہابیت و نجدیت" کے بارے میں بھی یہ حضرات سخت تضادات و اضطراب کے شکار ہیں اور آج تک حتمی فیصلہ نہ کر سکے وہابیت و نجدیت" خیر ہے یا شر! اگر ہم اس "وہابی" کو علمائے دیوبند کا درد سر کہیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا یا پھر حلق کی ہڈی نہ نگلی جاتی نہ اگلی جاتی۔

یا پھر یہاں بھی وہی دورُخی پالیسی کارفرما ہے، جو ہمیشہ سے ان مقدسین کا طرۂ امتیاز رہی ہے (اس کی تفصیل طمانچہ میں ملاحظہ فرمائیں) جیسا کہ ابھی آپ نے مولانا عاشق الٰہی دارالعلوم کراچی کے فتویٰ میں پڑھا ——— محمد ابن عبدالوہاب بڑے عالم بہت بزرگ شرک و بدعت کے مٹانے والے بھی تھے ——— اور غلو کرنے والے بھی ——— ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے مگر پڑھنی بھی چاہیئے ——— حوالہ مولانا حسین احمد مدنی کی الشہاب الثاقب کا دیتے ہیں اور ——— مولانا حسین احمد صاحب مدنی انھیں باغی، طاغی، قاتل، مردود، خبیث اور بدعقیدہ لکھتے ہیں ——— پھر آپ ہی فرمائیں کہ ایسے افراد کے پیچھے ——— کیا نماز مکروہ ہی ہوگی یا سرے سے ہوگی ہی نہیں۔

دراصل لیپا پوتی کی فطرت اور حصول اغراض و مقاصد کی عادت نے انھیں کردار کی پختگی سے بیگانہ کر دیا ہے اور ان کی مثال کچھ یوں ہو کر رہ گئی ہے ——— پیش حکیم ملا۔ اور پیش ملا حکیم اور ——— پیش پیچ ہر دو ——— و پیش ہر دو ہیچ ——— بہر صورت

من انداز قدرت را می شناسم

حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں کے بارے میں علمائے دیوبند کی وارفتگی و بیگانگی، اپنائیت

اجنبیت اور الفت ونفرت کچھ اس طرح خلط ملط ہے کہ یہ فیصلہ کرنا تقریباً محال ہو جاتا ہے کہ خود ان حضرات کو کون سی جنس میں شمار کیا جائے۔

کبھی تو یہ حضرات وہابیت ونجدیت پر ایسے شیفتہ وفریفتہ نظر آتے ہیں کہ جیسے ایک ہوں — اور کبھی ایسی لاتعلقی وبیگانگی کا اظہار ہوتا ہے جیسے ازلی وابدی دشمنی ہو۔

اور اگر آپ ہم سے پوچھیں تو دیوبندی اور وہابی توام (جوڑواں) ہیں کیونکہ دونوں کی پرچیاں ایک ہی لفافے سے برآمد ہوتی ہیں۔

ان کی تقسیم کچھ یوں ہے کہ دیوبندی حضرات نظریاتی اور اعتقادی لحاظ سے کٹر وہابی اور عملاً حنفیت کے مدعی ہیں — اور غالباً ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد باری ہے،

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ

مگر یہ حضرات گانٹھ کے پکے ہیں۔ ادھر سے بھی بٹورتے ہیں اور ادھر سے بھی پاکستان میں بھی چندے کی مار دھاڑ کرتے ہیں اور سعودی عرب سے بھی وصولیابی ہوتی ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھوں ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ علمائے دیوبند نے کیا گل کھلائے ہیں۔ اگر آپ وہابیوں کے خیر وشر کے بارے میں کسی حتمی فیصلے تک پہنچ سکیں تو مبارکباد قبول فرمائیں اور نتیجہ سے ہمیں بھی آگاہ کریں۔

۱۔ وہابی:۔ محمد ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے

(فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۱۱)

۲۔ وہابی:۔ محمد ابن عبدالوہاب کا پیرو فرقہ جو صوفیوں کا مدمقابل خیال کیا جاتا ہے۔

(فیروز اللغات ص ۵۴۹)

۳۔ وہابی:۔ وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان اور بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان

(الافاضات الیومیہ اشرف علی تھانوی ج ۴ ص ۱۸۰)

۴۔ وہابی:۔ اللہ والے کو کہتے ہیں کیونکہ وہاب اللہ کی صفت ہے (افریشیا)

۵۔ وہابی:۔ اس لقب کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع اور موافق ہو

(فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۲۴۳)

(۱) — اس وقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۰)

(۱) — نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ حصہ ۲ ص ۴۵ اشرف علی تھانوی)

(۱) — عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر بیباک گستاخ دلیر ہوتے ہیں: ذرا خوف آخرت نہیں ہوتا جو جی میں آتا ہے جس کو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں شیعوں کی طرح ایسوں کا بھی تبرائی مذہب ہے۔ (الافاضات الیومیہ حصہ ششم ص ۴۲۹)

(۱) — ایک مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ نجدیوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے لکھ دیا کہ محض نجدی ہیں اگر تھوڑے سے وجدی بھی ہوتے تو خوب ہوتا۔ (الافاضات الیومیہ حصہ ششم ص ۳۰۲)

(۱) — اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔

(المهند طبع دیوبند ص ۹ خلیل احمد انبیٹھوی)

فرمایئے کہ اس سے بڑا کذب بھی ممکن ہے خدارا بتایئے تو سہی کہ ہند کے کس حصے میں (وہ)ابی سنی حنفی کو کہتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

المهند کی یہ وہ عبارت ہے جسے مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے علمائے حرمین طیبین کے (سامنے) پیش کر کے وہابیت سے اپنی اور اپنے دیوبندی علماء کی بریت ظاہر کی تھی اور دیار (عرب) کے بزرگ ترین علماء کو دھوکا اور فریب دے کر مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (جس نے ہمیں دھوکا دیا ہم میں سے نہیں) کی مصداق بنے تھے۔ ورنہ برصغیر میں بلکہ پوری (دنیا) میں کہیں بھی کسی مقام پر وہابی سنی حنفی کو نہیں کہتے۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب علمائے حرمین شریفین کو اس بات کا علم ہوا (کہ) علمائے دیوبند کے عقائد بھی وہابیانہ ہیں تو انھوں نے چھبیس ۲۶ سوال پر مبنی ایک استفتا (ہن)د بھیج دیا اور ان سے ان کے عقائد کے بارے میں تفصیلاً وضاحت طلب کی گئی۔

جس کا جواب لکھا گیا اور اس فتویٰ پر جن کے دستخط ہیں وہ علمائے دیوبند کی بڑی [illegible]
شخصیتیں ہیں: (۱) مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی (۲) مولانا عزیز الرحمن صاحب [illegible]
(۳) مولانا عبد الرحیم صاحب (۴) مولانا قدرت اللہ صاحب (۵) مولانا حبیب الرحمٰن [illegible]
(۶) مولانا عاشق الٰہی صاحب (۷) مولانا کفایت اللہ صاحب (۸) مولانا اشرف علی صاحب [illegible]
وغیرہ —— جس کا بارہواں سوال درج ذیل ہے:

سوال —— محمد ابن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے
مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں
گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل [illegible]
کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو؟ یا کیا مشرب ہے۔ (المہند ص۱)

۱۱- وہابی:- جواب —— ہمارے نزدیک ان کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے
یہ خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی اس
تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو
واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ (وہابی) ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے [illegible]
اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔

ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی
سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں
ابن عبد الوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب
ہوئے۔ اپنے کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور
جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو۔ وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انھوں نے اہلسنت اور
علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا ہے۔ (المہند طبع دیوبند ص۱۹، ص۲۰)

۱۲- وہابی:- کیا یہ حال کسی وہابی خبیث کو نصیب ہوا ہے؟
(الشہاب الثاقب مولانا حسین احمد مدنی ص[illegible])

وہابی — کیا یہ حالت کسی وہابیہ خبیثہ کی ہے؟ کیا یہی کلمات ان کی گندی زبانوں سے نکلتے ہیں...... وہ خبثا اس قسم کی گفتگو کو معاذ اللہ بددینی اور شرک خیال کرتے ہیں۔

(الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند ص۵۱)

الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق شخص تھا اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع (پیروکار) سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ قوم نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔

(الشہاب الثاقب مولانا حسین احمد مدنی طبع دیوبند ص۴۲)

وہابی — عقائد میں ہم سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ اعلم — رشید احمد گنگوہی — (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۷)

اور یہی گنگوہی صاحب مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے مرشد ہیں۔ اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں۔

استاد کا احترام اس وقت تک ہے جب تک وہ صراط مستقیم پر ہے اور جب اس نے صحابہ کرام کا احترام اور اتباع سلف کرام چھوڑ دیا اور تمام مسلمانوں کے اساتذہ کرام کو چھوڑ دیا اور باغیوں اور غیر مقلدوں اور اہل ضلال میں شامل ہو گیا تو اس کا کوئی احترام باقی نہیں رہا۔ (ملفوظات شیخ الاسلام حصہ اول مطبوعہ دیوبند ص۲۱۵)

وہابی — نجدیوں میں اعتدال پسندی نہیں ہے۔ برائی بہر حال برائی ہے خواہ اس کا صدور ...... والدین کی طرف سے کیوں نہ ہو — (ملفوظات شیخ الاسلام ص۱۲۴)

ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اقرار نامہ

وہابی — چاہیے فاسق بے غیرت کہیں یا وہابی بے ملت کہیں اپنے حق میں صیقل زنگار ہے۔

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مولوی اسمٰعیل دہلوی ص۳۵۲)

وہابی — مولوی منظور احمد نعمانی اور مولوی زکریا میں جب سرخیل تبلیغی جماعت مولوی

الیاس صاحب کی خلافت و جانشینی کے بارے میں جھگڑا ہوا تو مولوی منظور احمد نے کہا

> ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے بڑے اس بات میں کوئی کشمکش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے
> (سوانح مولانا یوسف ص۱۹۳)

جواب میں مولوی زکریا بھی غرائے اور کہنے لگے:

> مولوی صاحب میں تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت جی (الیاس) کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور درو دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں
> (سوانح مولانا یوسف ص۱۹۳)

یہ ہے مشتے نمونہ از خروارے ——— معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے حوالہ جات کے انداز میں قطعاً کتر بیونت نہیں کی ہے اور ہم ان حوالوں کی صحت کی پوری پوری ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

تو اے حضرات علمائے دیوبند و حامیان عقائد دیوبند فرمائیے کہ وہابی کیا ہیں!
وہابی، باایمان ہیں، دیندار ہیں، اللہ والے ہیں، متبع سنت ہیں، سنی حنفی ہیں!
یا وہابی: گستاخ ہیں، تبرائی ہیں، خارجی ہیں، قاتل ہیں، باغی ہیں، خبیث ہیں، الحمد... ہیں، خونخوار ہیں، غیرہ وجدی ہیں؟

آخر ہمیں بھی تو معلوم ہو کہ یہ آخر ہیں کیا بلا؟ جن کے متعلق پورا خانوادہ دیوبند پریشان و مضطرب ہے اور ہر شیخ اپنی اپنی ہانک رہا ہے۔

خدارا برافروختہ ہونے، جھنجھلانے، انمول خطابات سے نوازنے، غیر ضروری الزامات عائد کرنے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ کر صرف اسی ایک سوال کا جواب دیں تو آپ کی عین نوازش ہوگی ——— اور ضمناً یہ بھی بتادیں کہ آخر آپ حضرات کیا ہیں!
سنی حنفی ہیں یا دیوبندی وہابی۔ یا پھر کوئی تیسری جنس۔ یا نہ یہ نہ وہ۔ اور یا یہ بھی اور وہ بھی ——— کیونکہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے ——— ع چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

کیوں جناب الطاف حسین صاحب حالی یہی فرما گئے ہیں نا؟

...ہیں ان حوالوں کی روشنی میں پورے وثوق کے ساتھ علی رؤس الاشہاد کہہ سکتا ہوں
... اتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور"

...حضرات دیوبندی وہابی تو ہوں یا نہ ہوں۔ مگر یہ حتمی اور قطعی بات ہے کہ سنی حنفی
...ایسا سنی حنفی بھلا کہاں ملے گا۔

...ائد میں ہم سب متحد مقلد اور غیر مقلد ہیں اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص۱)

...ادھر —— ۔ اُدھر اسکاں بنایا ہے رہنے کو یار نے
ہم جب ادھر سے آئے اُدھر سے نکل گئے

دَورِ جدید

- علمائے دیو بند کی سیاسی قلابازیاں
- سوشلزم کے متعلق ان کا اضطراب و انتشار
- سیاسی تضادات کی لرزہ خیز کہانیاں
- اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَار

علمائے دیو بند کی دو رخی و دو رنگی کے متعلق "طمانچہ" میں کافی حد تک لکھا [illegible]
اب یہاں بھی ضرورۃً بلکہ مجبوراً ان کی سیاسی دو رنگی کے متعلق لکھ رہے ہیں تاکہ [illegible]
پر ناروا کیچڑ اچھالنے والے اپنے گریبان میں جھانک سکیں۔ اور قائدِ اہلسنت [illegible]
احمد نورانی اور مجاہدِ ملت حضرت علامہ عبد الستار خاں نیازی کے متعلق چہ میگوئیاں [illegible]
داغدار قائدین کو پہچان سکیں۔

اور اس کی ابتدا ہم ہفت روزہ چٹان کی ایک عبارت سے کر رہے ہیں [illegible]
"گھر کا بھیدی ہے" جناب شورش کاشمیری ۲۹ جون ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں تحریر [illegible]

> حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو سوشلزم یا کمیونزم کے مادی نظریہ کی الف [illegible]
> کا بھی علم نہیں یہ لوگ صرف پاکستان سے اپنا ذہنی انتقام لے رہے ہیں چونکہ [illegible]
> ان کی مرضی کے بغیر بنا تھا تب کانگریس کے ساتھ مل کر انھوں نے آخری وقت [illegible]
> کوشش کی کہ پاکستان نہ بنے لیکن پاکستان بن گیا اب سرخوں کے ساتھ مل کر
> پاکستان توڑنے کے درپے ہیں ان کا منشاء اور مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستان [illegible]
> جو بنا ہے خود مختار ریاستوں میں بٹ جائے اور اس طرح اس کی سالمیت ختم ہو کر
> کئی سوشلسٹ ریاستوں کی شکل اختیار کرے یہ صرف ایک چیز چاہتے ہیں کہ پاکستان
> موجودہ پاکستان نہ رہے ....

عجیب بات ہے کہ جب پاکستان بن رہا تھا۔ یہ لوگ حکومت الہیہ کا نعرہ لگا رہے تھے نہیں بتاؤ کہ وہاں قانون ربانی ہوگا کہ نہیں اور اس قانون ربانی کے لئے وہ انڈین نیشنل کانگریس میں ہندوؤں کے شانہ بشانہ بندے ماترم الاپ رہے تھے۔ پاکستان بن گیا اب اس کے آئین کو اسلامی بنانے کا مرحلہ درپیش ہے تو ان لوگوں نے سوشلزم سے اتحاد کرلیا۔

جمعیت علماء اس وقت بھی تھی جمعیت علماء آج بھی ہے اسلام کا نام اس وقت بھی جپتے تھے اور آج بھی جپتے ہیں لیکن عملاً اس وقت ہندوؤں کے ساتھ تھے آج سوشلسٹوں کے ہاتھ میں ہیں تب پاکستان بنانے کی راہ میں رکاوٹ تھے پاکستان بن کے رہا آج اسلام کے آئین کی راہ میں مزاحم ہیں لیکن اسلامی آئین بن کے رہے گا تب پاکستان کے دشمن تھے آج اسلام کے دشمن ہیں۔

(ہفت روزہ چٹان ۲۹ جون ۱۹۷۰ء صفحہ ۹)

کاش انوار احمد اور اختر صاحبان دوسروں پر ناروا پھبتی کسنے سے پہلے یہ دیکھ لیتے کہ ان کے متعلق جناب شورش کاشمیری کتنی سچی باتیں کہہ گئے ہیں اور ان شرعی شعبدہ بازوں کی کس طرح گری کی ہے لکھتے ہیں:

میرا ذاتی تجربہ ان لوگوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کا اسلام سے محض کاروباری واسطہ ہے ان کے متعلق میرا یقین ہے کہ غایت درجہ ضمیر فروش لوگ ہیں۔

(چٹان ۱۹ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۲)

اور اب آئیے ذرا ہم ان اسلامی پہلوانوں کا تفصیلی جائزہ لیں تاکہ حقائق و شواہد کی روشنی میں ان کے اصلی خدوخال سامنے آجائیں۔ اور لوگ یہ پوچھتے پھریں کہ کیا یہ داغدار لوگ اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جا سکے؟

دانت دکھانے کے

مارکس اور لینن صحابہ کرام کی قائم کردہ مساوات نہیں پیش کر سکتے۔

(مفتی محمود روزنامہ وفاق لاہور ۸ مارچ ۱۹۶۹ء)

۲ — اسلام کے سوا ہر ازم کو کفر سمجھتے ہیں۔ (مفتی محمود روزنامہ جنگ ۲۳ اگست...)

۳ — سوشلزم اور کمیونزم کو کسی قیمت پر ملک میں قدم جمانے نہیں دیں گے۔

(مفتی محمود روزنامہ جنگ ۱۰ اکتوبر...)

۴ — پاکستان میں کمیونزم اور سوشلزم کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(مفتی محمود روزنامہ مشرق ۱۹ ستمبر...)

۵ — جمعیت علمائے اسلام سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں کو اسلام کے منافی سمجھتی...

(مفتی محمود روزنامہ جنگ ۳۰ اگست...)

۶ — میں سوشلزم پر لعنت بھیجتا ہوں — (علامہ غوث ہزاروی روزنامہ جنگ ۱۶ اگست...)

۷ — ہم سوشلزم کو اسلام دشمن نظریہ قرار دیتے ہیں۔

(مولانا غلام مصطفیٰ پشاور روزنامہ جنگ ۱۰...)

۸ — سوشلزم اور اسلامی سوشلزم دونوں خطرناک ہیں۔

(غلام غوث ہزاروی روزنامہ مشرق ... اگست...)

۹ — سوشلزم جبر و تشدد، توڑ پھوڑ، تخریب اور زبردستی کا نظام ہے۔

(مفتی محمود روزنامہ وفاق ۲۰ مارچ ۱۹۶۹ء)

یہ اور اس قسم کے دوسرے بے شمار بیانات جو سوشلزم کے خلاف نہایت ...
سے جاری کئے گئے ہمارے پیش نظر ہیں اور اسلام کے ان فدائیوں کے بیانات ...
کر جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔ دل و دماغ باغ و بہار ہو جاتے ہیں — مگر جب ہم اس ...
کا دوسرا رُخ دیکھتے ہیں اور ان کی تھوڑی سی نقاب کھسکاتے ہیں تو پس پردہ ان کی ...
دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ لٹو کی طرح پھرنے وا...
حضرات اپنی تمام تر شرعی نقالی کے باوجود اس قابل نہیں کہ ان پر ایک ثانیہ کے ...
اعتماد کیا جا سکے۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا ان کی جبلت و فطرت ہے ان کی پوری ...
اسلام دشمن عناصر سے گٹھ جوڑ جیسے معاملات سے لبریز ہے۔ اپنے ذاتی مفادات ...
کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے چاہے اس کے لئے کتنا ہی ناپاک اور گھناؤنا کر...

کیوں ذکر ناپڑے ۔ اور حد یہ ہے کہ یہ سب کچھ خالص اسلام کے لبادے میں رہ کر کیا جاتا
پٹیل، نہرو، گاندھی، بھٹو وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ یارانہ گانٹھتے ہیں ۔ اغراض و مقاصد
کی تکمیل کرتے ہیں اور پھر غرّانے لگتے ہیں۔

خصوصیت کے ساتھ ان کی ایک خوبی کا ضرور ذکر کروں گا کہ مطلب نکل جانے کے بعد اپنے
کالک دوسرے کے چہرے پر تھوپنے کے ماہر ہیں۔ مثلاً — انگریزوں فرنگیوں سے
یارانہ ان کی تھی۔ کچھ لین دین بھی تھا مگر ایک بھی ثبوت نہ ہونے کے باوجود اپنے دل کی
سیاہی اہلسنت کے چہروں پر مل رہے ہیں — گاندھی نہرو پٹیل سے میل ملاقات
یارانہ ان کا تھا حتی کہ دھرم شالوں میں وقت گذاری بھی ہوتی تھی تھیلیاں بھر بھر کے
پیسہ بھی وصول کرتے تھے مگر مطعون اہلسنت کو کرتے ہیں — مسٹر بھٹو سے معاملات
کے تھے۔ اس کے حق میں بے شمار بیانات انھوں نے دیئے۔ اس سلسلے میں علماء کو لعنت
ملامت انھوں نے کی۔ اسلام آباد میں سرکاری پلاٹ انھوں نے حاصل کئے۔ وزارت اعلیٰ کی
وزارت انھوں نے قبول کی اوقاف کی مسجدوں کی امامت کی رشوت انھوں نے حاصل کی۔ حق یہ
ہے کہ وہ کون سی بدکرداری ہے جو ان سے سرزد نہیں ہوئی۔ مگر اس کی ذمہ داری اہلسنت پر
ڈالتے ہیں۔ جبکہ کسی سنی کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ہم آپ کو انھیں صفحات میں
دکھائیں گے کہ انھوں نے کیسی کیسی شرعی، سیاسی، تاریخی، اسلامی قلابازیاں کھائی ہیں اور
کیسے کیسے ناقابل یقین گھناؤنے کردار ادا کئے ہیں۔ اور حد یہ ہے کہ پھر بھی نہیں شرماتے۔
آپ دیکھیں

دانت کھانے کے

— بھٹو کسی غیر اسلامی نظریہ کا پرچار نہیں کر رہے اس لئے ان کی مخالفت کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا۔ (غلام غوث ہزاروی ۔ مساوات لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

— احمدیوں سے پیپلز پارٹی کے تعاون کی افواہیں من گھڑت ہیں۔

(غلام غوث ہزاروی ۔ مساوات لاہور ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء)

دیکھا آپ نے مسٹر ہزاروی کے پیٹ میں بھٹو اور تھری پی[۲۲۲] کا کتنا زبردست درد

اٹھا ہے جس کو ساری دنیا جانتی ہے۔ خود بھٹو اور مرزائیوں کو اقرار ہے نقل ....
کر رہے ہیں۔ صحیح ہے یہ تو آیات بنیات کا انکار کرتے بھی نہیں شرماتے ....
واقعات ہیں۔ بھٹو صاحب نے اور بھلا کس واسطے ان شرعی بھانڈوں کو ....
لگایا تھا۔

۳ــــ مسٹر بھٹو نے اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگایا ہے جس کا مطلب اسلامی مساوات ....

(غلام غوث ہزاروی۔ مساوات لاہور ۲۰ اگست ....)

۴ــــ اسلام پسند سوشلزم کی اصطلاح کو کفر قرار دیکر ملک کو تباہ کرنے کی کوشش کر ....

(مولوی عبدالمجید ڈیرہ غازی خان۔ مساوات لاہور ۷ اگست ....)

۵ــــ سوشلزم ایک اقتصادی نظام ہے جو اسلام سے لیا گیا ہے۔

(مفتی محمود۔ امروز لاہور ۱۰ جون ۱۹۷۰ء)

فرمائیے یہ سب کیا ہے۔ سوشلزم اسلامی مساوات کا نام ہے۔ سوشلزم کی ....
ملک تباہ ہو جائے گا۔ سوشلزم اسلام ہی سے ماخوذ ایک اقتصادی نظام ہے ....
علماء بول رہے ہیں جن کو اپنے علم و فضل پر بڑا ناز ہے۔ اتنا کہ وہ کسی اور کو عالم ....
سمجھتے ہی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی جغادری قسم کے سیاستدان ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

۶ــــ جو مسلمان توحید اور کلمہ پر ایمان رکھتا ہے اس کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا ....
سوشلزم کا نعرہ لگا کر دل سے اسلامی مساوات کا خواہاں ہو۔

(قاضی سلیم امروز لاہور ۲۴ مئی ....)

۷ــــ کچھ نام نہاد علماء نے ایک سیاسی جماعت کے اشارے پر سوشلزم کے خلاف ....
فتویٰ دیا ہے وہ ایک سازش ہے یہ سازش پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کے خلاف ہے

(مفتی محمود۔ نوائے وقت۔ لاہور ۱۲ مارچ ....)

یہ ہیں مفتی محمود اور قاضی سلیم صاحبان بیک وقت سوشلزم پر برستے بھی ہیں اور ....
بھی چھڑکتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ ان مولانا صاحبان کو کیا ہو گیا ہے؟ اگر سوشلزم، کمیونزم ....
پہلے جائز تھا تو پھر کفر کس طرح ہو گیا؟ اور اگر پہلے کفر تھا تو پھر جائز کس رو سے ....

...مار کے دور میں اصلی کفر کس طرح ہو گیا ؟ نہ سوشلزم، کیمونزم بدلا۔ نہ اسلام میں کوئی ...آئی پھر یہ تبدیلی کہاں واقع ہوئی۔ آپ ہی غور فرمائیں۔

...پاکستانی مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اعلان کرتے ہیں کہ امریکی سامراج کے ایجنٹ سوشلزم ...سلام کا شور مچا کر مسلمانوں کا رُخ امریکہ اور یہود کی طرف سے ہٹانے کا منحوس فرض ادا کر رہے ہیں

(مشترکہ بیان مولانا عبداللہ درخواستی، مفتی محمود، مولانا عبیداللہ انور، غلام غوث ہزاروی امروز لاہور ۲۷ جون ۱۹۶۹ء)

...آدھے کا آدھا ہی چوپٹ ہے —— آگے ملاحظہ فرمائیے:

...فتویٰ ان جماعتوں اور افراد کے خلاف دیا گیا ہے جو اس ملک کے محنت کش طبقہ کے ...کی حفاظت اور ان کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں حالانکہ ...جدوجہد اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

(مفتی محمود روزنامہ امروز لاہور ۲۸ فروری ۱۹۷۰ء)

۱۱۳ علماء کا فتویٰ ازروئے شریعت بالکل غلط ہے اسے الیکشنی فتویٰ کہا جائے تو بہتر ہے۔

(مفتی محمود روزنامہ امروز لاہور ۳ مارچ ۱۹۷۰ء)

سوشلزم کے خلاف فتوے دینے والے سامراجی ایجنٹ ہیں۔

(مولوی ضیاء الدین آزاد روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء)

ان ۱۱۳ علماء کے خلاف مارشل لاء کے ضابطہ ۶۰ کے تحت کاروائی کی جائے جنھوں نے سوشلزم کے خلاف فتوے دے کر اشتعال انگیزی کی ہے

(ضیاء القاسمی روزنامہ مشرق لاہور ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء)

سوشلزم کے خلاف ۱۱۳ علماء کے فتوے کی وہی حیثیت ہے جو سلطنت عثمانیہ کے خلاف شریف مکہ کے پروردہ مولویوں کے فتویٰ کی حیثیت تھی۔

(زاہد الراشدی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲ اپریل ۱۹۷۰ء)

آسمان پر امریکی اپالو اور زمین پر ۱۱۳ ناکام ہو چکے ہیں۔

(ضیاء القاسمی روزنامہ حریت کراچی ۷ جون ۱۹۷۰ء)

سوشلزم کے خلاف فتویٰ دینے والے علماء دراصل سرمایہ دارانہ نظام کی حمایت کر رہے

ہیں اور سامراجی ایجنٹوں کی حیثیت سے انھوں نے فتویٰ دینا ایک کھیل بنا لیا ہے

(مفتی محمود روزنامہ امروز لاہور ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء)

۱۶— ان فتوؤں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں الیکشن کے بعد اقتدار کے لئے ... والوں کو جب اپنی ناکامی کا یقین ہو جائے گا تو یہ فتوے خود بخود ختم ہو جائیں گے

(مفتی محمود روزنامہ نوائے وقت لاہور ...)

۱۷— ان علماء نے سرمایہ داروں کی حمایت میں یہ فتویٰ جاری کر کے قوم سے بہت بڑا فراڈ کیا

(مفتی محمود روزنامہ مشرق لاہور ۱۱ مئی ۱۹۷۰ء)

کوئی ان سے پوچھے کہ حضرت اپنے متعلق کیا خیال ہے؟ وہی فراڈ آپ اور آپ کا ... نہیں کر رہے ہیں کیا؟ علماء کی توہین جس طرح آپ نے اور آپ کی اسلامی ... شائد کسی نے نہ کی ہو۔ ہر مکتبۂ فکر کے ۱۱۳ علماء کو جھٹلانے کا فرض صرف آپ ... کے اہلکاروں نے ادا کیا ہے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ اقتدار مل جائے۔

؎ وائے قومے کشتۂ تدبیر غیر
کار او تخریب خود تعمیر غیر

۱۸— ۱۱۳ علماء نے عوامی حقوق کے حصول کی جدوجہد کو کفر کا فتویٰ دے کر عوام میں ... پیدا کرنا چاہا ہے اور یہ نام نہاد مولوی حضرات سامراجیوں کی شہ پر فتویٰ فروشی کر کے اپنی دوستی کا ثبوت دیتے ہیں — (غلام غوث ہزاروی روزنامہ نوائے وقت لاہور ...)

۱۹— اگر اس فتویٰ کو واپس نہ لیا گیا تو ہم اس فتویٰ پر لاکھوں فتوے جاری کر دیں گے

(مفتی محمود روزنامہ مشرق لاہور ۲۴ جون ۱۹۷۰ء)

کیوں نہیں مفتی صاحب جو ہوئے لاکھوں کیا کروڑوں فتوے جاری فرما سکتے ہیں یہ ... الگ بات ہے کہ یہ فتوے سراسر اسلام اور شرعِ مصطفےٰ کے خلاف اسلام کے ... کے حق میں ہوں۔ آپ کا یہی وطیرہ تو ہمیشہ سے رہا ہے۔

؏ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی — اور کسے کہتے ہیں

۲۰— ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے ہم انھیں (علماء کو) بزور راہ راست پر لانے ہیں ...

...وس نہیں کریں گے اور سامراج کی پروردہ جماعتوں کے خلاف باقاعدہ جہاد شروع کر
(غلام غوث ہزاروی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جولائی ۱۹۶۹ء)

...آپ نے نام نہاد مجاہدین کی خونخوار جماعت کا سالار کیا کہہ رہا ہے۔ بس اسی قسم کے ...آپ کے اکابرین نے بھی کئے ہوں گے۔ تھرٹی پی (دوسرے لفظوں میں سوشلسٹوں) سے نہیں ...اور ان کی ذریت علماء سے جہاد کرے گی ــــ اور حضرت کا یہ پیمانہ صبر بالکل ...جب مسٹر بھٹو نے کرسی دے کر چھین لی ــــ کاش اس وقت ہی آپ کو جوش ...اس بات پر آپ لوگوں کی جرأت وہمت کی ایک داستان بھی سامنے آجاتی ہے ...فرمائیں :

> گزشتہ رات جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام اتحاد کانفرنس میں ہزاروی گروپ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے کانفرنس کے دوران متعدد دستی گولے چلا کر کانفرنس کو درہم برہم کرنے کی بار بار کوشش کی جب ہزاروی گروپ کے آفس ...ری مولوی محمد سعدی کو کارکنوں نے پکڑا تو وہ گولہ چھوڑنے کے فوراً بعد تسبیح پڑھنے ...معروف تھے پولیس نے تلاشی لی تو جیب سے چار گولے برآمد ہوئے، گرفتار ...نے والا دوسرا شخص مولوی عبدالحق ہے جو مسجد شہیداں والی بیرون دولت گیٹ کا ...طیب ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ جون ۱۹۷۰ء)

...یہی کیفیت ان کے ایک بزرگ کی بھی تھی جب انگریزوں نے پکڑا اور جرح ...ہوئی تو تسبیح نکال کر بڑبڑانے لگے (تفصیل کے لئے دیکھئے طمانچہ)

...کوئی شخص اسلامی نظام کو قائم کرنا چاہے اور اسے اسلامی سوشلزم کا نام دے تو ...کوئی خرابی نہیں ہے ــــ (مفتی محمود روزنامہ حریت کراچی ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

...ہی فرمائیں آخر خرابی کیوں نہیں ہے؟ اسلامی نظام اور نظام مصطفےٰ میں کون ...خرابی ہے کہ اسلامی سوشلزم کی ضرورت پیش آئی۔

...پاکستان میں جزوی سوشلزم یعنی اس کے معاشی حصے کو نافذ کرنے کے حامی ہیں۔
(غلام غوث ہزاروی روزنامہ حریت کراچی ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

گویا نظام مصطفےٰ معاشی نظام سے خالی ہے یا اگر ہے تو پھر ناقص ہے کیوں
کیا اسلام کے کسی ایک جزو سے بھی بے اعتنائی کی جا سکتی ہے ۔ آخر کیا
افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی مصداق تو نہیں
سوچ کر بولئے گا ۔ ائٹ شنٹ ہانکنے کی ضرورت نہیں ۔

اور اب ذرا جمیعت علمائے اسلام کے ترجمان اور دیوبندی افکار کے
کو بھی پڑھ جائیں کہ سوشلزم ، اور تقریباً پی پی نیز مسٹر بھٹو کے عشق اور اقتدار کی
خواہش نے انہیں کہاں تک پہنچا دیا ہے ۔

۲۳ — اگر عرب کے نبی کی پرشکوہ زندگی سوشلزم کے ذریعہ ہوئی تو تمام دنیا کی
کے ذریعہ ۔ اور سوشلزم اور اسلام کی جس نے تکمیل کی وہ اس کی مسیحائی کا نتیجہ تھا
(خدام الدین لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰ کالم

مقصد یہ ہوا کہ تاثیر کے اعتبار سے اسلام اور سوشلزم دونوں ایک ہی ہیں
کی زندگی میں جو عظمت شکوہ کی کارفرمائی تھی وہ سوشلزم کی بدولت تھی ۔

۲۴ — محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمہوری پند ونصائح نے اپنا اثر دکھایا اور
انفرادیت اشتراکیت پر قربان کر دینے کے لئے پیش پیش تھا ۔

(خدام الدین لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ

۲۵ — مکہ معظمہ کا یہ عظیم الشان اجتماع جہاں ایک مرکزی مقام پر دنیا کے تمام
وہ شاہ ہوں یا گدا ایک ہی لباس میں ایک ہی وضع قطع میں نظر آتے ہیں
سوشلزم کا سالانہ مظاہرہ ہے ــــــ (خدام الدین لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کالم

۲۶ — افسوس کہ مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان کار
کی بلند ترین سوشلزم کی قدر نہ کی عرب کے بزرگ سوشلسٹ نے رنگ ونسل کے
مٹا دیا تھا اور اشتراکیت کا سیاسیات معاشیات کا پہلو یہاں تک نمایاں کر دیا

(خدام الدین لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۶۹ء کالم ۲)

یہاں ان مقدسین کی عقل و دانش پر ماتم کرنے کے علاوہ اور کیا کیا جا سکتا

...ادی سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تک کو سوشلسٹ بنا ڈالا۔ اور یہ ان سے
...بھی نہیں کیونکہ جس برادری میں نبی پاک کی عزت وحرمت "بڑے بھائی"، "نمبردار"
...و ان سے ہر ظالمانہ گفتار و کردار کی توقع کی جا سکتی ہے۔

ع چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

تضادات کی پھلجڑیاں

اب آئیے دیکھیں کہ ان نام نہاد مقدسین نے کیسی عجیب و غریب قلابازیاں کھائی
...کہ سب سے بڑا شعبدہ باز بھی ان کے سامنے پانی بھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ تضادات
...کا ایک ایسا سلسلہ جو ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس کو ہفت روزہ آئین لاہور نے انتشار
...کے عنوان سے اپنی اشاعت خاص ۱۲ نومبر ۱۹۷۰ء میں شائع کیا ہے۔ پڑھئے
...سر دھنئے۔ روئیے بھی اور ہنسیے بھی۔

○ اگر ہماری جمعیت برسر اقتدار آگئی تو آئندہ دس سالوں کے اندر شراب اور دیگر
حرام چیزوں کے کارخانے، دوکانیں، عصمت فروشی کے اڈے اور دیگر سماج دشمن
اڈوں کو بند کر دے گی۔ (شمس الدین قاسمی روزنامہ جنگ کراچی ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء)

ہماری پارٹی برسر اقتدار آگئی تو بارہ گھنٹوں میں قرآن و سنت پر مبنی اور اسلامی
نظام نافذ کر دے گی۔ (غلام غوث ہزاروی روزنامہ امروز لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

کہاں دس سال اور کہاں بارہ گھنٹے

○ علمائے کرام ۱۲۰ دن تو کیا ۱۲۰ گھنٹے میں اسلامی آئین مرتب کر سکتے ہیں۔
(مولانا عبدالشکور دین پوری روزنامہ ندائے ملت لاہور ۳۰ جون ۱۹۷۰ء)

فی الحال پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہونے کا کوئی امکان نہیں کیونکہ عوام کی
قیادت کرنے والے دونوں گروپوں میں سے کوئی بھی خلافت کے تقاضوں پر پورا
نہیں اترتا علمائے دین دنیاوی علوم سے بے بہرہ ہیں اور موجودہ دور کے
تقاضوں سے واقف نہیں بلکہ مغربی تعلیم یافتہ سیاستدان اسلامی تعلیمات کے

بارے میں کچھ نہیں جانتے۔
(مفتی محمود روزنامہ وفاق لاہور ۵ مارچ ۱۹۷۰ء)

دیکھا آپ نے دین پوری صاحب اور مفتی صاحب کے بیانات میں کیا تفاوت ہے کہتے ہیں
ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

○ جمعیت علمائے اسلام کے سوا پاکستان میں کوئی ایسی پارٹی نہیں جو اسلام چاہتی ہو۔
(مفتی محمود روزنامہ امروز لاہور ۴ نومبر ۱۹۶۹ء)

ملک میں ایسی کوئی پارٹی نہیں جو یہاں اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام چاہتی ہو۔
(مفتی محمود روزنامہ کوہستان لاہور ۳۰ مئی ۱۹۶۹ء)

فرمایئے مفتی صاحب کے ان دونوں بیانوں کو کس خانے میں رکھیں گے؟ کیا ان کی کوئی تاویل و تعبیر ہو سکتی ہے؟ جی ہاں صرف ایک پہلا بیان اس وقت کا ہے جب [illegible] سے عقد نہیں ہوا تھا اور دوسرا بیان مناکحت کے بعد کا ہے
ع۔ عقلمنداں را اشارہ کافیست

○ ہم ملک میں اسلامی جمہوریت چاہتے ہیں۔
(غلام غوث ہزاروی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء)

جمہوریت کے ساتھ اسلام کا پیوند لگانے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام خود مکمل نہیں۔
(مولوی محمد اکرم روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ فروری ۱۹۷۰ء)

اور شاید اسلام میں سوشلزم کی پیوندکاری سے کوئی فرق نہیں پڑتا — کیوں جناب جمعیت صاحبہ؟

○ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس کے دل میں امریکہ کے خلاف نفرت نہیں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔
(مفتی محمود روزنامہ جنگ کراچی ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔
(مفتی محمود روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ مارچ ۱۹۷۰ء)

دراصل مفتی صاحب کو یوں کہنا چاہیئے تھا کہ جس کے دل میں امریکہ کے خلاف نفرت اور روس کے ساتھ بذریعہ دلی خاں محبت اور ہندوؤں سے الفت نہیں ہے وہ مسلمان نہیں!

حضرت چوک گئے. خیر پھر سہی.

○ ہماری جماعت نے ملکیت کی تحدید اس لئے نہیں کی کہ یہ اسلام کے خلاف ہے.

(مفتی محمود روزنامہ مساوات لاہور ۳ اگست ۱۹۷۰ء)

شریعت کے اصولوں کی ہی روشنی میں ملکیت کی مناسب تحدید حکومت کرے گی

(منشور ہزاروی گروپ)

○ نظریہ پاکستان کے مخالفین اسلام کو گزند پہنچانے کے لئے تیار کھڑے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ سینہ سپر ہو کر دفاع کریں.

(مفتی محمود روزنامہ حریت کراچی ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء)

کسی بھی شخص پر نظریہ پاکستان کا الزام لگا کر اسے مطعون کرنا فیشن بن چکا ہے.

(مفتی محمود روزنامہ مشرق لاہور ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء)

بیساختگی میں کبھی کبھی سچی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے مفتی صاحب کا پہلا بیان کتنا سچا ہے کہ (نظریۂ پاکستان کے مخالفین اسلام کو گزند پہنچانے کے لئے تیار کھڑے ہیں الخ) بعد میں شائد کسی نے یاد دلا دیا کہ حضرت "یہ تو ہمیں ہیں" تو مفتی صاحب نے دوسرا بیان داغ دیا۔ یہ الٹ پلٹ تو آپنے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے.

○ ہم تحریک پاکستان کے حق میں نہ تھے.

(اداریہ ترجمان اسلام ۱۷ جون ۱۹۶۶ء)

ووٹ دیتے وقت یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ ووٹ لینے والا تحریک پاکستان کا مخالف تو نہ تھا.

(مولوی اکرم روزنامہ نوائے وقت ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء)

سچائی بہر صورت سچائی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی سامنے آ ہی جاتی ہے. دونوں باتیں صحیح ہیں. مفتی صاحب نے بھی ایک مجلس میں فرمایا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے. حق یہ ہے کہ مولوی اکرم کی تحریر کے مطابق خوب سوچ سمجھ کر ووٹ دینا چاہیئے. وہ آپ کے ووٹ کے حق دار نہیں جو تحریک پاکستان کے حق میں نہیں تھے.

○ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ریٹائرڈ جرنلوں کی سیاسی پارٹیوں میں شمولیت پر پابندی عائد کرے
(غلام غوث ہزاروی روزنامہ امروز لاہور ۲۔ جون ۱۹۶۹ء)

ہماری جماعت نے ایئر مارشل نور خاں سے جمعیت میں شمولیت کی درخواست کی ہے اور اپنا منشور بھی انہیں رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجدیا ہے۔
(ظہور الحسن راشدی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴۔ فروری ۱۹۷۰ء)

○ دولتانہ وہی شخص ہے جس نے تحفظ ختم نبوت کے علمبرداروں پر گولیاں چلوائیں نتیجۃً دس ہزار افراد شہید ہوئے عوام کو چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کے ماضی میں اس طرح کے کارناموں کو نگاہ میں رکھیں۔ (غلام غوث ہزاروی روزنامہ امروز لاہور ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

میں نے دولتانہ سے بات چیت کی تھی چونکہ وہ اس پر رضامند نہ تھے اس لئے بات ختم کر دی۔ (غلام غوث ہزاروی روزنامہ جنگ کراچی ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۶۹ء)

عوام کو چاہیئے کہ وہ ان سلاجیت فروشوں سے بھی ہوشیار رہیں۔ کیا ۱۱ اکتوبر کو [illegible] جائز تھا جب آپ دولتانہ سے اتحاد کی بات چیت کر رہے تھے اور جب دولتانہ آپ [illegible] جپے سپے کے جال میں نہیں آئے تو دس ہزار کے قاتل اور ناقابل التفات ہو گئے [illegible] وقت آپ نے دولتانہ کے ماضی کو بھلا دیا تھا یا بے خبر تھے؟

○ آئندہ انتخابات عید الفطر کے بعد کرائے جائیں۔
(مفتی محمود روزنامہ امروز لاہور ۷۔ جولائی ۱۹۷۰ء)

رمضان المبارک میں انتخابات نہ کرائے جانے کا مطالبہ کرنے والوں کے دل میں ضرور کوئی کھوٹ ہوگا۔ (مولوی اکرم روزنامہ امروز لاہور ۲۱۔ جون ۱۹۷۰ء)

شاباش مولوی اکرم۔ جوان جب بھی بولتا ہے کفن پھاڑ کے بولتا ہے۔ قبلہ مفتی [illegible] سے پوچھ لیتے کہ اُن کے دل میں کھوٹ کا ہمالیہ پہاڑ ہے یا نہیں

○ ایک نیا شیطان اور آنکلا ہے جس کا نام چین ہے الخ
(مولوی محمد یوسف بنوری ماہنامہ بینات کراچی اپریل ۱۹۶۹ء)

ملک میں ایک خاص جماعت پاکستان اور چین کے تعلقات خراب کرنے

...کئے ہوئے ہے۔ (غلام غوث ہزاروی روزنامہ امروز لاہور ۸ فروری ۱۹۷۰ء)

○ بعض سیاسی جماعتیں انتخابات ملتوی کرانے کی سازشیں کر رہی ہیں۔

(نور الحق قریشی روزنامہ امروز لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء)

الیکشن ملتوی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(شمس الدین قاسمی روزنامہ امروز لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۷۰ء)

○ روس کے صوبہ قازقستان میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت بنایا جا رہا ہے۔

(ترجمان اسلام ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء)

روس میں مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی ہے۔

(عبید اللہ انور روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۶۱ء)

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

(بیشک اس میں عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے)

یہاں اب یہ لازم ہو گیا کہ ہم آپ کو وہ چہرے بھی دکھا دیں جن کے عشق میں پورا ... دیوبند سرمست و سرگرداں تھا۔ ان کے مقابلہ میں ۱۱۳ علماء کی توہین و مذمت کی ... شریعت مطہرہ کا مذاق اڑایا گیا۔ غلام غوث ہزاروی کو پاجامہ اتارنے اور بانس ...دینے کی ضرورت پیش آئی۔ مسٹر بھٹو کی قصیدہ خوانی کی گئی۔ حج کو اسلامی سوشلزم ... عظیم اجتماع قرار دیا گیا۔ اور حد یہ کہ رسول اللہ تک کو سوشلسٹ بنا کر چھوڑ گیا۔

اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور مذہبی جماعتوں سے ان کی کبھی نہیں بنتی۔ ان ...داد اور گٹھ جوڑ ہمیشہ بے دینوں سے ہی ہوتا رہا ہے اور اب بھی آپ دیکھ رہے ہیں ... ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ اس عنوان کا ماخذ بھی ہفت روزہ آئین کا شمارہ نمبر ۵ ہے جو ...نومبر ۱۹۷۰ء مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ میں لاہور سے شائع ہوا۔ عنوان ہے ...جب سوشلسٹ کھلم کھلا دین حق کا مذاق اڑا رہے تھے"

اس میں آپ کو بڑی عجیب و غریب تصویریں نظر آئیں گی۔ ان میں سے کچھ مر گئے

ہیں، کچھ مرنے والے ہیں، کچھ جیل میں ہیں اور کچھ جیل کے باہر، کچھ کی وہی رنگ ڈھنگ
ہے۔ کچھ نے اسلامی نقابیں اوڑھ لی ہیں۔ انھیں میں سے کچھ کو بھٹو صاحب کے
نے سیدھا کر دیا ہے۔ اور کچھ کو مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے پروانوں کی لافانی قربانیوں
اور نہ جانے کتنوں نے صرف بھیس ہی بدلا ہے۔

بہرصورت اگر یہ صحیح ہے کہ کسی کی فطرت کا اندازہ اس کے دوستوں، ہمنواؤں
کو دیکھ کر بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو آئیے ہم آپ کو ان مقدسین کے دوست بھی دکھلائیں
یہ وہ برگزیدہ اور عظیم ہستیاں ہیں جن کی ہمنوائی میں علماء کو اور ان کے متبعین کو
کہا گیا مگر ان کے کفریات ومغلظات کے باوجود اس خانوادے میں سے کسی ایک
کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ سوشلسٹوں کو تنبیہ کر سکے۔ نہ جانے اس کی غیرت کہاں
جا سوئی تھی۔ شائد سونوں اور نوٹوں کے انبار میں۔

○ دین ومذہب۔ نکاح وطلاق۔ وراثت وترکہ کے بارے میں ظالمانہ نظریہ

بنگل عوامی پارٹی کا ترجمان جریدہ ہفت روزہ آفاق لاہور ۹ نومبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت
میں اپنے بدترین ظالمانہ نظریہ کا اظہار کرتا ہے۔

> پاکستان میں جب سے عائلی قوانین نافذ کئے گئے ہیں رجعت پسند طبقہ چیخ رہا
> ہے کہ ہمارے مذہبی اصولوں کو مسخ کیا جا رہا ہے حالانکہ انھیں اس پہلو پر سوچنا
> چاہیئے کہ جس مذہب کے اصول وعقائد زمانے کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں
> وہ سچا مذہب نہیں ہو سکتا ...... زمانہ قدیم میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کا
> رواج عام تھا لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب انسان کا ذہن
> جانور کے ذہن سے قریب ترین تھا۔
> عائلی قوانین میں دوسرا اہم مسئلہ طلاق کا ہے محض ایک لفظ طلاق کے منہ سے
> نکل جانے پر حالانکہ انسان جذبات کا غلام ہے ..... اس لفظ طلاق کو اتنی
> ہی اہمیت حاصل ہونی چاہیئے جتنی دوسرے لفظوں کو ہے یہ بھی زبان کا ایک

[افسوس نا]معقول سا لفظ ہے افراد کے درمیان دیوار بنانے والے لفظ کو کچل دینا چاہیئے تاکہ وہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکیں۔

عائلی قوانین کا تیسرا اہم مسئلہ وراثت کا ہے رجعت پسند اس مسئلے کی توجیہ میں سارا وقت صرف اس بات پر لگاتے ہیں کہ وراثت کسی کس کا حصہ ہونا چاہیئے اور کس کا کتنا ہونا چاہیئے لیکن یہ نکتہ سرے سے غلط بنیادوں پر قائم ہے۔... آخر یہ کیا ضرورت ہے کہ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی جائداد اس کے رشتہ داروں میں بانٹ دی جائے۔ (ہفت روزہ آفاق لاہور ۹ نومبر ۱۹۶۶ء)

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھئے اور درد میں ڈوب جائیے۔ یہ وہ ناپاک لوگ ہیں جو خدا کی زمین پر رہتے ہوئے خدا اور رسول کی شریعت کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

○ حنیف رامے کی نظر میں "تیرہ صدیوں کی ملوکیت زدہ فقہ"

تیرہ صدیوں کی ملوکیت زدہ فقہ پر مبنی شریعت کی بجائے آج ہمیں ایک ایسی شریعت کی ضرورت ہے جو اسلام کی روح کے مطابق تو ہو لیکن عصر حاضر سے بھی آنکھ ملا سکتی ہو۔ (نصرت لاہور اسلامی سوشلزم نمبر ۱۹۶۶ء مدیر حنیف رامے)

رامے صاحب شائد بری طرح احساس کمتری کا شکار ہیں ورنہ یہ تیرہ صدیوں کی ملوکیت زدہ فقہ پر مبنی شریعت تو آئندہ تیرہ صدیاں بھی عصر حاضر سے آنکھ ملا سکتی ہے آنکھ لڑا نہیں سکتی۔ کیونکہ اس میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی لئے تو آپ لوگوں کو جدید اور عصر حاضر کی بھٹو والی شریعت پسند آئی تھی جس میں آنکھ سے لے کر پتنگ اڑنے تک روا، درست اور جائز ہے۔ ٹھیک ہے نا۔ البتہ کچھ کٹ جاتے ہیں اور کچھ اڑتے رہتے ہیں۔

○ مختلف پیغمبروں نے بنی نوع انسان کو جو نظریات وعقائد بتائے ان کا مقصد بھی سوشلزم ہی تھا۔ (بھاشانی روزنامہ امروز لاہور یکم جنوری ۱۹۶۷ء)

○ سرمایہ دار اور جاگیردار امریکی ایجنٹ ہیں اور ان کا کمانڈر انچیف

الله ہے۔ (بھاشانی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲، جون ۱۹۶۹ء)

یہ ہے جنگلی بکرے کی بکواس۔ اس کے خلاف سب سے پہلے اہلسنت وجماعت کل پاکستان سنی کانفرنس دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقد کی اور پاکستان کا گرد آلود صاف کر دیا۔ مگر ان مقدسین سے کچھ نہ ہوا۔

○ جو لوگ اسلام میں بعض تبدیلیوں کا مطالبہ کرتے ہیں انہیں کسی صورت کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (بھٹو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲، جون ۱۹۶۹ء)

یہ ہیں مفتی زیڈ۔ اے بھٹو سابق ساکنہ قصر سلطان اسلام آباد حال کوٹ لکھپت جیل [illegible] اسلام میں مطالبۂ تغیر وتبدل کے باوجود مسلمان ہی رہتا ہے۔ بالکل یہی بات مفتیان [illegible] بھی فرماتے آئے ہیں۔

○ سوشلزم کو کفر قرار دینے سے ترقی پسندی کی بڑھتی ہوئی لہر کو روکنا ناممکن ہے۔ (قصوری روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴، جولائی ۱۹۶۹ء)

یہ حضرت بڑے قصوری ہیں۔ جی ہاں

○ اسلام نے ایک مکمل اخلاقی ضابطہ تو دیا ہے لیکن اس نے معاشی اور سیاسی زندگی کے لئے کوئی ضابطہ فراہم نہیں کیا۔ (قصوری روزنامہ ڈان کراچی ۹ ستمبر ۱۹۶۹ء)

کیوں حضرات دیکھا آپ نے بڑے قصوری کو۔ اسی ڈھول میں کتنا ظالمانہ نظریہ کارفرما ہے۔ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ انھیں مسلمان کہا جائے۔ بخدا پاکستان کی سرزمین ان سے پناہ مانگتی ہے حد تو یہ ہے کہ مولانا سلاجیت اینڈ کمپنی بھی جزوی سوشلزم کی قائل ہے۔

○ پاکستان دو قومی نظریہ یا مذہب کی بنیاد پر حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ (شیخ رشید روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ جنوری ۱۹۷۰ء)

یہ ہیں تاریخی کذاب۔ تاریخ جھٹلانا صرف انھیں کو زیب دیتا ہے۔

○ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود عملاً سوشلسٹ تھے انھوں نے بنی نوع انسان کو اخوت ومساوات کا درس دیا اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت ابوذر غفاری نے ایک سوشلسٹ ریاست کی بنیاد رکھی۔ (قصوری روزنامہ امروز لاہور ۳۰، جون ۱۹۶۹ء)

ہمارے پیغمبر سعادسوشلسٹ ہیں خدا جانے قصر حکومت سے دھتکارے جانے کے
اتفاق بھی ہوا یا نہیں ؟ بڑے پائے کے مورخ بھی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ حضرت ابوذر
نے بھی ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ ان سے کوئی پوچھے کہ جن کی چاپلوسی میں آپ اتنی
پہنچے وہ خود بھی عملاً سوشلسٹ تھے یا نہیں
ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

○ مسٹر بھٹو آٹھ سال تک ایوب خاں کے ساتھ رہے تو اس میں اعتراض کی کیا
بات ہے آخر حضرت موسیٰ بھی تو چالیس سال تک فرعون کے گھر میں رہے تھے۔
(میر رسول بخش تالپور روزنامہ مشرق لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء)

یہ ہیں تالپور جو کاسہ لیسی میں پاتال تک جا پہنچے مگر پھر اس طرح دھتکارے گئے بلکہ
مار کر گرائے گئے کہ کوئی عضو سلامت نہیں رہا۔

○ تیرہ سو برس میں اسلامی نظریات کے بارے میں اتفاق نہیں ہو سکا۔
(بھٹو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ اپریل ۱۹۷۰ء)

اتفاق صرف سوشلزم پر ہے کیوں صاحب ؟ حالانکہ اسلامی نظریات کے بارے میں
ہمارے اختلاف ہوا ہی نہیں۔ نہ جانے آپ کس چیز کو نظریات کہتے ہیں کہیں زیادہ تو
نہیں چڑھ گئی ہے۔

○ قرآن مجید ایک فرسودہ کتاب ہے اس پر اٹھائے گئے حلف کے کوئی معنی نہیں۔
(جے۔ اے۔ رحیم روزنامہ مشرق لاہور ۲۱ اپریل ۱۹۷۰ء)

ایک فرسودہ اور کھوسٹ شخص کی بات بھی آپ نے سن لی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قوم
کی لیڈری و رہنمائی کا غرہ ہے۔ پھر قیامت سے پہلے قیامت کیوں نہ برپا ہو۔

○ سوشلزم کی بنیاد روس اور چین میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں رکھی گئی تھی۔
(عبدالحق نقربی پی روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ اپریل ۱۹۷۰ء)

○ تاریخ کی پہلی لانگ مارچ ہمارے نبی اکرم نے اس وقت کی تھی جب مسلمان مکہ
سے مدینہ ہجرت کر کے گئے تھے اسی طرح پہلی گوریلا جنگ بھی ہمارے پیغمبر کے

۲۲۲
زیرکمان جنگ بدر میں لڑی تھی۔ (صاحبزادہ احمد رضا خاں قصوری تقریر بی روزنامہ جنگ کراچی ۲ جون ۱۹۷۱ء)

یہ ہیں چھوٹے قصوری ——— اور اس کہانی کا انجام ایوان حکومت سے دھتکارے جانے اور باپ کے قتل کرانے پر ہوا۔

○ اسلام میں سوشلزم نہ ہوتا تو اسلام نامکمل ہوتا۔
(عبدالحق ربانی تقریر بی روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء)

○ جو شخص اسلام میں نظام حکمرانی کا دعویٰ کرتا ہے وہ میرے سامنے آئے جو لوگ اسلام کا نام لے رہے ہیں وہ مجھے بتائیں کہ کون سا اسلام ملک میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔
(قصوری روزنامہ جسارت ملتان ۱۱ اگست ۱۹۷۰ء)

اور اب کیا خیال ہے مسٹر بڑے قصوری! کیا اب بھی آپ لوگوں کو فریب ہی دے رہے ہیں!

○ اب انقلاب کی صبح صادق جلد ظاہر ہونے والی ہے تمام ذرائع پیداوار اللہ کی مخلوق میں یکساں تقسیم ہونے چاہیئے۔ (قصوری روزنامہ مساوات لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۷۰ء)

لیجئے پھر پیپا کھڑکا۔ قبلہ جب تک آپ جیسے لوگ اس دنیا میں رہیں گے وہاں کذب کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا ——— فرمائیے آپ کی صبح صادق بھٹو صاحب کے طلوع ہوئی تھی کہ نہیں پھر اللہ کی مخلوق کا کیا حشر ہوا؟

○ سانپ کی طرح مولویوں کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں اور یہ مولوی آج اپنا زہریلا پھن اٹھا کر فضا کو مسموم کرنے کے لئے میدان میں آگیا ہے۔
(عالیہ امام روزنامہ جسارت کراچی یکم ستمبر ۱۹۷۰ء)

محترمہ خاصی واقف کار معلوم ہوتی ہیں ان کی قسمیں تک جانتی ہیں اگر کسی سلاجیت اور بڑی زہریلے سانپ نے ڈس لیا تو کیا ہوگا۔؟

○ اس دور میں حقوق ملکیت کا کوئی بھی جواز موجود نہیں۔
(شیخ سجاد حسین تقریر بی روزنامہ مشرق لاہور ۴ ستمبر ۱۹۷۰ء)

حالانکہ ملک کے تمام حقوق ان کے آقا ولی نعمت مسٹر بھٹو کے لئے وقف تھے۔

○ ادیبوں کو فیض کی قیادت میں ان طاقتوں کے خلاف جنگ لڑنی ہے جو ملک کو

...اصل پیچھے سے جانا چاہتی ہیں اور ماضی کی طرف پھیر کر پاکستان کو دیوانوں اور ...وں کا ملک بنا دینا چاہتی ہیں۔ (محمد تقی روزنامہ جسارت کراچی یکم ستمبر ۱۹۷۰ء)

اس جاہل شخص کو چھوڑیں آیئے دیکھیں بڑے قصوری اور مسٹر بزنجو پھر بول رہے ہیں۔

○ حضرت ابوبکر صدیق حضرت ابوذر غفاری اور دوسرے اکابرین نے جو نظام ہم ... وہ بھی سوشلزم ہی تھا۔ (قصوری روزنامہ مساوات لاہور ۴ اگست ۱۹۷۰ء)

○ اسلام ہمارے مسائل حل نہیں کر سکتا ہمارے مسائل کا حل سوشلزم ہے۔
(نوائے وقت کو انٹرویو غوث بخش بزنجو نیپ بحوالہ روزنامہ جسارت کراچی ۱۸ اگست ۱۹۷۰ء)

○ اسلام تیرہ سو سال پرانا نظام ہے جو یہاں نہیں چل سکتا کیونکہ زمانہ تیرہ سو سال ترقی کر چکا ہے۔ (غوث بخش بزنجو نیپ روزنامہ جسارت کراچی ۱۸ اگست ۱۹۷۰ء)

○ میں بیگم نصرت بھٹو کی جوتی کی نوک پر تمام مولویوں کو قربان کر سکتا ہوں۔
(فاضل رشیدی تھری پی روزنامہ جسارت ملتان ۴ اگست ۱۹۷۰ء)

○ محمد عربی خود بڑے سوشلسٹ تھے۔
(عبدالحق ربانی تھری پی روزنامہ جنگ کراچی ۲۴ ستمبر ۱۹۷۰ء)

○ خدا خود سوشلسٹ ہے بابا آدم سوشلسٹ تھے۔ حضور اکرم عظیم سوشلسٹ تھے انہوں نے مدینہ میں سوشلزم کی بنیاد رکھی۔
(عبدالحق ربانی تھری پی روزنامہ جسارت کراچی ۲۴ ستمبر ۱۹۷۰ء)

○ قرآن مجید میں بھی اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کی تعریف موجود ہے۔
(رسول بخش تالپور روزنامہ مساوات لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

○ ان ابوجہلوں نے سائنس کے خلاف بھی فتویٰ دیا تھا اب اگر یہی لوگ سوشلزم کو غیر اسلامی کہتے ہیں تو ہمیں ڈر نہیں۔
(مبشر حسن روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء)

○ علماء کا یہ فتویٰ در اصل صیہونی سازش کا ایک حصہ ہے۔
(جے اے رحیم روزنامہ امروز لاہور ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء)

○ یہ فتویٰ جاری کرنے والے سامراجیوں کے پٹھو ہیں...... ایسے فتویٰ جاری
کرنے والے علماء سوء ہیں۔ جو لوگ پیسے لے کر مسلمانوں کے خلاف فتوے دیتے
ہیں ہم انھیں FIX-UP کریں گے انھوں نے کافروں کی خدمت کی ہے۔

(ذوالفقار علی بھٹو روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹ مارچ

علماء کو خیر یہ کیا فیکس اپ کرتے یہ خود مع اپنی شیطانی ذریت کے فیکس اپ ہو
گئے البتہ علماء سوء جنھوں نے پیسے لئے ہم سے زیادہ خود بھٹو صاحب جانتے
ان کی سُر میں سُر ملایا کرتے تھے۔

بہرصورت یہ وہ لوگ ہیں جن سے مفتی صاحب اور ان کے خانوادے کا
تھا اور ہے۔ خصوصاً نیپ کے ساتھ تو ناقابل یقین حد تک گٹھ جوڑ ہے۔ ولی خاں
لئے تو جناب مفتی صاحب قومی اتحاد کی صدارت بھی چھوڑ رہے تھے۔

افسانۂ جہاد

کیا یہ سچ ہے کہ علماء دیوبند اور وہابی علماء نے انگریزوں سے جنگیں کیں اور علم حریت بلند کیا؟

کیا یہ حقیقت ہے کہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے سکھوں اور انگریزوں سے جہاد کیا؟

کیا یہ درست ہے کہ یہ لوگ انگریزوں کے کارندے نہیں تھے؟

راقم الحروف کا مؤقف اس باب میں کم ازکم راقم الحروف کا مؤقف یہ ہے کہ جناب سید صاحب اور اُن کے رفقاء کار کی تحریک جہاد دراصل خالص وہابی اسٹیٹ کی قیام کا بہانہ تھی دوسرے لفظوں میں ہوس ملک گیری اور امیرالمومنین بننے کا ذوق و اقتضاے عرب کی وہابی تحریک کا چربہ کہا جائے تو کچھ ایسی غلط بات نہیں ہوگی جسے جنبش قلم رد کر دیا جائے۔

ان حضرات نے سکھوں سے کم اور پٹھان مسلمانوں سے زیادہ جہاد فرمایا اور انگریزوں غیر جنگ وجدال اور لڑائی بھڑائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس جہاد سبب الاسباب تو یہی صاحب بہادر لوگ تھے۔ جیساکہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی نی خود نوشت "نقش حیات" میں تحریر فرمایا ہے:

> ہندوستان کی یہ بہت بڑی بدقسمتی تھی کہ سید صاحب کو مسلمانان پنجاب کی حد درجہ پامالی اور زبوں حالی کے باعث مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مقابل صف آرا ہونا پڑا اور آخر معرکۂ بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔
>
> ورنہ اصل یہ ہے کہ سید صاحب کا مقصد ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط اور اقتدار سے نجات دلانا تھا انگریز خود اسے محسوس

> کرتے تھے اور تحریک سے بڑے خوفزدہ تھے۔ جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کا سامان مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔ (نقش حیات مولانا حسین احمد صاحب مدنی ص ۴۱۹)

خدا بھلا کرے مولانا مدنی کا ان چند سطروں میں معارف و معانی کے سمندر بند کر دیئے مولانا کی عبارت ایک بار پھر پڑھ جایئے۔ سبحان اللہ۔ عجب چیز ہے لذت آشنائی انڈین نیشنل کانگریس کے چوٹی کے لیڈر تھے نا۔ سکھوں کو بھی تو خوش کرنا تھا مقصد یہ ہوا کہ

- سکھوں سے جنگ اور صف آرائی ہندوستان کی بدقسمتی تھی ورنہ واقعتہً سید صاحب کا مقصد جنگ کا نہ تھا۔ حالانکہ پدما بھوشن کا پورا راج بھون پیخ رہا ہے کہ سکھوں سے جہاد کرنے گئے تھے۔
- اصل مقصد انگریزوں سے جہاد کرنا تھا مگر حیرت ہے کہ سامان جہاد انگریز فراہم کر رہے تھے ـــــ وہ بھی اس صورت میں کہ سکھ انگریزوں کے معاون و مددگار تھے
- انگریز ان سے خوفزدہ تھے کیونکہ یہ سلطان ٹیپو، سراج الدولہ، بخت خاں ... سے زیادہ طاقتور تھے نا

خیر ایک اور تماشہ ملاحظہ فرمائیں:

> سکھوں سے جنگ فرقہ واریت کی بنا پر نہ تھی بلکہ اس بنا پر تھی کہ وہ انگریزوں کے حلیف اور مددگار تھے۔ انگریزوں نے ان کو ہندوستان میں اپنی حکومت کی ... کے لئے اور افغانستان کے راستہ میں آہنی دیوار اور سد سکندری بنا دیا تھا اس لئے ان کا قلع قمع کرنا لازم تھا۔ (نقش حیات ص ۴۲۳)

انگریز بڑے ہی بیوقوف تھے کہ جس سد سکندری کو انھوں نے بنایا تھا اُسے گرانے کے لئے سید صاحب اور مولانا کے ہاتھ میں ہتھوڑا پکڑا دیا ـــــ آپ ہی فرمائیں مولانا کی منطق کون سمجھ سکتا ہے اور کس کی جرأت ہے کہ حضرت کی ان دونوں عبارتوں میں تطبیق دے سکے۔

صاحب پنجاب کے مسلمانوں کی حالت زار درست کرنے گئے تھے۔
صاحب انگریزوں سے جنگ کے لئے سکھوں کا قلع قمع کرنے گئے تھے۔
انگریزوں نے تحریک سے خوفزدہ ہو کر اسباب جنگ مہیّا کیا اور اپنے حلیفوں سے
صاحب کو لڑوا دیا وغیرہ وغیرہ
نہیں ہو سکتا کہ سیّد صاحب اور ان کے رفقاء کار (عمداً یا سہواً) فرنگی ڈپلومیسی
گئے تھے۔ اور جو کام وہ خود نہیں کر سکتے تھے وہ سیّد صاحب کے ان غازیوں مجاہدوں
دے اور ان مجاہدوں نے سکھوں اور پٹھانوں دونوں کو کمزور کر کے انگریز کے لئے
صاف کیا اور خود تاج برطانیہ پر قربان ہو گئے۔ کیا انگریز اتنا ہی بدھو اور احمق
تحفظ ختم کرانے اور سکھوں کو بلا مقصد مروانے کے لئے سیّد صاحب اور ان کے
لئے ہتھیار مہیّا کرتا —— غور فرمائیے
در اصل انگریز نے ایک تیر سے دو شکار بلکہ تین شکار کیا —— سیّد صاحب کے ذریعہ
کمزور کروایا اور پٹھانوں کی قوت کو نیست و نابود کیا۔ اور پھر سکھوں سے سیّد صاحب
کروا دیا۔ اس کے بعد سکھوں کی کمزور حکومت ہڑپ کر گیا —— ہلدی لگی نہ پھٹکری رنگ
—— اور یہ حضرات خوش ہوتے رہے کہ ہم جہاد کر رہے ہیں۔ وہ بھی مسلمان پٹھانوں سے
رہی بات انگریزوں سے جنگ و جہاد کی تو اس کی نوبت ہی نہیں آئی اور بالاکوٹ کی جنگ
معاملہ ختم ہو گیا پھر بقیۃ السیف حضرات یا تو وطن واپس آ گئے یا امرائے کابل کی ایجنٹی
لی۔ ممکن ہے کچھ حضرات کو میرے یہ الفاظ اجنبی اور غیر مانوس معلوم ہوں اور سخت
کا اظہار فرمائیں۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ جھنجھلاہٹوں اور بوکھلاہٹوں سے حقیقتیں
بدلا کرتیں۔ کھلم کھلا بد دیانتی۔ اور ناروا جانب داری مزید برآں بہتان تراشی کا رد عمل
انتہائی شدید ہوتا ہے۔ اور یہ تو وہ حقائق ہیں جنہیں سات پردوں میں چھپا کر رکھا گیا
صاحب اور ان کے رفقاء کار کے سوانح نویسوں اور علمائے دیوبند کے تذکرہ نگاروں نے
دھاندلی مچائی ہے کہ (ہم تو خیر الگ ہیں) خود یہ حضرات بھی قیامت تک کسی حتمی فیصلے
نہیں پہنچ سکتے۔ بعض بعض مقامات پر تو دور از کار تاویلات کا سہارا لینے کے

باوجود "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی مصداق سے نہیں بچا جا سکتا۔ تحریک جہاد کے

تذکرہ نگار نے جی کھول کر پٹھانوں کی درگت بنائی ہے منافقین، مشرکین، ناشکرے

لٹیرے، باغی، طاغی سے کم کا خطاب نہیں دیا گیا ہے۔

اور تعجب ہے کہ پٹھان اپنے گھر میں رہے۔ ان سے بھرپور تعاون کیا۔ ان کے

کی دھولوں کا سرمہ چشم بنایا پھر بھی غدار، لٹیرے اور باغی ثابت ہوئے ——— اور

جو کابل کو سوں سے عشر وصول کرنے، بیاہ رچانے اور مسلمانوں کو کافر بنا کر پھرے

ان پر مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر جہاد کرنے گئے تھے "شہید" اور غازی کہلائے

اور یہ باتیں ہم نے یوں ہی بلا دلیل نہیں کہہ دی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں مرزا

دہلوی کی حیات طیبہ۔

> وہ پیارا شہید تھا جس نے ہندوستان میں ابن عبدالوہاب کی طرح شریعت
> کا محمدا خوش ذائقہ شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا اور ان کی قابل نفرت عادتوں
> اور رسوم کو ایسا مٹا دیا کہ آئندہ پھر کبھی ان کی اولاد بھی اس طرف متوجہ نہ ہوگی۔
> (حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی ص ۲۶)

مگر جناب مولانا محمد حسین صاحب مدنی کو جناب سید صاحب اور مولوی اسمٰعیل

وہابیت سے انکار ہے چنانچہ نقش حیات میں فرماتے ہیں:

> الغرض جس وقت حضرت سید صاحب اور ان کے قافلہ والے مکہ معظمہ شعبان
> میں پہنچے ہیں ——— کوئی وہابی حاکم یا عالم یا مبلغ وہاں نہ تھا اور نہ اطراف و جوانب میں تھا
> محمد ابن عبدالوہاب کی وفات بہت پہلے ہو چکی تھی اس لئے ان کا کوئی موقع وہابیوں
> کے مسلک کو ان سے لینے کا ہاتھ ہی نہیں آ سکتا تھا اور نہ کسی وہابی سے ان کی ملاقات
> کسی معتبر ذریعہ سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے پھر ان حضرات کو اس جماعت کی طرف
> منسوب کرنا بالکل افترا اور جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ (نقش حیات جلد ۲ ص ۴۳۲)

اس کے باوجود جناب شیخ محمد اکرام صاحب کو اس بات پر اصرار ہے کہ یہ محمد

حضرات ابن تیمیہ کی تصانیف اور دوسرے ذرائع سے وہابیت سے متاثر ہوئے تھے

...رت کے بالکل قریب ہے۔ بلکہ مدینہ منورہ میں تو ان پر وہابیت کا مقدمہ بھی چلا تھا
... جہاد پر گئے تو پہاڑوں میں پنجتار کے مقام پر بھی اس موضوع پر سرحدی علماء سے بحث
... جیسا کہ موج کوثر مطبوعہ فیروز سنز زیر عنوان "مسلک ولی اللہی اور وہابیت"
...قمطراز ہیں:

جب وہ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو وہاں انھیں وہابیوں کے عقائد
... باخبر ہونے کا موقع ملا جو ان کے سفر حج سے چند سال پہلے مقامات مقدسہ پر
...ابض تھے۔ حضرت سید صاحب اور وہابیوں کے مقاصد میں بہت اشتراک تھا اس
...ان کے کئی ساتھی وہابی عقائد سے متاثر ہو آئے۔ مثلاً وہابی عقائد میں ایک اہم
...عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے اہل سنت و جماعت مسلمان فقہ کے چار بڑے
...اماموں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل میں سے کسی ایک
...کے پیرو اور ان کے طے کردہ مسائل فقہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہوتے ہیں لیکن
...وہابی اسے غیر ضروری سمجھتے ہیں اور فقیہ اماموں کی بجائے احادیث کی پیروی کرتے
...ہیں اس مسئلے پر شاہ اسمٰعیل شہید نے سفر حج کے بعد اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔
...مولوی عبدالحیؒ ان سے متفق نہ تھے اور سید صاحب کے عقائد کے متعلق اختلاف
...رائے ہے۔ لیکن جہاد کے دوران میں جب مخالفین عام مسلمانوں کو سید صاحب کے
عقائد کے بارے میں بھڑکانے لگے اور انھوں نے بمقام پنجتار مذہبی مسائل کی تشریح
کے لئے افغان علماء کو بلایا اور شاہ اسمٰعیل صاحب نے بڑی قابلیت سے مسئلہ عدم
وجوب تقلید کی حمایت کی اس وقت شاہ صاحب نے جو رائے دی وہ آب زر سے
لکھنے کے قابل ہے۔ انھوں نے فرمایا یہ وقت ترک تقلید کا نہیں رہیں اس وقت کفار
سے جہاد کرنا ہے۔ تقلید کا جھگڑا اٹھا کر اپنے اندر تفرقہ ڈالنا بہتر نہیں اس جھگڑے
سے جس کی بنا ایک فروعی اختلاف سنت یا مستحب ہے ہمارا اصل کام ہجرت
اور جہاد کا جو فرض عین ہے فوت ہو جائے گا۔

(موج کوثر صفحہ ۶۱ تا صفحہ ۶۲ شیخ محمد اکرام)

اور مدینہ منوّرہ میں جو وہابیت کے سلسلے میں مقدمہ ہوا تھا اُس کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو

> مکۂ معظمہ سے سیّد صاحب اور اُن کے رفقاء مدینہ منوّرہ گئے جہاں ایک ہفتہ قیام کیا۔ اس دوران میں ایک واقعہ پیش آیا جو سیّد صاحب کے خیالات و اشغال پر روشنی ڈالتا ہے سیّد صاحب کے ساتھیوں میں مولوی عبدالحق نیوتنوی بہت تیز مزاج تھے وہ بعض مروجہ غیر شرعی مراسم کے رد و ابطال میں ذرا تیزی سے کام لیتے تھے جھٹ شکایت ہوئی کہ وہابی ہیں چنانچہ اُن پر مقدمہ ہو گیا مولانا عبدالحق سے ضمانت دے کر اُنھیں چھڑایا۔
>
> (موج کوثر صفحہ ۲۳)

ہم ان تاریخی شواہد اور حقائق و بیّنات کی روشنی میں اس کے علاوہ کیا سمجھ سکتے ہیں کہ

- سیّد صاحب اور اُن کے رفقاء میں سب نہیں تو اکثر وہابی تھے۔
- یہ لوگ وہابی عقائد سے متاثر تھے اور ابن عبدالوہاب کے طرز کی حکومت بنانا چاہتے تھے۔
- جہاد کے موقع پر بھی وہابی سُنّی کے موضوع پر بحث و تکرار ہوتی تھی۔
- ان کے عقائد کی وجہ سے ابتداءً ہی ان کے خلاف چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں
- افغانی سنی حنفی علماء ان کے وہابی عقائد کی وجہ سے انھیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے
- سیّد صاحب کو مذہبی مسائل کی تشریح کے لئے پنجتار میں علماء کا اجتماع کرنا پڑا۔
- اور وہاں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی وہابیت کی وکالت سے باز نہیں آئے۔
- سیّد صاحب کو احساس تھا کہ اگر حنفیت اور وہابیت کا جھگڑا چل نکلا تو وہابی حکومت کے قیام کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو گا۔
- جو دانت پٹھانوں کو ابتداءً دکھائے گئے تھے وہ اور تھے — اور جو چبانے کے تھے پوشیدہ رکھے تھے وہ اور تھے۔
- اور ابھی زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سیّد صاحب کا احساس حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔
- اور وہابی ریاست کا خواب درہم برہم ہو گیا۔

...اور اس کی ناکامی کے اسباب

جناب شیخ محمد اکرم صاحب موج کوثر کے صـ۲۵ پر لکھتے ہیں:

> ...مولانا تھے بریلی سے ۱۷ جنوری ۱۸۲۶ء کو سفر جہاد کے لئے روانہ ہوئے اس
> ...آپ کے ساتھ پانچ چھ سات ہزار ہندوستانی تھے جنھوں نے جہاد کرنے اور
> مسلمانان پنجاب و سرحد کو مذہبی آزادی دلانے کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے
> کو تہیہ کر لیا تھا آپ گوالیار ٹونک، اجمیر، مارواڑ، حیدرآباد سندھ، شکارپور،
> ...کوئٹہ لان اور قندھار ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ اور وہاں سے براستہ خیبر پشاور
> ...میں داخل ہوئے۔ پھر یہاں سے نوشہرہ تشریف لے گئے...... سب سے پہلا
> معرکہ ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء کو نوشہرہ سے سات آٹھ میل کے فاصلے بمقام اکوڑہ ہوا۔
> اس میں مجاہدین کامیاب رہے۔ اور بدھ سنگھ کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کے بعد
> ...شب خون حضرو کا واقعہ پیش آیا جس میں بہت سا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ
> آیا۔ ان دونوں معرکوں کے کچھ عرصہ بعد ۱۱ جنوری ۱۸۲۷ء کو علماء اور روساء علاقہ نے
> آپ کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور آپ کو باقاعدہ امیر المومنین چنا۔
>
> (موج کوثر صـ۲۵ ،صـ۲۶ شیخ محمد اکرم)

...اس جنگ جاری رہی کبھی پٹھانوں سے، کبھی سکھوں سے، اس کے ساتھ ہی مناظروں ...ں کا سلسلہ بھی تھا۔ وہابیت کی تبلیغ پورے شباب پر تھی۔ عقیدت مند پٹھانوں کو ...ک، بدعتی، بے دین، گور پرست، پیر پرست، منافق اور کلمہ گو کافر کہا جاتا تھا۔
...حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

> پیارے شہید نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی زبان سے کہلوا دیا کہ ہم محمدی ہیں۔
> چاروں طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ اس ضلع میں اتنے محمدی آباد ہیں اور
> اس ضلع میں اتنی تعداد اسلامیوں کی ہے۔ (حیات طیبہ جز اول صـ۴۳۶)

...حوالہ مذکورہ سے یہ سمجھ میں نہیں آتا:

...کہ پہاڑوں میں تفریق بین المسلمین کے فرائض انجام دئے جارہے تھے۔

○— جنگ و جدال کے ساتھ ساتھ وہابی ریاست کے لئے زمین ہموار کی جا رہی تھی۔
○— پٹھان مسلمانوں کو گور پرست اور کلمہ گو کافر قرار دے کر اُن کی جان و مال اور عزت
آبرو کو پامال کیا جا رہا تھا۔
چنانچہ جناب شیخ اکرام صاحب لکھتے ہیں:

> اس کے علاوہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سید صاحب کے بعض ساتھیوں کا رویہ ہمدردانہ اور معاملہ فہمی کا نہ تھا بلکہ وہ جلد ہی فاتحانہ تشدد پر اُتر آئے۔ مثلاً خان اللہ بخش جو سید صاحب کے مقرر کردہ ایک قاضی کے متعلق لکھتے ہیں ایک موقع پر جب مذکورہ جماعت (مجاہدین) کے قائد سید محمد جہان کے اس ارشاد پر کہ جو اہل رسوم خدا و رسول کے حکم کے خلاف باپ دادا کی ریت پر چلتے ہیں وہ عملاً کافر ہیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ منیتہ المصلی میں اہل رسوم کو کافر نہیں کہا گیا تو اس کا جواب گھونسوں سے دیا گیا اور قائد موصوف نے اس وقت تک معترض کو نہ چھوڑا جب تک اُس نے دوبارہ کلمہ نہ پڑھ لیا یا الفاظ واضح تر اسے دوبارہ مسلمان بنایا گیا ان قاضیوں سے مقامی لوگ عام طور پر نالاں تھے۔ اور یہ شکایتیں سید صاحب تک بھی پہنچتی تھیں۔ مثلاً جب وہ ڈاکٹی گئے تو مولوی خیر الدین شیر کوٹی نے ان سے کہا کہ مجھے جس بستی میں اُترنے کا اتفاق ہوا وہاں کے لوگوں کو قاضیوں کا شکوہ گذار پایا وہ بعض اوقات معمولی خطاؤں پر زیادہ جرمانے لیتے ہیں۔ (موج کوثر صفحہ ۳۰)

یہی جناب شیخ محمد اکرام صاحب عبارت مذکورہ سے چند سطر پہلے لکھتے ہیں:

> متعلقہ تحریروں کے دیکھنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ بنیادی اختلاف اقتصادی اور سیاسی تھے افغانوں نے سید صاحب کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ وہ انہیں سکھوں اور ان کی وصولیوں سے نجات دلائیں گے۔ مگر اب سید صاحب نے اپنا نظام جاری کیا جس میں اسی طرح کی وصولیاں تھیں۔ (موج کوثر صفحہ ۲۹، ۳۰)

ممکن ہے شیخ صاحب کے فرمان و تجزیہ کے مطابق افغانوں اور سید صاحب کے درمیان اقتصادی اور سیاسی اختلافات بھی ہوں مگر اہم ترین اختلاف جس نے پورے کوہستان کو

ں بنا دیا جسے خود شیخ صاحب اور سید صاحب نیز ان کے دوسرے ساتھیوں نے بھی
۔ وہ ہے "عقائد و نظریات" کا اختلاف۔ انسان فطرۃً بھوک پیاس بالفاظ دیگر
ی سیاسی دباؤ تو برداشت کر سکتا ہے مگر وہ اپنے نظریات و عقائد کی پامالی نہیں
اس معاملہ میں ہر فرد انتہائی نازک مزاج اور جذباتی ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنے
کے مہمانوں کو یہ اجازت کبھی نہیں دی تھی کہ اُن کے عقائد و نظریات کو روند ڈالیں
جناب سید ابوالحسن علی صاحب ندوی اپنی معرکتہ الآرا کتاب "سید احمد شہید"
میں ان واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جب سید صاحب اپنے
جمعیت دوبارہ پشاور گئے اور وہاں سلطان محمد خان سے گفتگو ہوئی تو سید صاحب نے
محمد خان سے پوچھا:

> اب تک تمہارے بھائی اور تمہاری بغاوت کا سبب نہ معلوم ہوا کہ کیا ہے۔؟
> ار سلطان محمد خان نے بہت کچھ معذرت کی اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور کہا کہ
> ری نافرمانی اور بغاوت کا سبب یہ ہے۔ یہ کہہ کر ایک لپٹا ہوا کاغذ اپنے خریطہ سے
> ال کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اسے کھول کر دیکھا تو ایک بڑا سا محضر تھا
> س پر ہندوستان کے بہت سے علماء اور پیرزادوں کی مُہریں لگی ہوئی تھیں۔ خلاصئہ
> ضمون یہ تھا کہ تم سرداروں اور خوانین کو اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ سید احمد نامی ایک
> ی چند علمائے ہند کو متفق کر کے اس قدر جمعیت کے ساتھ تمہارے ملک میں گئے
> ں وہ بظاہر جہاد فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں یہ صرف ان کا مکرو فریب ہے
> ہمارے اور تمہارے دین و مذہب کے مخالف ہیں۔ انھوں نے ایک نیا دین و
> ذہب نکالا ہے۔ وہ کسی ولی بزرگ کو نہیں مانتے سب کو بُرا کہتے ہیں۔ وہ انگریزوں
> کے بھیجے ہوئے تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے گئے ہیں تم کسی طرح ان کے وعظ
> نصیحت کے دام میں نہ آنا عجب نہیں کہ تمہارا ملک چھڑوا دیں۔ ...... سید صاحب
> مضمون پڑھ کر عالم حیرت میں رہ گئے آپ نے سردار موصوف سے فرمایا کہ
> ندوستان میں دنیادار علماء اور مشائخ پیر پرستی اور قبر پرستی میں گرفتار ہیں اسی کو

اپنا دین و آئین جانتے ہیں حلال و حرام میں امتیاز نہیں رکھتے یہی ان کا ذریعہ معاش ہے
ہمارے وعظ و نصائح سے اللہ تعالیٰ نے وہاں لاکھوں آدمیوں کو ہدایت نصیب کی اور
وہ پکے موحد اور متبع سنّت ہو گئے۔ (سیرت سید احمد شہید ج ۲ ص ۳۰۹)

افسوس کہ اُن علماء و مشائخ کے نام نہ معلوم ہو سکے جنھوں نے صرف ایک محضر کے
ذریعہ وہابی ریاست کا خواب پریشان کر دیا تھا۔ اپنے اس محضر کی عبارت اور اس کے پس منظر
سے چند حقائق واضح ہو کر ضرور سامنے آگئے ہیں وہ یہ کہ

- اس وقت بھی یہ حضرات وہابی عقائد سے موسوم تھے۔ اور علماء و مشائخ اس کو
سخت ناپسند کرتے تھے۔
- اس وقت بھی علمائے ہند کا یہ خیال تھا کہ یہ حضرات صوبہ سرحد میں انگریزوں کی
مرضی سے گئے ہیں۔ بلکہ انھیں باقاعدہ اس مہم کے لئے تیار کر کے روانہ کیا گیا تھا۔
- اور یہ کہ سلطان محمد خان وغیرہ کی بغاوت صرف اقتصادی و سیاسی وجوہات کی بنا پر
نہ تھی بلکہ اس میں نظریات و عقائد کو بھی دخل تھا۔
- اور یہ کہ (سید صاحب کے قول کے مطابق) ہندوستان کے علماء و مشائخ کو حلال و
حرام کی تمیز بھی نہ تھی۔
- اور یہ کہ یہ لوگ خالص قبر پرست اور پیر پرست تھے۔

اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں کہ

آپ نے وہ محضر لپیٹ کر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اس کو
بڑی حفاظت سے رکھئے گا ہر کسی کو نہ دکھائیے گا اور نہ بیان کیجئے گا اس لئے کہ لشکر
میں ہمارے اکثر غازیوں کا ایسا حال ہے کہ یہ بہتان و افترا اوسنکر اگر ان بدخواہوں کے
حق میں بددعا کر دیں تو عجب نہیں کہ فوراً ان کو نقصان پہنچ جائے۔
(سیرت سید احمد شہید۔ ابوالحسن علی ندوی ص ۳۰۰)

اس کا مقصد یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ خبردار اس محضر کی تشہیر نہ ہونے پائے ورنہ
وہابیت کا پول کھلتے ہی رہے سہے غازی بھی جن کی اکثریت وہابی عقائد سے نا آشنا تھی

ب کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے ہمراہ تھے) بلکہ انھیں دھوکہ اور فریب سے ساتھ رکھا
ہیں مفارقت نہ اختیار کریں۔
ری بات غازیوں کے مستجاب الدعوات ہونے کی تو یہ صرف خوانین کو مطمئن کرنے
تھی اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا ــــ اور یہی جناب ابوالحسن علی ندوی جنھوں
ت عقیدت سے سید صاحب کی سیرت مرتب کی ہے اور بیحد والہانہ انداز میں پورے
ساتھ واقعات بیان کرتے ہیں اپنی اسی کتاب سیرت سید احمد شہید کے ص ۳۲۱
خیرالدین شیرکوٹی کا جائزہ "منظورۃ السعداء" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

> اس کے ساتھ وہ محضر جو ہندوستان اور سرحد کے علماء نے تیار کیا تھا اس کا اثر
> داران پشاور کی کوشش سے جا بجا پھیل گیا اور مشہور ہوگیا کہ یہ گروہ جو جہاد کے نام
> یہاں آیا ہے وہ دین کا مخالف ہے اور وہابی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اس سے
> لوگوں کے دل میں بدعقیدگی پیدا ہوئی۔ (سیرت سید احمد شہید حصہ دوم ص ۳۲۱)

وی خیرالدین شیرکوٹی کے جائزہ اور بیان کردہ اسباب و وجوہات کے بعد جناب
علی ندوی تحریر فرماتے ہیں:

> مذکورہ بالا اسباب میں اتنا اور اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ سمہ کے علاقہ میں جو غازی
> ین یا مقیم تھے یا کبھی کبھی کسی ضرورت سے دورہ کرتے تھے ان میں سے جن کو
> وہ صحبت و تربیت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا یا مزاجاً درشت اور لاابالی
> تع ہوئے تھے اُن سے کہیں کہیں بدعنوانیوں اور تعدی کے واقعات بھی پیش آئے۔
> (سیرت سید احمد شہید ص ۳۲۲)

ت عبارات مذکورہ (اگرچہ دبی زبان سے ہی سہی) ہمارے نظریہ کو تقویت ملتی ہے
وہ یہ کہ جناب سید احمد صاحب اور ان کے رفقاء نے پٹھانوں کو تشدد اور جارحیت
شانہ بنایا تھا۔
اور یہ کہ ان خوش عقیدہ حنفی المسلک لوگوں پر وہابی عقائد زبردستی ٹھونسے جارہے
جسے انھوں نے برداشت نہیں کیا۔

چنانچہ اسی مقام پر ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

> سید صاحب اور آپ کی جماعت کے اکثر علماء حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح مسائل میں تحقیقی مسلک رکھتے تھے اور فقہ وحدیث میں تطبیق کی کوشش کرتے تھے لیکن تیرہویں صدی میں تمام عالم اسلامی بالعموم، ہندوستان میں بالخصوص اور سرحد و افغانستان میں بالاخص جو دینی اور علمی جمود طاری تھا اس کے مانے مروجہ عادات اور عوام کے مسلک سے سر موانحراف اور ہر ایسی تحقیق جو علماء کے لئے نامانوس اور نئی تھی الحاد و زندقہ اور مذہب سے آزادی کے مترادف تھی چنانچہ سرحد کے علماء نے مشہور کیا کہ یہ ہندوستانی علماء اور ان کا امیر لامذہب لوگ ہیں خواہش نفسانی کے پیرو اور آزاد خیال ہیں۔ (سیرت سید احمد شہید جلد دوم صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳)

قطع نظر اس کے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا مسلک کیا تھا؟ اور انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی قد آور عظیم شخصیت کو کس کس طرح اپنے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا ہے؟ یہ لوگ آج تک یہی فیصلہ نہیں کر سکے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کیا تھے۔ سنی حنفی تھے یا غیر مقلد وہابی۔ البتہ جدید تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھے "زندہ تھے"۔ وہ خود تحقیقی مسلک رکھتے تھے۔ چلئے مان لیتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور سید صاحب کے کئی ساتھی اپنے علم و فضل کی وجہ سے تحقیقی مسلک رکھتے تھے۔ کیا خود سید صاحب بھی اپنے بے پناہ علم و فضل کی وجہ سے تحقیقی مسلک رکھتے تھے؟ کتابیں ہمیں بتاتی ہیں کہ سید صاحب علم سے بالکل کورے تھے۔

جیسا کہ شیخ محمد اکرام صاحب اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے اس کی تشریح کی ہے۔

> مولانا سید احمد ۶ صفر ۱۲۰۱ھ یعنی ۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء کو رائے بریلی میں پیدا ہوئے ان کی ابتدائی زندگی پردہ راز میں ہے۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ ایام طفلی میں تحصیل علم سے آپ کو کچھ رغبت نہ تھی اور مکتب میں تین چار سال گذارنے کے بعد قرآن مجید کی چند سورتوں کے سوا آپ کو کچھ یاد نہ ہوا۔ (موج کوثر صفحہ ۱۵)

جوانی میں آپ دہلی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں گئے اور انہوں نے

عبد القادر صاحب کے پاس بھیج دیا۔

> وہاں آپ نے کچھ عرصہ صرف و نحو پڑھی قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی مطالعہ کیا۔ لیکن لکھنے پڑھنے میں کوئی نمایاں ترقی نہ کی۔ (حوالہ مذکور)

اور جناب ابوالحسن علی ندوی "سیرت سید احمد شہید" کی جلد اوّل کے دوسرے باب میں یوں فرماتے ہیں:

> جب آپ کی عمر ۴ سال کی ہوئی تو شرفاء کے دستور کے مطابق آپ مکتب میں بٹھائے گئے لیکن لوگوں نے تعجب سے دیکھا کہ آپ کی طبیعت خاندان کے اور لڑکوں اور اپنے ہم عمروں کے برخلاف علم کی طرف راغب نہیں اور آپ پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ نہیں کرتے تین سال مکتب میں گذر گئے اور باوجود استاد کی توجہ و شفقت اور بزرگوں کی تاکید و فہمائش کے صرف قرآن مجید کی چند سورتیں یاد ہو سکیں اور مفرد و مرکب الفاظ لکھنا سیکھ گئے۔ (سیرت سید احمد شہید ص۹۱ ج اول)

اور مرزا حیرت نے تو کمال ہی کر دیا ہے:

> کریما کا پہلا مصرع خاصا دعاشیہ ہے مگر یہ بھی بزرگ سید کو تین دن میں یاد ہوا تھا اس پر بھی کبھی کریما بھول گئے تو کبھی برحال ما کو دل سے محو کر دیا۔۔۔ میاں جی نے بہتیرا سر پٹکا اور مغز پچی کی بزرگ سید کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی۔ (حیات طیبہ جزو دوم ص۳۳۶)

سید صاحب نے پڑھایا نہیں پڑھا البتہ تمام علمائے دیوبند اور تمام علمائے غیر مقلدین کو ملا کر انھیں عالم ضرور بنا دیا۔ مکتب و مدرسہ کا علم نہ سہی علم لدنی تو ضرور تھا۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ کیا انھیں بھی تحقیقی مسلک رکھنے کی اجازت تھی؟ کیا یہ بھی علمی تحقیق کر سکتے تھے؟

یہاں ایک بات اور پوچھنے کو جی چاہتا ہے (اس سے مراد مولانا کی ہمنوائی نہیں ہے میرا جماعت اسلامی سے کوئی تعلق ہے) وہ یہ کہ تمام علمائے دیوبند چیخ رہے ہیں کہ بتاؤ مولانا مودودی کس مدرسہ کے فارغ ہیں؟ اور کس استاد سے سندِ فراغت لی ہے؟

کیا انھیں یہ حق پہنچتا ہے؟ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ سید احمد صاحب کس مدرسہ کے
ور اگر کوئی جماعت اسلامی والا کہہ دے کہ ہمارے حضرت صاحب (مودودی صاحب)
لم لدنی ہے تو آپ کے پاس جواب کیا ہوگا؟ حالانکہ جماعت اسلامی والوں کے پاس
ودودی صاحب کی لکھی ہوئی بہت سے کتابیں ہیں، آپ کے پاس سید صاحب کی علمی
ے لئے کون سی دلیل ہے:

جاہدین کے کردار اور فنکاروں کی دھاندلی

اس حقیقت سے کوئی باہوش انسان
نہیں کرسکتا کہ کسی ملت اور کسی جماعت
فرازی میں اس کے افراد کے کردار کو نمایاں دخل ہوتا ہے۔ اکثر جماعتوں کو اس کے
شور کے باوجود صرف اس لئے تباہ و برباد ہوتے ہوئے دیکھا گیا ہے کہ اس سے متعلق
فراد کے کردار اچھے نہ تھے
خصوصاً وہ فوج قطعاً لڑنے اور فتحمند ہونے کے قابل نہیں ہوتی جس کا کردار گرا
ست ہو، اور اس کے سپاہی ناپسندیدہ اعمال و افعال کے مرتکب ہوتے ہوں، اور اگر
کردار فوج کامیاب ہو بھی گئی تو وہ زیادہ عرصہ تک اپنا قبضہ و غلبہ قائم نہیں رکھ سکتی
سید صاحب کے مجاہدین کے بارے میں ان کے تذکرہ نگاروں کی مختلف رائیں
اب ابوالحسن علی صاحب ندوی بڑھانے پر آئے تو انھیں صحابۂ کرام کا نمونہ بنا دیا
ب حیرت صاحب انکشاف فرمانے لگے تو اسفل السافلین میں پہنچا دیا۔۔۔ حقائق
م پیش کرتے ہیں ۔۔۔ فیصلہ آپ کریں گے۔
ندوی صاحب لکھتے ہیں:

اس کے بعد سید صاحب کی اور خصوصیت پر نظر ڈالئے وہ یہ ہے کہ آپ نے
تھوڑے زمانے میں ایک دینی فضا قائم کر دی جس کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ
تیرہویں صدی میں صحابہ کا نمونہ تھے۔ ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے، ایک ہی
سانچے میں ڈھلے ہوئے۔ اللہ کے لئے جان دینے والے، شریعت پر جینے اور
مرنے والے، بدعت سے نفور شرک کے دشمن، جہاد کے نشے میں سرشار،

> ...عبادت گذار اور بڑی بات یہ ہے کہ ہم رنگ اور ایک آہنگ تاریخ اسلام
> ...ایک جگہ اتنی بڑی تعداد میں اس پختگی اور جامعیت کی کوئی جماعت صحابہ و
> ...کے بعد مشکل سے ملے گی۔ (سیرت سید احمد شہید جلد اوّل ص۲۱)

اور جناب ابوالحسن علی ندوی اس جماعت کے کردار کی خوش فہمی میں اتنی دور چلے
...کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کے بعد آنے والے تمام مجاہدین کا بلا خوف و خطر
...اڑایا ہے — فرماتے ہیں:

> لیکن صحابہ کی صف کو چھوڑ کر این خانہ ہمہ آفتاب است
> (سیرت سید احمد شہید ص۳۹)

...واقعی یہ حضرات ایسے ہی تھے جیسا کہ جناب ندوی صاحب نے بیان فرمایا
...صحابۂ کرام کا نمونہ تھے) — جی نہیں، صحابۂ کرام کے کردار و اخلاق فاضلہ سے
...دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ یہ ندوی صاحب کی بے پناہ عقیدت اور خوش فہمی کا
...ہے۔ ان حضرات مجاہدین کے کردار، تنگ مزاجی، عصبیت، اور بے اعتدالیوں
...واقعات گذشتہ صفحات میں ضمناً پڑھ آئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود ندوی صاحب
...تسلیم کیا ہے (اگر چہ دبی زبان سے ہی سہی) بہر صورت گذشتہ حوالوں کی ضرورت
...اب ہم مجاہدین کی اُن بے اعتدالیوں اور نفرت انگیز حرکات کا ذکر کرتے ہیں
...وجہ سے سیدھے سادے پٹھان ایک دم بھڑک اُٹھے اور ہر طرف آگ و خون کا
...برپا ہو گیا اور پٹھان باغی، طاغی، غدار، سرکش کہلائے — مجھے معلوم ہے کہ
...میں لکھ رہا ہوں پوری دُنیائے وہابیت کو برہم کرنے کے لئے کافی ہے اور یہ
...مدتوں غلاظت و جہالت کے بھبکے اڑائیں گے۔ حالانکہ میرا قصور صرف اتنا ہے
...نے ان کی نقابیں نوچ لی ہیں اور اُن کے کرتُوت انہیں کی کتابوں سے جنہیں بڑے
...اہتمامات سے شائع کرتے ہیں ان کے آگے رکھ دیئے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں
...کچھ جب یہ خود چھاپیں، بیچیں اور دونوں ہاتھ سے منافع بٹوریں اور
...محفلوں میں اس کا ذکر کریں تو قطعاً بُری بات نہیں ہوتی بلکہ سبحان اللہ سبحان اللہ

کا غلغلہ بلند ہوتا ہے اور اگر من وعن وہی باتیں ہم لکھ دیں تو بل کھانے لگتے ہیں ۔
غضب سے خشک و عبوس چہرے کچھ اور بگڑ جاتے ہیں ، مغلظات سے خاطر ۔۔۔
ہے اور اس وقت ان کے اخلاق محمدی کا کہیں دُور دُور تک پتہ نہیں چلتا ، آخر کیوں ؟
ان سے پوچھیں کہ کیا وہ عبارتیں جو زید و عمرو نے ان کی بابت لکھی ہیں اور جنھیں ۔۔۔
درج کیا گیا ہے غلط ہیں ؟ کیا آپ حضرات کی کتابوں میں تحریر نہیں ؟ اور اگر ۔۔۔
برہمی کیوں ؟ ـــــ مرزا حیرت دہلوی (جن کی بدتمیزیاں ہم کبھی نہیں بھول سکتے) ۔۔۔
وہابیت محتاج تعارف نہیں حیات طیبہ جلد اوّل کے گیارھویں باب میں زیر عنوان
" فتح پشاور اور بعض بے اعتدالیاں " لکھتے ہیں کہ

> فتح پشاور کے بعد احکام شرع ناگوار صورت میں پبلک کے سامنے پیش
> کئے جاتے تھے ۔ سید صاحب نے صدہا غازیوں کو مختلف عہدوں پر مقرر فرمایا تاکہ
> وہ شرع محمدی کے موافق عملدر آمد کریں مگر ان کی بے اعتدالیاں حد سے زیادہ بڑھ
> گئی تھیں وہ بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کریں
> اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جارہی ہیں ان
> میں سے کسی نے انھیں پکڑا اور زبردستی مسجد میں لے جاکر نکاح پڑھا لیا ۔
>
> (حیات طیبہ جز اوّل ص۲۲۲ مرزا حیرت دہلوی)

یہ ہیں وہ قابل صد فخر کردار جن کے بل بوتے پر جہاد کرنے گئے تھے بیوائیں ۔۔۔
کنواریاں بھی نہیں بخشی گئیں ۔ اسی جماعت کو ندوی صاحب نے صحابہ و تابعین کی ۔۔۔
سے تشبیہ دی ہے ۔ اور یہی ندوی صاحب اپنی کتاب " سیرت سید احمد شہید " حصہ دوم
میں جناب مولوی اسمٰعیل اور ان کے رفقا کی حمایت میں یکدم آپے سے باہر ہو گئے ۔۔۔
ان کا قلم آگ اگلتا ہوا نظر آتا ہے ـــــ فرماتے ہیں :

> یہ ان لوگوں نے کیا جن کی ماؤں ، بہنوں ، بیٹیوں کی عزت و عصمت بچانے
> کے لئے اُس نے سر کٹایا جس وقت پنجاب میں مسلمانوں کا دین و ایمان ، جان و
> مال ، عزت و آبرو محفوظ نہ تھی سکھ اپنے گھروں میں مسلمان عورتیں ڈال لیتے تھے

مساجد کی بے حرمتی ہو رہی تھی اور ان میں گھوڑے باندھے جاتے تھے۔
(سیرت سید احمد شہید ج دوم ص۲۵۲)

اب ندوی صاحب کو کون بتائے کہ وہ سکھ تھے۔ مسلمانوں کے دین و ایمان کے دشمن۔ اور یہ تو صاحب تقویٰ و طہارت تھے بلکہ صحابہ کا نمونہ تھے، ایک رنگ میں رنگے ہوئے ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے ــ ان مجاہدین کی ان قابل نفرت نازیبا حرکات کا کیا جواب دیں گے۔ کیا ان مجاہدین کرام نے پٹھان بچیوں، عورتوں کے ساتھ وہی مذموم حرکتیں نہیں کیں جو بے غیرت و بے حمیت سکھ کیا کرتے تھے ــ پھر ان مجاہدوں اور سکھوں کے کردار و اعمال میں کیا فرق ہوا؟

پھر آخر پٹھان کیوں نہ برافروختہ ہوتے۔ کیا وہ اتنے ہی بے غیرت و بے حمیت تھے کہ ان نام نہاد برگزیدہ مجاہدین کو اپنی کنواری لڑکیاں پیش کر دیا کرتے؟ ندوی صاحب کے پاس اس بات کا اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں کہ ہم حیات طیبہ کے مندرجات کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر بُرا ہو اس وقت کا جب ندوی صاحب نے خود ہی اسی حیات طیبہ کے بارے میں اپنی اسی کتاب "سیرت سید احمد شہید" کے حصہ اوّل میں لکھ دیا کہ

> اس وقت تک سید صاحب کی سیرت و زندگی پر اردو میں صرف دو کتابیں معروف تھیں ایک "سوانح احمدی" دوسری "حیات طیبہ" جو اصلاً مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کی سیرت و حیات ہے لیکن جس میں ضمناً سید صاحب کا تذکرہ بھی آگیا ہے میری بدقسمتی یا افتاد طبع یا زمانے کا اثر تھا کہ میں ان دونوں کتابوں سے متاثر نہ ہو سکا یہ دونوں کتابیں اگرچہ عقیدتمندانہ انداز میں لکھی گئی ہیں اور آخر الذکر کتاب "حیات طیبہ" میں خاصی انشاپردازی بھی ہے لیکن دل نے اس کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔
> (سیرت سید احمد شہید۔ ابوالحسن علی ندوی جلد اوّل ص۱۱)

یاد رہے کہ جناب ندوی صاحب نے حوالہ مذکور میں حیات طیبہ کی اثر اندازی یا اپنی اثر پذیری کا رونا رویا ہے جہاں تک کتاب مذکور کے مندرجات کا تعلق ہے تو کم از کم اس باب میں انھوں نے کوئی گفتگو نہیں کی بلکہ "یہ دونوں کتابیں عقیدتمندانہ

ندازمیں لکھی گئی ہیں" فرماکر اس کی یکگونہ تعریف کی گئی ہے۔

یوں بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مرزا حیرت اپنے ممدوحین کی کیوں مذمت کر
خردہ سنی حنفی تو نہیں تھے کہ ان کی برائی بیان کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ پانی سر سے
ہو گیا تھا ورنہ شاید مرزا صاحب بھی گول کر جاتے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مرزا صاحب
دوسرے سوانح نگاروں اور تذکرہ نویسوں کی طرح مضبوط نہ ہو، پیٹ کے ہلکے ہوں
یا اُگل دیا — بہرصورت پٹھانوں، ان کی عورتوں اور ان کی لڑکیوں کے ساتھ
کے مجاہدین کا کردار انتہائی وحشیانہ تھا جسے کوئی بھی غیرت مند شخص برداشت نہیں کر
در جب جناب سیّد صاحب نے تحقیقات شروع فرمائی کہ آخر پٹھان کیوں باغی ہو گئے
ہ اسباب وعلل کیا ہیں جن کی وجہ سے مطیع ومنقاد پٹھانوں نے سرکشی اختیار کی
نے مجاہدین کو کیوں مشقِ ستم بنایا؟ — تو حسب ذیل باتیں ظاہر ہوئیں:

> بلا ئیوں کا بیان: یہ سن کر وہ گھبرا گئے اور سر جھکا کر عذر بیان کرنے لگے اور
> کہنے لگے یہ لوگ ہم پر ظلم تعدی کر کے ہماری بہنوں، بیٹیوں کا نکاح کر ڈالتے تھے
> اور تھوڑے قصور پر ہم کو بے عزت کرتے تھے اور جرمانہ کرتے تھے
> جب ہم لوگ حد سے زیادہ تنگ ہوئے تب یہ کام کیا۔
>
> (سیرت سیّد احمد شہید۔ ابوالحسن علی ندوی ج دوم ص ۲۶۲)

اور اس اجمال کی تفصیل آپ حیاتِ طیبہ میں ملاحظہ فرمائیں اور جناب میرزا
حیرت انگیز بیان دیکھیں۔ پھر شاید کوئی پردہ باقی نہ رہے:

> (الحاصل) کبھی اعلانیہ طور پر سیّد صاحب کے کسی ساتھی کو سزا نہیں دی گئی
> حالانکہ اکثر ناجائز افعال ان سے سرزد ہوا کرتے تھے۔ یہ محض ناممکن تھا کہ
> نوجوان عورت رانڈ ہو کے عدت کی مدت گذر جانے پر بے خاوند بیٹھی رہے
> اس کا جبراً نکاح کیا جاتا تھا خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔ پشاور میں بڑے بڑے
> سرداروں میں نکاح ثانی کی رسم نہ تھی اور اسے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے
> تھے یہ مانا کہ نکاح ثانی قرآنی حکم ہے مگر جس ناگوار طریقے سے وہ پبلک کے

> ...یل کیا گیا تھا وہ ناقابل برداشت تھا۔ ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ
> ...ثانی ہو مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں کہ نہیں ہونا چاہیے۔ آخر
> ...اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے تھے اور ان کو کچھ چارہ نہ تھا۔
> (حیات طیبہ مرزا حیرت ص ۲۴۳ ج ۲)

...ں کہ نہ ہوئے مولانا مظفر حسین کاندھلوی ورنہ اس بات کی نوبت ہی نہ آتی وہ ایک
...کاری تھے پہلے پہناتے تھے پھر اُٹھوا لیتے تھے۔

...چھتا ہوں کیا یہ کردار ایسے ہیں جن پر فخر کیا جائے؟ اور واہ واہ کے نعرے
...یں۔ کہیں وہی ذہنیت تو کارفرما نہیں تھی۔ جس کا فتویٰ ابن عبدالوہاب نجدی
...لتی مشرکین، مبتدعین کافر ہیں۔ ان کی جان و مال، عزت و آبرو حلال ہے
...اب لوٹے جا سکتے ہیں۔ ان کی عورتوں کو باندیاں بنایا جا سکتا ہے۔ ان کا
...ن کے لئے حلال ہے —— بلکہ یقیناً حتماً یہاں بھی وہی وہابی ذہنیت کام
...یہ حضرات قطعاً پٹھانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اور غضب تو یہ تھا کہ یہ
...ر ساختہ امیر المومنین والمسلمین جناب سید صاحب کے سامنے ہو رہا تھا
...خدمت عالیہ میں مسلسل شکایات پہنچ رہی تھیں مگر حسب سابق اُن کے
...ں تک نہ رینگتی تھی۔

...ں ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ پوری تاریخ اسلام کا مطالعہ کر جائیے دنیا
...خطے میں مسلمانوں نے شوکت و جبروت کا پرچم لہرایا۔ جگہ جگہ حکمرانی کی اور
...ملک میں فرماں روائی کی۔ ہر رنگ و نسل کی سرزمین پر اپنی سطوت کا
...کیا مگر کہیں بھی صرف اس وجہ سے بغاوت نہیں ہوئی کہ ان پر اسلامی
...نفاذ ہو رہا ہے۔ پھر ہم کس طرح تسلیم کر لیں کہ سرحد کے کوہستانوں میں
...سلمانوں نے صرف قانون شریعت کے نفاذ کی وجہ سے بغاوت کی —— نہیں
...علمائے دیوبند نہیں —— اسلام کے نظام عدل و انصاف سے تو کافروں
...نے بھی بغاوت نہیں کی۔ ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ جہاں مسلمانوں نے

اسلامی پرچم لہرائے وہاں کے کفار دعائیں دیا کرتے تھے۔ پھر پٹھان مسلمان ... کیوں باغی ہوئے؟ ایک تاریخ دان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح حقائق ... اسباب و علل کی تلاش کرے۔ صرف پٹھانوں کو بدعتی اور خونخوار کہنے ... چلے گا —— آئیے دیکھئے:

> سید صاحب کی خدمت میں عرضیاں گذر رہی تھیں۔ مگر وہاں کچھ بھی ... ہوتی تھی آپ کو یقین تھا کہ شریعت کے ارکان کی پابندی کرنے کے ... نہیں ہیں اور اب پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے یہ ہمارے آدمیوں سے ناراض ہوتے ہیں مولانا شہید خاموشی سے اس بے انتظامی کو دیکھ رہے تھے
>
> (حیات طیبہ ص۲۳۳)

اور اسی جگہ حیرت صاحب مزید وضاحت کرتے ہیں

> ایک ایک چھوٹے چھوٹے ضلع قصبہ گاؤں میں ایک ایک عمال سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ بیچارہ جہانداری کیا خاک کر سکتا۔ اس لئے سیدھے ... کی آڑ میں نئے نئے احکام بیچارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا اور ... نہ کر سکتے تھے۔ کھانا، پینا، بیٹھنا، اٹھنا، شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ... نہ کوئی منتظم تھا نہ کوئی داد رس تھا۔ معمولی باتوں پر کفر کا فتویٰ ہو جاتا کچھ ... ذرا کسی کی لبیں بڑھی ہوئی دیکھیں ان کے لب کتروا دیئے (ہونٹ کٹوا دیے) ... کے نیچے تہبند دیکھی ٹخنہ اڑا دیا تمام ملک پشاور پر آفت چھا رہی تھی اور ... غضب یہ تھا کہ ان پر کوئی حاکم مقرر نہ تھا کہ پبلک ان کی اپیل اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرتی۔
>
> (حیات طیبہ ج ۱ ص۲۳۳)

ایسی صورت میں جبکہ پٹھانوں کے عقائد و نظریات کو پامال کیا جا رہا ہو ... پر انہیں کافر و مشرک گردانا جا رہا ہو۔ مونچھوں کے بڑھ جانے پر ہونٹ تراشے جا ... ہوں۔ تہبند اور ازار نیچے ہو جانے پر ٹخنے اڑا دیے جاتے ہوں۔ کھانا پینا اٹھنا ... دو بھر کر دیا گیا ہو حتیٰ کہ عزت و آبرو اور عصمت و عفت کو نہایت بیدردی سے ...

اگر پٹھان اس ظلم وستم جور و استبداد کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو کون سا ظلم
کوئی بھی ہوشمند اور باغیرت شخص مجاہدین کے ان کارناموں کی تعریف نہیں کرے گا۔
جناب شیخ اکرام صاحب نے بھی دبی زبان سے کچھ اقرار کیا ہے۔ اگرچہ
کے مقابلے میں نہایت محتاط نظر آتے ہیں پھر بھی ان کی بات واضح ہے:

> سید صاحب اپنے رفقاء کی بے اعتدالیوں کو روکنے کی مسلسل کوشش کرتے
> اور چاہتے تھے کہ سمجھدار اور معاملہ فہم حضرات کو ذمہ داریاں سونپی جائیں
> انھوں نے بڑی کوشش کی کہ مولانا خیر الدین قاضی القضاۃ بننے پر آمادہ
> ہو جائیں۔ عشر کا بھی شاید کوئی حل نکل آتا لیکن مجاہدین اور باقی باشندوں میں
> بنیادی نقطۂ نظر کا اختلاف تھا۔
> قبائل کو جو رسمیں عزیز تھیں وہ مجاہدین کے نزدیک کفر تھیں حالات کو دیکھ کر
> وہی فیصلہ کر لیے کہ مروجہ رسومات خلاف شریعتِ اسلامیہ تھیں اس وجہ سے
> ان کی اصلاح ہونی چاہیے اور اس کے لئے اقدام شروع کر دیا اور قرنِ اول
> کے مقدس مسلمانوں کی طرح بیک جنبش لب احکام خداوندی کو نافذ کرنا چاہا اور
> اس کا مطلق خیال نہ کیا کہ وہ قوم قرن اول کی قوم نہ تھی (موج کوثر صفحہ ۳۱)

بہر صورت جناب اکرام صاحب نے مجاہدین کی بے اعتدالیوں کا اعتراف کیا ہے اور یہی
مقصد بھی تھا اور یہ لکھ کر (کہ مجاہدین و مقامی باشندوں میں تو بنیادی نقطۂ نظر کا اختلاف تھا)
حقیقت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ اور وہ اختلافات آج بھی من وعن موجود ہیں۔ جو
تھے۔ آج بھی وہابی (دیوبندی وغیر مقلدین) اہلسنت وجماعت کو انھیں القابات
نوازتے ہیں جن کے صلے میں انھیں پہاڑوں پر ذبح کر دیا گیا تھا اس لئے اس مقام
اختلاف نظریات کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ نہ ہی ان کی حلت وحرمت
یا ناجائز پر بحث کرنا مقصود ہے۔ ان مسائل کے کٹے ہر دو فریق کی دوسری بے شمار
میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اب پھر آپ مرزا حیرت کی طرف لوٹ آئیں۔ آپ ایک یورپین مؤرخ کے حوالہ

ے لکھتے ہیں :

ایک یورپین مورخ اس افسوسناک واقعہ کے متعلق یہ تحریر کرتا ہے کہ سید
صاحب نے یہ ضرورت سمجھی کہ وہ اپنے ہندوستانی پیروؤں کو اپنے فضل و کرم
نہال کردیں جن کا ان پر کافی بھروسہ تھا پہلے آپ نے اپنے کو سرحدی لوگوں
وہ یکی دعشر، لینے میں محدود کیا اس امر کو انھوں نے خفیف استکراہ کے ساتھ
برداشت کیا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم سے وہ یکی دعشر، نیک کام ہی
کرنے کے لئے لی جاتی ہے۔ مگر جب سید صاحب کے پیرواں یکی سے کچھ
زیادہ لینے لگے تو سرحدی لوگ سخت برہم ہوئے اور جس کا نتیجہ سید صاحب کے
لئے بہتر نہیں ہوا۔ سید صاحب کا مزاج صلح کل حاکمانہ امتزاجی عنصر اپنے میں
بہت کم رکھتا تھا بلکہ اس میں سخت تعصب اور فتنہ انگیزی (استغفراللہ) ابھر
ہو رہی تھی جس نے اس حیرت انگیز اثر کو جو سرحدی لوگوں پر ہوا تھا آناً فاناً
ملیامیٹ کر دیا، جب آپ کو معلوم ہوا کہ میری قوت زوال پذیر ہو رہی ہے آپ
نے اور زیادہ سرحدی لوگوں پر سختی کی اور ان کے ساتھ سخت ناانسانیت کا بر
کیا جس نے سرحدیوں کی اس بے نظیر محبت کی دوشیزہ نازک لڑکی کو مجروح کیا
جس نے ان پر غضب کا عجیب افسوں پھونکا تھا۔ آپ نے پہاڑی آدمیوں کی
شادی بیاہ کی رسوم میں دست اندازی کی جو اپنی لڑکیاں بڑے بڑے امیروں
کو پیسے کے لالچ میں بیاہ دیتے تھے یا یہ کہو کہ فروخت کر ڈالتے تھے اور چونکہ
آپ کے ساتھی غریب الوطن تھے اور اب اُنھیں جوڑوں کی بھی خواہش تھی تو
آپ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جتنی کنواری لڑکیاں ہیں وہ سب ہمارے
لیفٹیننٹ کی خدمت میں مجاہدین کے لئے حاضر کی جائیں گی۔ اگر اُن کی شادی بارہ
دن میں نہ کر دی گئی ۔ قوم کی قوم اس اعلان سے بھڑک اُٹھی اور اس سے
ہندوستانی آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ سید صاحب بڑی دقت سے جان بچا کر بھاگے

(حیات طیبہ صفحہ ۲۴۶ و صفحہ ۲۴۸)

ہنٹر کی کتاب "دی انڈین مسلمان" صـ۱۷۰ - صـ۱۸۱ کی یہ عبارت لکھکر حیرت صاحب لکھتے ہیں :

> یہ بیان ایک یورپین مؤرخ کا ہے میں ان الفاظ کی تائید نہیں کرتا جو اس نے سید صاحب کی نسبت لکھے ہیں نہ مجھے اس کا پتہ لگا ہے ۔
> (حیات طیبہ صـ۲۴۸)

چلئے ہم بھی آپ کی ہمنوائی اختیار کر لیتے ہیں ، ہم بھی ہنٹر کے خیالات کی تائید پر مصر نہیں ہیں ۔ مگر مرزا صاحب ! جب آپ ہی نے وہ سب کچھ لکھ دیا ہے تو ہیں کسی اور طرف جانے کی ضرورت ہی کیا ہے

ع ۔ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

میرے خیال میں تو ہنٹر سب کچھ لکھنے کے باوجود بھی باادب رہا ہے ۔ ایک آدھ ہی پیش کر دی ہے ۔ مگر آپ تو آپ ہی ہیں ۔ جن حالات وخیالات کا اظہار خود صاحب نے پیش کیا ہے وہاں تک تو ہنٹر صاحب کی رسائی بھی ناممکن نظر ہے ۔ ہم کیوں ہنٹر کی عبارت نقل کر کے مطعون اور غیر مستند ہوں ۔
دیکھئے یہ مرزا صاحب کی ہی عبارت نہیں ؟

> مگر حیف صد حیف اس کے ہمراہیوں نے تو لذائذ نفسانیہ اور اپنی دماغی سے لٹیا ہی ڈبو دی اور ایسا ستیاناس کر دیا کہ اسے ملک پنجاب کو چھوڑتے ہی بن پڑا ۔
> (حیات طیبہ صـ۲۴۷)

از روئے انصاف فرمایئے کہ عبارت مذکور اور مسٹر ہنٹر کی عبارت میں معنوی اعتبار سے کیا فرق ہے ؟ بلکہ مرزا صاحب کی عبارت ہنٹر کی عبارت سے کہیں زیادہ تند وتیز اور مسموم ہے ۔ دوسرے لفظوں میں مرزا صاحب نے جماعت مجاہدین کا ستیاناس کر دیا ہے اور اسی پر بس کر جاتے تو بھی غنیمت تھا ۔ آگے ملاحظہ فرمائیں کہ جناب حیرت کتنا حیرتناک بیان دیتے ہیں :

> بدقسمتی سے ایک نیا گل کھلا ۔ گویا غازیوں یا مجاہدوں کی زندگی کے شیرازہ کو اس نے پراگندہ کر دیا ۔ باہم یہاں کے کل عمال نے جن کی تعداد ہزار سے

> بھی بڑھی ہوئی تھی ایک فتویٰ مرتب کیا اور اسے پوشیدہ مولوی اسمٰعیل کی خدمت
> میں بھیج دیا فتویٰ کا مضمون یہ تھا کہ بیوہ کا نکاح ثانی فرض ہے یا نہیں۔ مولانا کیا
> کیا واقف تھے کہ ملک پشاور میں آگ پھیل رہی ہے اور اس وقت اس فتوے کی
> اشاعت سخت غضبناک ہوگی۔ آپ نے سادہ طور پر اس پر مہر کردی اور سید صاحب
> کی بھی اس پر مہر ہوگئی۔ اور پھر وہ فتویٰ قاضی شہر پشاور سید مظہر علی صاحب
> غازی کو بھیج دیا گیا۔ انھوں نے اس فتویٰ کی اشاعت پر ہی قناعت نہ کی بلکہ
> اعلان دیدیا کہ تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں ہیں سب کے نکاح
> ہو جانے ضروری ہیں ورنہ اگر کسی کے گھر میں بے نکاح رانڈ رہ گئی تو اس گھر کو
> آگ لگادی جائے گی۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ تمام ملک مجاہدین کے خلاف
> شمشیر بدست ہوگیا (حیات طیبہ ص۲۴۳، ص۲۴۴)

اسے کہتے ہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ" بھلا اس توجیہہ کو کون تسلیم کرے کہ "مولانا
یہ کیا واقف تھے" اگر واقف نہیں تھے تو مُہر کیوں کردی۔ پھر یہ کہ وہ کیسے حکمران تھے کہ
س حالات کا علم نہیں تھا۔ اور کیا قاضی شہر مظہر علی بھی بالکل کورے تھے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ علمائے دیوبند اور ان کے برادر عزیز غیر مقلدین شرم و حیا سے ڈوب
تے مگر یہ حضرات ان مجاہدین پر فخر کرتے نہیں تھکتے "فتویٰ پوشیدہ مولوی اسمٰعیل کی
ست میں بھیجدیا" یہ جملہ صرف بیوقوف بنانے کے لئے ہے۔ بھلا کیوں اور کس سے
شیدہ رکھنا تھا۔ جبکہ خود مولانا اسمٰعیل صاحب اس جماعت میں ایک ذمہ دار حیثیت
امل تھے بلکہ سید صاحب کی بوجھل گاڑی تو یہی مریدین باصفا کھینچتے تھے اور یہ اسکا
یہ تھے کہ ان کے بغیر تو سید صاحب جنبش کرنے کی بھی جرأت نہیں کرسکتے تھے۔
تمام واقعات کا تجزیہ کیا جائے تو ان حادثات کی تمام تر ذمہ داری وہابی مجاہدین کی
داریوں پر عائد ہوتی ہے۔ انھوں نے اپنے جابرانہ طرز عمل سے پٹھانوں کو برانگیختہ کیا
ور پٹھانوں کے عقائد پر حملہ کرکے انھیں سخت برہم کر دیا تھا۔ اور نکاح کی شوقین تو
ں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی ــــ چنانچہ سوانح قاسمی ج ۲ ص۱۱ پر

ظر احسن گیلانی رقمطراز ہیں:

لی کہ سید شہید کی جہادی مہم کی ناکامی تک میں منجملہ دوسرے اسباب کے
ہوکان، کے سلسلے کی کشمکش کو بھی دخل تھا۔ (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۱ طبع دیوبند)

علوم ہے کہ مجاہدین اور ان کے حکام اپنے اس کاروبار حیات میں کچھ اس طرح
اُٹھنے والے خونی بگولوں کو نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔

جاہدین بھی آخر وقت میں جاگے جب سامان ہو چکا تھا ان کے تیور پہچانے
ور وہ خائف ہو کر سید صاحب کو لکھنے لگے کہ یہاں یہ کیفیت نظر آتی ہے۔
صاحب کچھ ایسے بے پرواہ ہو گئے تھے کہ انھوں نے کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ نہ مخبروں
روں پر کچھ توجہ کی جو دم بدم پرچہ گذار رہے تھے کہ آپ جلد فوج لے کر اس
روانہ ہوں ورنہ خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ سید صاحب نے مطلق توجہ نہ کی آخر نتیجہ یہ
لکہ اعلیٰ مولوی سید مظہر علی صاحب جو اس آتش نشاں فتویٰ کے بانی مبانی اور
ت وہندہ تھے اور جنھیں سید صاحب نے بڑے اعتبار اور بھروسہ سے مقرر
ں سلطان محمد حاکم پشاور کے دربار میں مع ساتھیوں کے بلائے گئے اور فوراً ان کا
م کر دیا گیا اور حکم دے دیا گیا کہ ایک ایک مجاہد قتل کیا جائے۔
(حیات طیبہ ص ۲۴۴)

ں یہ تھے کہ

کیسا ہی پیچیدہ مقدمہ ہوتا تھا اس کی گھڑی بھر بھی تحقیق نہ کی جاتی تھی نہ
غور کیا جاتا تھا۔ بس ملاں جی کے سامنے گیا اور انھوں نے پھٹ سے فیصلہ دے
وں جھک جھک کرے اور کون تحقیق کی تکلیف برداشت کرے۔ سید صاحب کی
ت میں شکایتوں کی عرضیاں گذر رہی تھیں مگر وہاں کچھ بھی پرسش نہ ہوتی تھی۔
(حیات طیبہ ص ۲۴۴)

کیوں پرسش ہوتی! نئے نئے امیر المومنین بنے تھے۔ پھر شادی خانہ آبادی بھی
ایسی صورت میں کون بھاگ دوڑ کرتا اور تیر و تفنگ کی آفت مول لیتا — اگر اس

بات ۔ ہو آپ کو انکار ہے تو پھر آپ ہی فرمائیں ـــــ کیا امیر المومنین ایسے ہی ہوا
ہوتے ہیں؟ بالفاظ دیگر یا ایسے لوگ امیر المومنین بنائے جانے کے لائق ہوتے
اور جان نثار اژدہے کے منہ میں ہوں۔ خونی طوفان انگڑائیاں لے رہا ہو۔ اور
برابر خبردار کر رہے ہوں پھر بھی امیر المومنین کے کان پر جوں تک نہ رینگے تعجب
سخت تعجب ہے ـــــ یہاں جناب شیخ اکرام صاحب کا بیان بھی بڑا خیال افروز
فرماتے ہیں۔

> شاید مصلحین کی عاجلانہ کوششیں بھی اس قدر مہلک ثابت نہ ہوتیں، مگر
> سرداران پشاور کی مسلسل اور مکارانہ مخالفت منفیانہ قوتوں کو یکجا نہ کر دیتی۔ ا
> سید صاحب سے معاہدہ ایک فریب تھا جب انہیں پشاور واپس مل گیا تو سلطان
> محمد خان نے اپنے بھائی یار محمد خان کا انتقام لینے کے لئے سازشوں کے جال بچھا
> شروع کر دیئے۔ قبائلی علماء اپنا عشر کھونے پر پہلے ہی ناخوش تھے اور شاید بعض
> مخلص قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریقے اور
> عقائد میں کھٹکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران پشاور اور علماء کا مجاہدین کے خلاف متحدہ
> محاذ قائم ہو گیا مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے
> گئے۔ (موج کوثر ص ۳۱)

اگر حالات و واقعات کا تجزیہ کریں تو پٹھانوں نے کوئی نئی حرکت نہیں کی تھی۔ فتوؤں کا
جواب فتوؤں سے دیا تھا اور تلوار کا جواب تلوار سے پھر اس باب میں پٹھان ہی کیوں لائق
ملامت قرار دیئے جائیں۔ نام نہاد مجاہدین اور غازیوں نے بھی تو فتوؤں کی آڑ ہی میں
بدکرداریاں روا رکھی تھیں۔ اور انتہائی دیدہ دلیری سے لڑکیاں تک اٹھا لیتے تھے
مظالم اور اختلاف عقائد کی وجہ سے پٹھانوں نے بھی انہیں قابل گردن زدنی قرار دیا
تو قابل ملامت کیوں؟ اور ظلم و ستم ڈھانے کا غلغلہ صرف اس لئے ہے کہ مذبوحین
مولوی اسمٰعیل صاحب کے کارندے تھے یا کوئی اور وجہ بھی ہے؟

اگر سید صاحب کے یہی کارندے تمام پٹھانوں کو بھون ڈالتے جب بھی یہ لوگ

پلاتے ؛ میرا خیال ہے کہ نہیں ہرگز نہیں یہ تو سانس تک بھی نہ لیتے۔

ہم نے بڑی گہری نظر سے تاریخ وہابیت کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے تمام خون آشام
ہیں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کی خونریزی و بربریت ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔
ہمیں وہ سب باتیں ازبر ہیں کہ کس طرح خود ساختہ فتاوؤں کی آڑ میں وہابیوں نے
مقدس کے باسیوں کا خون بہایا۔ حرم محترم کو اس کے شیدائیوں کے خون سے رنگین
مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے لوٹ لیے۔ کربلائے معلّیٰ میں شہداء کے
کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور ان کے خزانے کو ہتھیا لیا گیا۔ اہل حجاز پر ان
زندگی اجیرن کر دی گئی۔ ان کی عزت و آبرو اور ان کے ناموس کو کچلا گیا۔ ان کو شہر
سے نکل جانے پر مجبور کیا گیا۔ اور مزارات مقدسہ کی بے حرمتی آج تک ہو
رہی ہے۔

حاصل یہ کہ ـــ وہابی نجدی، وہابی دیوبندی، وہابی مودودیے، وہابی غیر مقلد
اور ان کی تمام شاخیں اہلسنت وجماعت کو مرتد، کافر، مشرک، مبتدع، فاسق،
جاہلیت کی پیداوار، گور پرست، میلادیے، قبل العوذیے، توہم پرست
قرار دیتے ہیں

ظاہر ہے ان مقدسین و مصلحین کے ان گرانبار فتاوؤں کی زد میں آنے کے بعد
سب کچھ جائز ہو جاتا ہے جس کا مظاہرہ انھوں نے حرم محترم، مدینۃ النبی،
کربلائے معلّیٰ اور سرحد میں کیا۔

مقدسین دیوبند

کی

ملت فروشی، ہندو اور انگریز دوستی کی المناک کہانیاں

- گندم نما جو فروشوں کی دردناک داستانیں!
- تحریک پاکستان کے جانباز سپاہی
- ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا!

بر کے برخلقت خود می تند کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خشک و
کر یہ و بے نور چہروں کی کالکیں ہی نہیں بلکہ تاریک دلوں کی سیاہیاں بھی دوسروں کے
جگمگاتے چہروں پر ملنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ان کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

کچھ دنوں کی بات ہے جب زیر قلم کتاب "ہاتھی کے دانت" اپنے آخری مراحل میں
ہو چکی تھی۔ محترم جناب ظہور الدین صاحب نے "مرکزی مجلس رضا لاہور" سے ایک
بنام "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار" ارسال فرمایا۔ نیاز مند کو مقصد سمجھنے میں
دشواری نہیں ہوئی چنانچہ یہ باب "مقدسین دیوبند" معرض وجود میں آگیا۔ مگر حالات
اتنی تیزی سے بدلے کہ "ضرب خلیل" کا کام یکدم رک گیا۔ شائد اس کے چھپنے چھپانے
نوبت ہی نہ آتی مگر اب پھر انھوں نے غلاظتیں پھیلانی شروع کر دی ہیں چنانچہ ہفت
صحافت کے شمارہ ۱۵ کے صفحہ ۲۷ پر زیر عنوان ر
کے نام سے ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا جواب لازمی و لابدی ہے — مگر
انوار احمد صاحب ایم اے سے ...

حالانکہ طمانچہ کے بعد (جبکہ تاہنوز تھوتھنی لٹکی ہوئی ہوگی) مزید کی ضرورت نہیں تھی۔ اس میں بڑی حد تک ان کے گھسے گھسائے اعتراضات کے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ مگر ایسے پسند فطرت کا کیا علاج کیا جائے جب کوئی خود ہی اپنی اور اپنے پرکھوں کی مٹی پلید کرانے پر تل جائے تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔

؎ رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ دل میں میرے درد سوا ہوتا ہے

التباسات

اس سے پہلے کہ جناب انوار احمد صاحب کے کتابچہ "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار" کے متعلق کچھ عرض کروں۔ اس کتابچہ سے چند التباسات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ موضوع واضح ہو جائے۔

عنوان ہے " بریلویوں کا طریقہ کار لیگ کے مقابلہ میں کیا ہونا چاہیئے" اس کے تحت جناب انوار احمد نے دو عبارتیں نقل فرمائی ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمالیں :

> ا —— مسلمانان اہلسنّت (بریلویوں) کے لئے سچا، سیدھا، بے خطر، دینی، ایمانی، یقینی، نافع و مفید راستہ اور منزل رساں صراط مستقیم یہی اور صرف یہی ہے کہ نہ وہ کانگریس میں ملیں، نہ لیگ میں جڑیں۔ نہ احراری بنیں نہ جمعیتی بلکہ تمام مشرکین، کفار، مرتدین، مبتدعین و فجار سے قطعاً علیحدہ رہیں۔
>
> ۲ —— ہم اتنا کہہ دیتے ہیں کہ کانگریس اور احرار، لیگ اور خاکساران چاروں جماعتوں سے دور اور سب بد مذہبوں اور بے دینوں سے بیزار و نفور رہو۔ ساڑھے تیرہ سو برس والے دین اسلام اور مذہب اہلسنّت پر استقامت اختیار کرو۔ احکام شرعیہ کے سچے متبع بنو اور اولیائے کرام اور حضرات علمائے اہلسنّت اور اعلحضرت امام اہلسنّت رضی اللہ عنہم کے دین و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہو۔
>
> (تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ص۱۹)

مذکورہ بالا عبارتیں اہلسنّت وجماعت کے مولانا اولاد رسول اور مولانا محمد طیب صاحب کی ہیں —— اس کے بعد انوار احمد صاحب لکھتے ہیں:

اس عبارت کے پڑھنے کے بعد شائد آپ کی متجسس نگاہیں اعلحضرت کے دین و مذہب کی تلاش میں معروف و مشغول ہونی چاہئیں. لہٰذا ان کے دین و مذہب کی چند باتیں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں ہم ہی عرض کر دیتے ہیں......

اوّلاً — انگریزوں کی اس وظیفہ خوار جماعت نے حق نمک ادا کرتے ہوئے انگریز ایسے ظالم و جابر کی سلطنت کو دارالاسلام قرار دیا.

ثانیاً — جو شخص یا جماعت نے بھی انگریز سے ٹکرلی اور جہاد آزادی میں کسی قسم کا حصہ لیا ایسے تمام افراد و جماعتیں بریلویوں کی نظر میں دائرہ اسلام سے خارج ہو گئیں اور ان کی مخالفت کرنا انھوں نے اپنا فرض ٹھہرایا.

ترک موالات کی تحریک ہو. یا تحریک خلافت. کانگریس ہو یا مسلم لیگ. احرار ہو یا خاکسار سبھی ان کے نزدیک قابل گردن زدنی قرار پائے اس کے برعکس جو انگریزوں کا ہمنوا تھا اس کی تعریفوں کے پل باندھے گئے چنانچہ شریف مکہ جس کے گھر میں ترکوں کی شکست پر گھی کے چراغ جلے ...... ایسے غدار کی صفائی پیش کرنے کے لئے اعلحضرت کے صاحبزادے جناب مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے حجت واہرہ نامی ایک کتاب تحریر فرمائی جس کے سرورق پر بخط جلی یہ الفاظ تحریر فرمائے حضرت شریف بورک فی شرفہ پر سے تمام جھوٹے الزاموں اور غلیظ طعنوں کا قلع قمع کر دینے والا جامع الخ (تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ص۱)

اسی کتابچہ کے ص۲ پر انوار صاحب کچھ یوں گل افشانی فرماتے ہیں:

انھیں امور کے پیش نظر تمام لوگ بریلویوں کو انگریز کی پروردہ اور ان کی تنخواہ دار جماعت قرار دیا کرتے تھے چنانچہ اس کا اقرار خود بریلوی علماء کو بھی ہے

ع زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

بریلویوں نے اپنے طرز عمل سے انگریزوں کی سلطنت کو قائم دائم اور ان کی غلامی کا جوا ہماری گردنوں میں تاقیامت ڈالے رکھنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی..

بہرحال یہ ہے اعلحضرت کے دین و مذہب کی ایک جھلک (تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار ص۱)

...صہ کلام

○— بریلویوں نے احراریوں، خاکساریوں، کانگریسیوں، لیگیوں سے ملنے جلنے اور جڑنے سے منع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ...ائے کرام کے اتباع کی تاکید کی.

...بریلوی انگریزوں کے وفادار، وظیفہ خوار، تنخواہ دار تھے.

...بریلویوں نے شریف مکہ کی تعریف کی اور بورک فی شرفہ کہا.

...تمام لوگ بریلویوں کو انگریزوں کی پروردہ اور تنخواہ دار جماعت قرار دیتے ہیں.

...بریلوی علماء کو بھی اس کا اقرار ہے.

...ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا.

...تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کی مخالفت کی.

اس خلاصے کے بعد ہم جناب حسین احمد صاحب مدنی کے ایک ملفوظ سے ابتدا ...تے ہیں. کاش دیوبندی حضرات کا عمل صرف اسی ایک ملفوظ پر ہوتا تو بات اتنی نہ ...ی "طمانچہ" میں جو کچھ لکھا گیا بدرجۂ مجبوری لکھا گیا۔ اور اب جو کچھ لکھا جا رہا ہے ...لکھا جائے گا اس کی حیثیت بھی دفاعی ہوگی.

مولانا حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں:

> محبت دین اور اہل دین بہت اچھی چیز ہے مگر دوسرے کے عیوب دیکھنا اور اپنے عیوب کا محاسبہ نہ کرنا غلطی ہے.
>
> (ملفوظات شیخ الاسلام حصہ اول ص۸ طبع دیوبند)

اور یہ غلطی اس صورت میں تو انتہائی بھیانک شکل اختیار کر جاتی ہے جبکہ اپنی کوتاہیوں ...داریوں اور بداعمالیوں کو دوسروں کے سر تھوپنے کی کوشش کی جائے. اس حقیقت کے ...و کہ ہمیں ہر دو حوالہ جات کے مصنفین علماء سے یکگونہ اختلاف تھا پھر بھی ہم انوار ...کی نقل کردہ ہر دو عبارات کو بلا لومتہ لائم من وعن تسلیم کرتے ہیں بلکہ چند معاملات ...ہمارا یقین اور پختہ ہو گیا ہے.

ہم قارئین سے عرض کریں گے کہ وہ ان عبارتوں کو بار بار پڑھیں اور تلاش کریں کہ

ان میں کون سا عیب ہے۔ یہ امر یقینی اور قطعی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اتباع، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پیروی، بزرگان دین اولیائے
اقتداء کے تحت کہا ہے ہمیں ان باتوں کے بیان کرنے میں کوئی شرمندگی محسوس
اور آج بھی جمعیت علمائے ہند والے نیز خاکساری، احراری وہی ہیں جو
آج تک انھوں نے نہ قائد اعظم کو تسلیم کیا نہ پاکستان کو۔ آج بھی مفتی محمود صاحب
ہیں۔ الحمد للہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے۔ اور آج بھی
پاکستان میں رہنے کی بجائے بھارت کے شہری ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آگے
میں تفصیل آرہی ہے۔

رہی بات لیگ کی تو صاحب کتابچہ نے خود ہی ص۲۶ کے حاشیہ پر مطالبہ
ص۳۵ کے حوالے سے لکھ دیا ہے:

> چنانچہ بریلویوں کے مفتی اعظم مولوی ابرار حسین (ربہ علی) نے فرمایا اس
> مسلمانوں کی عقلمندی کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مسلم لیگ کی امداد و اعانت کریں۔
> (حاشیہ کتاب مذکور ص۲۶)

کیا اس کے بعد بھی مزید کسی ثبوت کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

انور صاحب اور نعیم اختر صاحب بھی سنیئے۔ آپ حضرات پر اعتراض صرف
کہ آپ نے قائد اعظم کو گالیاں دیں اور کافر اعظم کہا، اور آپ کے ناموس تک کی
اڑائیں۔ علامہ اقبال اور دوسرے اکابرین مسلم لیگ پر فتوے لگائے حتیٰ کہ آپ
جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کو بھی اُدھیڑ کر رکھ دیا ——— وطن فروشی کی
اور ظالمانہ کی بھدی قبیح مثال قائم کی کہ میر جعفر اور میر صادق کی غلیظ روح بے غیرت
بھی تھرا اٹھیں ——— آپ پر اس ضمن میں ایک اور بھی اعتراض ہے ——— وہ یہ کہ آپ
مسلمانوں کو ٹھکرا کر ہندوؤں کو گلے لگایا۔ ماتھے پر قشقے بالفاظ دیگر کلنگ کے
——— اہل ایمان کو چھوڑ کر ہندوؤں سے بھائی چارہ قائم کیا ——— خانقاہوں سے
دھرم شالوں کی رہائش اختیار کی ——— مسلمانوں کے فاتحہ خوانی ناروا قرار دے کر

ڑائی کی — ہندوؤں کو مسجد میں منبر پر بٹھا کر ان کی تمام تر نجاستوں کے
ی کروائی گئیں — نہرو جب دیارِ عرب میں داخل ہوتے تو رسول السلام کے
کئے گئے — اور اس کی طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں اگر ہم نے مسلم لیگ کی
کی وجہ سے یا مسلم لیگ کے ارکان کی غیر ذمہ دارانہ حرکات کے باعث ان
فت کی ان کا محاسبہ کیا تو یہ بالکل بجا اور درست کیا۔

حضرات! کسی ایک سنّی عالم بلکہ عامی نے بھی کانگریس کا ساتھ نہیں دیا — نہرو
اور گاندھی کی لنگوٹیوں سے وابستہ نہیں ہوا — نہ ہی اس نے مسلم لیگ کو چھوڑا۔
ایک فرد نے بھی پاکستان، قیام پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی مخالفت کی
کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں کہ فلاں سنّی عالم نے آپ کی طرح گاندھی، نہرو
ولی نعمت اور آقا و مولیٰ بنایا تھا؟ یا پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی مخالفت کی تھی

؎ پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھتا ہوں جلالِ خسرواں
میرے مولیٰ میرے آقا رحمت اللعالمیں

ہیں یہ خطرہ نہیں کہ آپ ہمیں کیا کہتے ہیں — افسوس صرف یہ ہے کہ جھوٹ بولتے
گ شرماتے بھی نہیں — ڈھٹائی اور بے حیائی جیسے آپ لوگوں کو ورثے میں ملی ہے۔
آپ لوگوں نے اعلیٰحضرت امام اہلسنّت پر کئی الزامات عائد کئے ہیں۔ مگر افسوس کہ
السلام کا بھی ثبوت مہیا نہیں فرمایا ہے۔ اور اس ناپاک حرکت کو ہم انتہائی بد دیانتی
ایمانی پر محمول کرتے ہیں۔ مثلاً انوار صاحب اور ان کو ہشکارنے والے لکھتے ہیں
امور کے پیش نظر تمام لوگ بریلویوں کو انگریزوں کی پروردہ اور ان کی تنخواہ دار
ر جماعت قرار دیا کرتے تھے اور اس کا اقرار خود بریلوی علماء کو بھی ہے۔"
ت میں فرماتے ہیں:

ط زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ات ہوئی؟ کیوں صاحبان یہ ثبوت ہے؟ وہ کون لوگ ہیں جو بریلویوں کو
ں کی تنخواہ دار جماعت کہتے ہیں اور زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو — آج تک کسی

مصنف اور کسی اہل قلم نے اتنا شاندار ثبوت نہیں دیا ہوگا. چلئے ہم نے
لیا۔ اور یہ خلق نقارے جیسے منہ والی. دیوبندیوں کے علاوہ کوئی نہیں "اور اس
بریلوی علماء کو بھی ہے؟" کذب وافترا دجل وفریب کی اس سے زیادہ
کہیں اور نہیں مل سکتی۔ انور صاحب اور ان جیسے لوگوں کو چاہئیے تھا کہ اس
پیش فرماتے. کسی ایک سنی عالم یا عامی کی تحریر دکھاتے. مگر یہ ناممکن
دیوبندی اہل قلم سے ہمیشہ یہ شکوہ رہا ہے کہ منہ سے جو چاہا بک دیا، قلم
چاہا لکھدیا۔ اور پھر دور از کار تاویلیں کرنے بیٹھ گئے اور اگر اس سے بھی
تو مغلظات اور الزام تراشی پہ اُتر آتے۔

حد یہ ہے کہ اب یہ حضرات ہمیں تحریک قیام پاکستان میں حصہ دار بھی
نہیں دیتے جیسا ہفت روزہ صحافت کے مضمون (
سے ظاہر ہوتا ہے. ان سے کوئی پوچھے کہ احراری الگ تھے. اور لازماً الگ
بلکہ تحریک قیام پاکستان کے ہندوؤں سے بھی زیادہ مخالف اور دشمن تھے.
بھی الگ تھے اور یقیناً الگ تھے حتیٰ کہ قائد اعظم پر چاقو سے حملہ بھی انہوں
تھا۔ دیوبندی (جمعیت علمائے ہند) الگ تھے اور بلا شک وشبہ الگ تھے (
کس نے بنایا۔ ان کے پرکھوں نے بنایا تھا؟ ہم نے اس کا تفصیلی جواب
دیا ہے. اور ان کے کردار پر خاصی روشنی ڈالی ہے وہاں سے استفادہ کیا جا

اُب آئیے ذرا اخبارات کی رائے دیکھیں اور انہیں بھی دکھائیں شاید
ہی جائے. مگر غالب گمان یہ ہے نہیں آئے گی.

یہ ابھی بالکل تازہ ترین بات ہے جبکہ پاکستان قومی اتحاد میں اختلاف
اگر میں قومی اتحاد اور اس میں اختلافات کا تفصیلی جائزہ لوں تو شاید بہت
آگے آنے والے معاملات کو سمجھنے کے لئے پاکستان قومی اتحاد کی ہیئت ترکیبی
ضروری ہے. یہ نو جماعتوں کا اتحاد تھا. جس کو نیشنل الائنس کا نام دیا گیا
اس میں حسب ذیل جماعتیں شامل تھیں:

جمعیت علماء پاکستان — حضرت علامہ شاہ احمد صاحب نورانی - حضرت علامہ عبدالستار صاحب نیازی

جمعیت علماء اسلام — مولانا عبداللہ درخواستی صاحب، جناب مفتی محمود صاحب

تحریک استقلال — ریٹائرڈ ایر مارشل جناب اصغر خانصاحب

پی۔ ڈی۔ پی —— جناب نوابزادہ نصراللہ خانصاحب

این۔ ڈی۔ پی —— جناب شیر باز مزاری صاحب

جماعت اسلامی —— میاں طفیل محمد صاحب۔ پروفیسر غفور احمد صاحب

خاکسار —— جناب محمد اشرف خان صاحب

مسلم لیگ —— جناب پیر مردان علی پیر پگاڑہ صاحب

مسلم کانفرنس —— جناب سردار عبدالقیوم صاحب

اس کا اپنا منشور تھا اور اپنے عہدیدار۔ پھر پاکستان میں جو کچھ ہوا بچہ بچہ
ہے۔ اس اتحاد کی بدولت اور نظام مصطفیٰ کی برکت سے بھٹو جیسے ظالم جابر
ادر کے خوگر عفریت کو مع اس کی ذریات کے شکست فاش دی گئی۔ فوج نے
کی حکومت قائم کر لی اور پورے پاکستان میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ کچھ امن و
قائم ہوا تو قومی اتحاد میں انتشار و افتراق کی فضا پیدا ہو گئی۔ تحریک استقلال نے
اختیار کر لی۔ مسلم کانفرنس کو پہلے ہی ادھر سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ سات میں
جماعتیں بیٹھ گئیں اور طے شدہ اصول و ضابطہ کے خلاف نیا انتخاب کر ڈالا۔ گھر ہی گھر
سب کچھ بانٹ کر بیٹھ گئے اور ظلم یہ کیا کہ طے شدہ اصول کہ قومی اتحاد میں جتنے
فیصلے ہوں گے متفقہ طور پر ہوں گے۔ اور یہ اس لئے کہ تمام جماعتوں کا اشتراک
اتحاد برابری کی بنیاد پر ہوا تھا۔ مگر انہوں نے نہایت چالاکی سے متفقہ فیصلے کے
اصول میں ترمیم کر کے اکثریتی فیصلہ رکھ دیا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ جمعیت علماء پاکستان
کی حیثیت ختم کر دی جائے۔ کیونکہ ان میں ساتویں جماعت جمعیت علماء پاکستان ہی
ایک ایسی مضبوط جماعت تھی جو انہیں کبھی بھی من مانی نہیں کرنے دیتی۔ لہٰذا اکثریتی
اصول وضع کر کے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی۔ جمعیت علماء پاکستان نے

احتجاجاً قومی اتحاد کا بائیکاٹ کر دیا۔ نتیجۃً پورے پاکستان میں ایک خاموش ہنگامہ
ہوگیا۔ پہلے تو بقیہ قومی اتحاد کے لیڈران شور مچاتے تھے کہ جمعیت علمائے پاکستان
کے نکلنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ جمعیت علمائے پاکستان اپنی موت آپ مر جائے گی
عوامی ردعمل نے انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ اگر جمعیت علمائے
اتحاد سے نکل گئی تو پھر اتحاد میں کچھ نہیں رہے گا۔ یا پھر وہی رہ جائیں گے جو نظریاتی
نہیں بلکہ عملی اعتبار سے بھی پاکستان کے مخالف اور دشمن تھے ـــ ان معاملات
بارے میں جو کچھ اخباروں نے لکھا ان سے جمعیت علماء پاکستان کا کردار اور اس کی
کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان قیام پاکستان کی حامی
جماعت ہے اور مسلم لیگ کے علاوہ (جو اس وقت بی جمالو کا کردار ادا کر رہی ہے)
معمولی اغراض کے لئے تحریک پاکستان کے مخالفین سے رشتے ناتے گانٹھ رہی
سبھی جماعتیں تحریک قیام پاکستان کی مخالف تھیں۔

روزنامہ وفاق لاہور میں قائد اعظم سوسائٹی کے ارکان ایک مضمون لکھتے ہیں عنوان
ہے "۱۹۷۳ء کا آئین اور صوبہ پرستی کا زہر" نیچے دس ارکان کے نام بھی دے گئے
ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

> صوبہ پرستی کا نظام مصطفےٰ میں کوئی مقام نہیں ہے۔ نظام مصطفےٰ صوبہ پرستی
> کا مخالف ہے ...... یہ قومی اتحاد نظام مصطفےٰ کا واقعی قائل ہے تو اسے صوبہ پرستی
> کی مخالفت اسی طرح کرنی چاہیئے جس طرح اس نے بھٹو کے خلاف قوم کی جدوجہد
> میں کام کیا۔ اور اگر یہ اتحاد صوبہ پرستی کی مخالفت نہیں کرتا۔ اس آئین کو جس میں
> یہ زہر موجود ہے قبول کرتا ہے تو یہ نظام مصطفےٰ کا مخالف ہے۔ نعرہ صرف قوم کو
> بیوقوف بنانے کے لئے ہے اس صورت میں اس قومی اتحاد کی وہی پوزیشن ہے
> جو پاکستان کی مخالف۔ پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کی تھی جس میں مسلم اور غیر مسلم
> موجود تھے اس پارٹی کو قائد اعظم نے طالع آزماؤں کا بے ضمیر جتھا کہا تھا۔ اس
> پارٹی نے تحریک پاکستان کے خلاف بدترین کردار ادا کیا تھا موجودہ قومی اتحاد

> ں اکثریت تحریک پاکستان کی مخالف جماعتوں کی ہے اسی وجہ سے اس اکثریت
> متفقہ طور پر فیصلہ کرنے کے اصول کو اب بدل دیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے
> کہ اب فیصلہ اکثریت کے اصول پر کیا جائے گا۔ اس فیصلہ کی مخالفت صرف
> جمعیت علماء پاکستان کر رہی ہے دوسری جماعت جو تحریک پاکستان کی حامی
> ہے خاموش ہے یہ مسلم لیگ اپنی سیاسی معصومیت کے نشہ میں سرشار نظر آتی
> ہے ۔
>
> (روزنامہ وفاق لاہور ۱۲ جنوری ۱۹۷۸ء)

کیوں جناب انوار احمد اینڈ نعیم اختر صاحبان بات کچھ پلے پڑی کہ نہیں ۔ اور اب
دیکھیں نوائے وقت اپنے اداریے میں کیا لکھتا ہے :

> اب باقی ماندہ قومی اتحاد اور جمعیت علماء پاکستان میں اصولی اختلاف کا جس
> انداز میں اظہار ہو رہا ہے اس کے سیاسی محرکات کچھ بھی ہوں اس سے بھی
> قومی اتحاد کی قوت و طاقت کے ساتھ اس کی نیک نامی اور اس کے لئے عوام میں
> خیر سگالی کو ہی نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اور اگر جمعیت نے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر
> لیا تو اس کے نتائج بھی قومی اتحاد کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں گے ۔ کیونکہ
> اس کے خلاف اس شکایت والزام کا ذکر عام ہو جائے گا کہ اس میں قائد اعظم
> کی جماعت مسلم لیگ کی شمولیت کے باوجود زیادہ تر وہی جماعتیں باقی رہ گئی ہیں
> جنہوں نے تحریک پاکستان کا ساتھ نہیں دیا تھا یا کھل کر مخالفت کی تھی ۔ اس
> صورت حال سے تحریک استقلال یا جمعیت علماء پاکستان کوئی فائدہ اٹھا سکیں یا
> نہ اٹھا سکیں نقصان بہر حال قومی اتحاد اور فائدہ صرف "بھٹو ازم" کے علمبردار
> عناصر کو ہی پہنچے گا ۔ قومی اتحاد بلا شبہ نظام مصطفٰے کا علمبردار ہے اور اس میں شامل
> جو جماعتیں قبل ازیں سیکولرازم اور سوشلزم کی علمبردار تھیں وہ بھی بتقاضائے حالات
> یا تبدیلی قلب ونظر کے باعث اب نظام مصطفٰے کی حامی اور موید ہیں ۔
>
> لیکن اس مبارک نظام کی حمایت قومی اتحاد کی اجارہ داری نہیں رہی جمعیت علماء پاکستان
> اس کی اصلی اور سب سے پرانی علمبردار ہے ۔ (اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۸ء)

اور عزیزان گرامی! نوائے وقت کا ایک اور اداریہ دیکھ ڈالیں تاکہ تمام (باتیں واضح)
ہو جائیں پھر بھی اگر شبہ رہ جائے تو "علما نچہ"، ازالہ شکوک و شبہات کے لئے کافی (...)
ہم نے کافی وضاحت کی ہے۔

> متحدہ جمہوری محاذ کے زمانے میں ایک مرحلے میں مسلم لیگ (پگارا گروپ)
> جمعیت علماء پاکستان اور تحریک میں اشتراک عمل کی سلسلہ جنبانی ہوئی تھی مگر (...)
> نے اس محاذ پر سرگرم بعض رہنماؤں کو گرفتار کر کے یہ بیل منڈھے نہ چڑھنے دی
> مسلم لیگ اور جمعیت علماء پاکستان ایک دوسرے کی قدرتی حلیف ہیں کیونکہ (...)
> نظریات کے علاوہ تحریک پاکستان میں ایک ساتھ حصہ لینے کی قدر مشترک بھی
> ان میں موجود ہے اسی طرح کالعدم نیپ کی جانشین این۔ ڈی۔ پی اور جمعیت علماء اسلام
> میں بھی تاریخی اور نظریاتی اعتبار سے کئی اقدار مشترک ہیں وہ بائیں بازو کے رجحانات
> کی علمبردار رہی ہیں۔
> (اداریہ روزنامہ نوائے وقت - ۱۲ جنوری (...))

اور اب ہفت روزہ چنگاری کے اداریہ سے چند سطور

> جمعیت کی اتحاد سے علیحدگی کے بعد اس کے خلاف یہ پروپیگنڈہ عام ہو جائے
> گا کہ اس میں مسلم لیگ کے علاوہ زیادہ تر وہ جماعتیں شامل ہیں جنھوں نے تحریک
> پاکستان اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی شدید مخالفت کی قیام پاکستان کی
> راہ میں روڑے اٹکائے سواد اعظم کا ساتھ دینے کی بجائے ہندو کانگرس کا ساتھ دیا
> (اداریہ ہفت روزہ چنگاری لاہور یکم تا ۷ فروری (...))

(...)بات انگریز دوستی کی

انوار احمد صاحب اور نعیم اختر صاحب اور اس سے (...)
دھاکہ اور نہ جانے کتنے غازیوں مجاہدوں نے سواد اعظم
اہلسنت وجماعت پر اور امام اہلسنت پر انگریزوں سے دوستی اور ان کے تنخواہ دار
(ہونے) کا الزام لگایا ہے مگر سالہا سال گذرنے کے باوجود اب تک ایک ثبوت بھی نہ لا سکے
(بھ)لا ایسی لایعنی اور لغویات کرنے کا کیا فائدہ جس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ ہم نے آپ کے
(م)تعلق جتنی باتیں بھی کہی ہیں اس کا باقاعدہ ثبوت آپ کی کتابوں سے مہیا کیا ہے کیا آپ

کے نزدیک شرافت و دیانت کا کوئی معیار نہیں۔ غیرت ہے۔

اب ہم آپ کو بتائیں کہ پورا دیوبندی ٹولہ اوپر سے لے کر نیچے تک انگریزوں فرنگیوں
اور بہی خواہ تھا۔ اور ہم اپنی اس بات پر دلائل و شواہد رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

> جب مہیب تحریک پھیلی تو ضلع کے حکام اس سے چونکتے ہوئے۔ اور انھیں
> معلوم ہوا کہ کہیں ہماری سلطنت میں تو رخنہ نہیں پڑے گا اور اس میں تو کسی
> ہم کا خلل آ کے واقع نہ ہوگا۔ اور اس نظر سے ضلع کے حکام اعلیٰ کو لکھا وہاں سے
> صاف جواب آگیا۔
> ان سے ہرگز مزاحمت نہ کرو ان مسلمانوں کی ہم سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔ یہ
> سکھوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت میں بات بھی یہی تھی بھلا مسلمانوں
> کو گورنمنٹ انگلش سے سروکار کیوں ہونے لگا جہاں وہ اپنے دین کے ارکان بخوبی
> ادا کر سکتے تھے اور کرتے تھے ...... وہ صرف دشمن دین و ایمان سکھوں سے
> مقابلہ کرنا چاہتے تھے اور ان کا ارادہ صرف سکھوں ہی سے اپنے مظلوم بھائیوں کا
> انتقام لینا تھا۔
> (حیات طیبہ حصہ دوم ص۳۲۹)

ابھی چند صفحات پیچھے ہم نے مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی نقش حیات سے یہ
دکھایا تھا کہ یہ لوگ سکھوں سے نہیں انگریزوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ اور اب یہ معلوم
ہوا ہے کہ انگریز تو ان کے آقا تھے یہ صرف سکھوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔
فرمائیے جناب انوار صاحب و نعیم اختر صاحب صحیح بات کیا ہے۔ مولانا ٹانڈوی کی
یا حیرت کی — اور اسی حیات طیبہ کے اگلے صفحہ پر ایک اور حیرتناک بیان مرقوم ہے۔

> سید احمد صاحب نے مولانا شہید کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الٰہ آباد
> کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک مغربی شمال کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ
> سکھوں پر جہاد کی تیاری کرتے ہیں سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں ہے؟
> لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں امن میں خلل نہ پڑے تو
> ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں یہ تمام بیّن ثبوت صاف صاف

اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جہاد صرف سکھوں کے لئے مخصوص تھا کار انگریزوں سے مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مخاصمت نہیں تھی۔ (حیات طیبہ ج دوم ...)

دیکھا جناب نے مرزا صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ انگریزوں سے کس وفاداری کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور سرکار بدکار کا تو ایسے ذکر کر رہے ہیں جیسے مصری کی ڈلیاں چوس رہے ہوں ۔۔۔ "سرکار کو تو اس میں کچھ اعتراض نہیں"

یہ تو مرزا حیرت تھے ان کو غیر ثقہ کہہ کر شاید آپ بچ جاتے۔ مگر اب آپ مولانا عاشق الٰہی کو کیا کہیں گے یہ تو علمائے دیوبند کے بڑے ثقہ لوگوں میں سے ہیں صف اوّل کے تذکرہ نگار ہی نہیں۔ بلکہ فتاووں پر بھی بقلم خود فرماتے ہیں۔ اپنی کتاب "تذکرۃ الرشید" میں لکھتے ہیں:

شروع ۱۲۷۶ھ ۱۸۵۹ء وہ سال تھا جس میں حضرت امام ربانی (مولانا رشید احمد گنگوہی) قدس سرہ پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مفسدوں میں شریک ہونے کی تہمت باندھی گئی۔ (تذکرۃ الرشید ج اول ...)

یعنی یہ خیال کہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اپنی سرکار برٹش سے باغی ہو کر مفسدوں میں شامل ہوئے دوسرے لفظوں میں حریت پسندوں کے ساتھ شریک ہو کر انگریزوں کا مقابلہ کیا۔ مولانا موصوف پر سراسر تہمت، بہتان اور الزام ہے کم از کم مولانا عاشق الٰہی صاحب کا یہی خیال ہے ۔۔۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اے شیدائیانِ علمائے دیوبند آپ کے مولانا وغیرہ جہاد حریت میں شریک نہیں ہوئے۔ ان کو مجاہدین میں شمار کرنا تہمت ہے ۔۔۔ حد یہ ہے کہ حضرت (گنگوہی صاحب) کی پوری ذریت انہیں مفسد جنگ آزماؤں کے ساتھ شامل کرنے اور جنگ آزادی میں شریک ہونے کی تہمت لگانے پر تلی ہوئی ہے۔ اور اگر ہم کچھ کہنے کی جسارت کرتے ہیں تو پورا ڈھول بجانے لگتا ہے آگے دیکھئے حضرات۔ آگے دیکھئے کیا غضب ہو رہا ہے۔ مولانا عاشق الٰہی حملے کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انھوں نے کمپنی کے امن و عافیت ...

کا مادہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا فوجیں باغی ہوئیں حاکم کی نافرمان بنیں قتل وقتال کا بند بازار کھولا اور جاں مردی کے غرہ میں اپنے پیروں پر خود کلہاڑیاں ماریں۔
(تذکرۃ الرشید ج ا صـ۷۳)

یہ مولانا عاشق الٰہی ہیں۔ کوئی بریلوی نہیں بول رہا ہے۔ آپ نے تو بریلویوں کی انگریز نوازی کا ایک ثبوت بھی نہیں دیا صرف نقارہ بجا کر رہ گئے۔ اور اب اپنا منہ پیٹئے دیکھئے عاشق الٰہی صاحب کیا فرماتے ہیں:

(مولانا رشید احمد گنگوہی) سمجھے ہوئے تھے کہ جب میں حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔
(تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ج ا صـ۸۰ طبع دار العلوم دیوبند)

مقام تو ڈوب مرنے کا ہے۔ ویسے ان لوگوں کی مرضی۔ ایک مرتبہ دوران گفتگو میں ایک صاحب کے سامنے میں نے یہی عبارت پیش کی۔ تو کہنے لگے آپ کو نہیں معلوم وہ وقت بہت خطرناک تھا لہٰذا ہر بات صیغۂ راز میں رکھنی پڑتی تھی۔ یہاں سرکار سے مراد خدائے تعالیٰ ہے۔ اب آپ عبارت پڑھیے تو مطلب واضح ہو جائے گا — اس مرد نابکار کی توجیہ سن کر میں تو پانی پانی ہو گیا۔ اور سوچنے لگا کہ یہ لوگ اپنی فطری سیہ کاری میں کہاں تک جا پہنچے ہیں۔

یہ باتیں وہ لوگ کہہ رہے ہیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی خدا کی دین کے باوجود رسول خدا کے لئے مالک ومختار ہونا تسلیم نہیں کیا بلکہ رسول اللہ کو مالک ومختار اور متصرف بالعطا کہنے والوں کو کافر ومشرک قرار دیا۔ مگر جب خدا کی گرفت آئی تو انگریز کو بھی مالک ومختار کہنے لگے۔

کیوں صاحبان! کوئی ایسی کتاب بھی آپ کی نظر سے گذری ہے جس میں کسی سنی بریلوی نے کسی انگریز، کسی بد مذہب، کسی بے دین کو سرکار اور مالک ومختار کہا ہو؟

جواب کا منتظر ہوں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اعلان دیدیا تھا ...... سرکار انگریزی پر جہاد
مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔ ہم صرف سکھوں
سے اپنے بھائیوں کا انتقام لیتے ہیں یہی وجہ تھی کہ حکام انگلیشیہ کو بالکل خبر
نہ ہوتی اور نہ انکی تیاری پر مانع آئے۔

(حیات طیبہ جز اول صفحہ ۲۰۱ حیرت دہلوی)

کلکتہ میں جب مولانا اسمٰعیل صاحب نے جب جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا
اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں
پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کسی طرح واجب
نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا کرنے
میں وہ خود ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح
آزادی ہے۔

بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے لڑیں اور
اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

(حیات طیبہ مرزا حیرت جز دوم صفحہ ۳۶۴ طبع ترجمان السنہ لاہور)

فرمایئے! کیا اسی کو انگریز دشمنی کہتے ہیں اور اسی انگریز دشمنی پر آپ پھولے نہیں
سماتے پھرتے ہیں کہ ہم اور ہمارا پورا خاندانہ انگریزوں کا اوّل نمبر دشمن رہا ہے۔ کسی
نے لکھا ہے کہ (مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں) ذرا غور سے
دیکھئے یہ کسی بریلوی کا بیان تو نہیں؟

آپ ہم سے بلا وجہ الجھتے ہیں! ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ فرنگیوں کی حکومت آپ
کی اپنی حکومت تھی۔ عرب میں ابن عبدالوہاب اور اس کی ذریت کی پرورش بھی اسی
نے کی تھی اور برصغیر میں سید صاحب اور اسمٰعیل صاحب کے لئے اسباب جنگ بھی
اسی نے مہیا کئے تھے۔ پھر پرلٹ پا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ حوالہ جات پڑھ

تذکرۃ الرشید اور حیات طیبہ وغیرہ کو پھونک دیجئے۔
اس سے پہلے ایک بات اور نہ پوچھ لوں ؟ — فرمائیے کیا آپ پر کوئی ایسا
گزرا ہے جس میں آپ نے چڑھتے سورج کی پوجا نہ کی ہو — !
علی رؤس الاشہاد کہتا ہوں کہ آپ ہر دور میں اقتدار کے پرستار رہے ہیں۔
چلتی پھرتی باتیں ہی نہیں۔ اس کے متعلق اتنے مضبوط دلائل ہیں کہ آپ سے
دیا جائے گا۔
میرا دعویٰ ہے کہ آپ انگریزوں کے دشمن نہیں بلکہ دوست رہے ہیں۔ دلیل
کے سامنے ہے۔
میرا دعویٰ ہے کہ آپ نے ہندوؤں اور کانگریس سے دوستی صرف ہوس اقتدار
کیا تھا۔ کیونکہ وہ بڑی جماعت بھی تھی اور سرمایہ دار بھی۔ اس کے مقابلہ میں
لیگ ایک چھوٹی جماعت تھی اور مسلمانوں کی اکثریت غریب تھی۔ آپ کے کام و
کی لذت صرف کانگریس ہی پوری کر سکتی تھی۔
میرا دعویٰ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد آپ نے ہر حاکم کے سامنے سر نیاز خم
اب یہ الگ بات ہے کہ ابتدا میں انھوں نے دھتکار دیا ہو۔
میرا دعویٰ ہے کہ آپ نے بھٹو کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا۔ دلائل پچھلے صفحات میں
چکے ہیں۔ مزید تسلی کے لئے "طمانچہ" دیکھ ڈالیں۔
میرا دعویٰ ہے کہ آپ نے ایوب خاں کے آستانے پر بھی جبہ سائی کی
جات حاضر خدمت ہیں :

> علمائے اسلام کسی کے مخالف نہیں اور نہ اقتدار چاہتے ہیں۔ اور
> اب تو حکومت اپنی ہے جس سے ہم کو دلی ہمدردی ہے۔
> (ترجمان اسلام ۲۰ اپریل ۱۹۶۱ء ماخوذ از ہفت روزہ آئین ۱۲ نومبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۸)

> جو اطلاعات مل سکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار بہادر خاں پارٹی لیڈر
> کے امیدوار ہیں ممکن ہے کسی کو ان کی حمایت سے انکار ہو مگر ہم تو ان

کرایبٹ آباد میں وکالت کرنے کے زمانہ سے جانتے ہیں ان کی سب سے
اور وجہی لیاقت یہ بھی ہے کہ وہ صدر محترم کے حقیقی بھائی ہیں اور اسی
انتخاب میں بھی بڑا دخل تھا اگر وہ اپوزیشن لیڈر ہو جائیں تو پاکستان کی
گی اس لئے کہ اس سے پاکستانی حکومت میں کسی خاص تغیر و تبدل کا خطرہ
کم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت کا پلہ بھاری رہے تو ایک مستحق اور قابو یافتہ
ملک کی سالمیت کی ضمانت ہو سکتی ہے اور اگر حکومت کے مقابلہ میں اپوزیشن
جاتی ہے تو پھر بھی پوزیشن پر زیادہ اثر نہیں پڑے گا ہمیں تو صدر محترم
ہے وہ رہیں تو واہ واہ۔ ان کے بھائی آگے آجائیں تو پھر بھی معاملہ وہیں کا
جائے گا۔ (ترجمان اسلام ۳۰ نومبر ۱۹۶۲ء ماخوذ از آئینہ حوالہ)

ملک میں جو ترقیاتی کام ہو رہا ہے اس کے پیش نظر جمعیت صدر ایوب کی
مکمل حمایت کرتی ہے۔ (غلام غوث ہزاروی کا روزنامہ نوائے وقت لاہور

اور جب صدر ایوب کا زوال شروع ہوا۔ تھری پی کے نعرے گونجے۔ ملک
نئے انقلاب نے کروٹ لی تو یہ حضرات بھی بدل گئے۔

ہم نے ایوب خاں سے ایک دن کے لئے بھی تعاون نہیں کیا
(مفتی محمود کا انٹرویو روزنامہ مشرق ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء ماخوذ از آئینہ حوالہ)

حالانکہ بقول شورش کاشمیری ان حضرت مفتی صاحب نے صدر ایوب
قسم کے تعاون کے بدلے مبلغ دو لاکھ روپے نقد وصول کئے تھے۔ (دیکھئے
اور اب ایک بار پھر ان کی انگریز دوستی کی طرف لوٹ آئیے۔ مرزا

۱۲۳۱ھ تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے ایک
کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی اور آپ کے
جو شہر بعد ازاں دئے گئے اور جن پر آج تک امیر خاں کی اولاد حکمرانی کر
دیئے چلے آتے تھے۔ لارڈ ہیسٹنگ سید صاحب کی بے نظیر کارگزاری پر
تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں تین آدمیوں

...ہوا۔ امیر خان، لارڈ ہیسٹنگ اور سید صاحب

...صاحب نے امیر خان کو بڑی مشکل سے شیشے میں اُتارا تھا۔ آپ نے اُسے
...کر انگریزوں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا بھڑنا اگر تمہارے لئے بُرا نہیں ہے
...اولاد کے لئے سمِ قاتل کا اثر رکھتا ہے۔ انگریزوں کی قوت دن بدن ترقی پذیر
...قاسم تو میں پے در پے تنزل کرتی جاتی ہیں۔ تمہارے بعد فوج کون سنبھالے
...عظیم الشان لشکرِ انگلشیہ کے مقابلے میں کون میدانِ جنگ میں لا کے جملے
...تیں امیر خان کی سمجھ میں آ گئی تھیں اور اب وہ اس بات پر رضامند تھا کہ
...کے تئے کچھ ملک بھی دے دیا جائے تو میں بآرام بیٹھوں۔

(حیاتِ طیبہ جزو دوم صفحہ ۳۶۱)

...ہاتھی کے دانت" اور کسے کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان باتوں کا کیا مفہوم سمجھا
...کر ظاہراً تو انگریز دشمنی کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور اندر خانہ (بلکہ خیمہ لگا کر)
...کی جاتی ہے، عہد و پیمان ہوتے ہیں، سودے بازی اور لین دین کیا جاتا ہے
...ہیے، جنگجو کو درس گوسفندی دیا جاتا ہے۔ حیلہ وفریب سے شیشے میں اُتار کر
...بننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بال بچوں کا ذکر کر کے نفسیاتی حربہ استعمال کیا
...لارڈ ہیسٹنگ حضرت مجاہدِ اعظم کی اس بے نظیر کارگذاری پر خوش ہوتا ہے۔ اور
...حضرات کے لئے سرمایۂ حیات ہے۔ پھر انہیں خدمات کے صلے میں خوب خوب
...ہوتی ہے، جب آپ لاؤ لشکر سمیت سکھوں سے جنگ اور پٹھانوں سے جہاد
...روانہ ہوتے ہیں تو راستہ میں فرنگی اہلکار پکی پکائی روٹیاں لئے تیار کھڑے
...ہیں۔

...سے پوچھیں تو میں عرض کروں کہ سید صاحب سرے سے جہاد کے لئے گئے ہی
...تھے۔ صرف بات اتنی تھی کہ امیر خان اور ہند کے سرفروش مسلمانوں کو مطیع و
...بنانے کے لئے اب یہاں سید صاحب کا کام تقریباً ختم ہو چکا تھا لہٰذا سرحد میں
...استعمار کی خدمات کے لئے بھیج دیئے گئے تھے یا یوں سمجھئے کہ آپ کا یہاں سے

وہاں تبادلہ کر دیا گیا تھا۔ جبھی تو دلبقول مولانا مدنی ؒ انگریزوں نے سامان جنگ ...
میں مدد دی تھی۔

اور اب اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔ جناب ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ...
سیداحمد شہید" زیر عنوان "غیبی امداد" میں لکھتے ہیں:

> ایک شام کو کشتیاں ایسے مقام پر پہنچیں جہاں آبادی کا کوئی نام نشان ...
> تھا۔ آپ نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ ملازمین نے عذر کیا کہ دریا کے کنارے ...
> پاؤ کوس تک کیچڑ اور دلدل ہے ...... لوگوں نے کہا اندھیرا ہو گیا ہے ...
> ہے۔ ہوا بھی تیز ہے ...... ناگہاں دور سے کچھ مشعلیں نظر آئیں ...... کچھ ...
> بعد دیدبانوں نے عرض کیا مشعلیں قریب آگئیں اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
> انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں پر کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا ...
> پادری صاحب کہاں ہیں،
>
> حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں ہوں انگریز گھوڑے سے ...
> اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا۔ اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے ...
> نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دئے تھے کہ آپ کی آمد کی اطلاع کریں آج انھوں
> نے اطلاع دی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت قافلے کے ساتھ آج تمہارے مکان کے
> سامنے پہنچیں گے یہ اطلاع پاکر میں غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری ...
> مشغول رہا تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے
> برتنوں میں منتقل کر لیا جائے کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز
> دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔ (سیرت سید احمد شہید حصہ اول ص۱۹۰ ابوالحسن علی ندوی)

غضب ہے علم غیب مصطفیٰ ؐ کے منکر، توسل واستغاثت پر فتوے لگانے والے
انگریزوں کی غیبی امداد کے قائل ہیں اور ربط وضبط کا یہ عالم ہے کہ رہگذر پر بسنے والے
انگریزوں کو کئی دن پہلے باخبر کر دیا جاتا ہے کہ خبردار ہوشیار ادھر سے ...
شاہ کا گذر ہونے والا ہے خاطرداری بھرپور ہو۔ ضیافت اچھی طرح کی جائے ...

...کی فروگذاشت ناقابل معافی ہوگی.

... اگر درست نہیں تو فرمائیں انگریز کا تین تین دن پہلے راستے میں ملازمین کھڑے ... اور کھانا پکوا کر لانے کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے! وہ کوئی سیدھا سادا مسلمان اور ... صاحب کا مرید تو نہیں تھا. نہ ہی وہ ان حضرات کا رعیت تھا کہ خوشامد کے لئے ... ری تھی.

...کیوں صاحبان۔ اس کو انگریز دشمنی کہتے ہیں. اگر یہی دشمنی ہے. تو پھر یہیں سوچنا ... کہ دوستی کا معیار کیا ہوگا.

... رات کے اندھیروں میں کشتی پر جو دو تین گھنٹہ باتیں ہوئیں صیغۂ راز میں ہیں ... بیعت کے لئے اصرار کر رہا ہو — واللہ اعلم بالصواب

اسی دوران سفر میں

حضرت کے پاس ایک ہندوستانی بی بی آئی اور کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے. آپ نے کہا ہماری کشتیاں آگے جاتی ہیں. اس نے کہا دعوت قبول کرنا تو سنّت ہے. آپ نے فرمایا کہ تمہاری دعوت قبول کرنا سنّت نہیں اس نے کہا میری دعوت تو بڑے بڑے درویش اور مشائخ پیرزادے قبول کرتے ہیں اور اپنی عزت وبزرگی سمجھ کر کھاتے ہیں اور اس بات کی تمنا رکھتے ہیں اور جو کچھ نقد روپے دیتی ہوں وہ لیتے ہیں.

آپ نے کہا کہ تمہارے یہاں کا کھانا اور نقد سب ناروا ہے اس نے کہا کہ پھر وہ لوگ کیوں کھاتے اور لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوگا. وہ عورت اپنے گھر چلی گئی اور انگریز سے حال کہا وہ اس مسئلے سے واقف تھا کہا وہ پادری صاحب سچ کہتے ہیں پھر وہ فرنگی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہماری بی بی صاحب آپ کی دعوت کرنے آئی تھی آپ نے قبول نہ فرمائی جو کچھ آپ نے اس امر میں اس سے کہا ہم نے اس کی زبانی سنا آپ نے سچا فرمایا لیکن اگر ہم دعوت کریں تو آپ قبول فرمائیں گے آپ نے فرمایا

یں نہ قبول کریں گے۔ مگر ہماری کشتیاں جا چکیں اور ہم بھی تیار ہیں دعوت نہ کھانے کا یہ عذر ہے۔ اس نے کہا ابھی آندھی چلتی ہے۔ دیکھا چاہئے کہ کب تک اور جو آپ کی ضیافت ضرور کروں گا۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی اسی دن اس کی دعوت کھائی۔ (سیرت سید احمد شہید حصہ اول ص ۲۱۹ تا ص ۲۲۰)

اور اب اس کا حاشیہ بھی پڑھ جائیں تاکہ حضرت کے مسلک کی بھی وضاحت ہو جائے

اس نے کردہ دعورت انگریز کے پاس تھی یہ تعلق ناجائز تھا اور اس ملنے کا سب مال ناجائز اور حرام تھا۔ (حاشیہ حوالہ مذکور)

اسے کہتے ہیں ؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی ـــــ دعوت بھی کر اُڑائی اور مسئلہ بھی بیان فرمادیا۔

کیوں حضرات! وہ انگریز کہیں دارالعلوم ...... کا فارغ التحصیل تو نہیں تھا مگر بقول ندوی صاحب "وہ اس مسئلہ سے واقف تھا" اب ان حضرات سے کوئی پوچھے کہ عورت تو خیر انگریز کے ساتھ رہنے اور اس سے تعلق کی وجہ سے بدکار اور قابل نفرت ہوئی مگر اس انگریز کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا وہ متقی اور پارسا تھا جس کی دعوت بڑے اہتمام سے دعوت اُڑائی گئی۔

اور کہئے، یہ واقعہ انگریز دشمنی کا شاہکار ہے کہ نہیں؟

اور اب ذرا ایک آدھ حوالہ سوانح قاسمی سے بھی ہو جائے جسے مولانا مناظر احسن گیلانی نے تصنیف فرمایا ہے جو کئی جلدوں میں پھیلی ہوئی ہے اور حاشیہ جناب مولانا قاری محمد طیب صاحب کا ہے اور متن جناب مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کا اور تاویلات جناب مناظر احسن گیلانی نے کیں۔ کتاب کیا ہے؟ زلف چلیپا ہے، تضادات و انتشار کا گورکھ دھندہ ـ متن بھی ہے اور شرح بھی۔ تنقید بھی ہے اور تبصرہ بھی۔ بسا اوقات تو مولانا گیلانی کر اتنی بے سُری ہانکتے ہیں کہ اچھا بھلا آدمی پاگل ہو جائے۔ اکثر ان پیچ در پیچ توضیحات و تشریحات میں بات گول ہو جاتی ہے۔ اور پڑھنے والے کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔ نتیجۃً وہ کرامت بن جاتی ہے ـــ بہر صورت آپ حوالہ دیکھیں

پر بے ساختہ جی چاہ رہا ہے کہ ایک سنی ہوئی بات کا ذکر کروں اگرچہ
کے سننے والے ہی رہ گئے ہیں نہ ماننے والے نواب صدر یار جنگ
الرحمن خاں شیروانی صدر الصدور سرکار آصفیہ قدس اللہ سرہ سے ایک
مختلف موقعوں پر یہ بات فقیر نے سنی تھی کہ انگریزوں کے مقابلے میں جو
تھے ان میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
اچانک ایک دن مولانا کو دیکھا گیا کہ خود بھاگے جا رہے ہیں اور کسی چودہری
جو باغیوں کی فوج کی افسری کر رہے تھے کہتے جاتے تھے کہ لڑنے کا کیا
خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں۔ نواب صاحب ہی دوسرے
ذکر فرماتے ہیں کہ غدر کے بعد جب گنج مراد آباد کی ویران مسجد میں جب حضرت
مقیم ہوئے تو اتفاقاً اسی راستے سے جس کے کنارے مسجد ہے کسی وجہ
انگریزی فوج گذر رہی تھی۔ مولانا مسجد سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک مسجد کی
سیڑھیوں سے اترے دیکھا گیا کہ انگریزی فوج کے ایک سائیس سے جو باگ ڈور
وغیرہ گھوڑے کا لئے ہوئے تھے۔ اس سے باتیں کر کے واپس آگئے اب
نہیں رہا کہ پوچھنے پر یا خود بخود فرمانے لگے کہ سائیس جس سے میں نے گفتگو
خضر تھے میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے تو جواب میں کہا کہ حکم یہی ہوا ہے
...... باقی خود خضر کا مطلب کیا ہے نصرت حق کی مثالی شکل تھی جو اس نام سے
ظاہر ہوتی ہے۔ (سوانح قاسمی حصہ دوم مناظر احسن گیلانی طبع دیوبند حاشیہ ص۱۰۳)

آپ ہی غور فرمائیں کہ خضر انگریزوں کی صف میں تھے۔ نصرت حق بھی ادھر ہی
بھی ادھر ہی کا تھا اور غضب یہ کہ حضرت خضر انگریزوں کے سائیس تھے۔ اور
قبلہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ملاقات اور بات چیت کر رہے تھے۔ پھر بھلا
وں سے کس طرح لڑتے۔
لئے تو ہم کہتے ہیں کہ ان علمائے کرام کا انگریزوں سے جہاد اور انگریز دشمنی
ساختہ افسانہ ہے۔ اور کچھ نہیں۔

آخری ضرب

اس مسئلہ کے بارے میں بطور آخری ضرب کے ایک [illegible] دیکھ لیجئے اور غور فرمایئے کہ صداقت کیا ہے:

> اتنی بات بہرحال یقینی ہے اور ناقابل انکار چشم دید گواہوں کا کھلا ہوا [illegible] ہے کہ مالی خولیا سے زیادہ اس قسم کی افواہوں کی کوئی قیمت نہیں ہے کہ [illegible] ہنگامے کے برپا کرنے میں دوسروں کے ساتھ سیدنا امام الکبیر مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور آپ کے علمی اور دینی رفقاء کے بھی ہاتھ تھے بلکہ واقعہ وہی ہے جو مصنف امام نے لکھا ہے کہ مولانا فسادوں سے کوسوں دور رہے
>
> (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۰۹ طبع دیوبند)

یعنی جو یہ کہتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم اور ان کے رفقاء تحریک آزادی (جس کو [illegible] کہتے ہیں) میں شامل ہوئے اور مفسدوں (تحریک آزادی کے سرفروشوں) کا [illegible] انھیں مالی خولیا ہے۔

حوالۂ مذکور کی روشنی میں دور حاضر کے جتنے بھی دیوبندی بانگ بے ہنگام [illegible] علمائے دیوبند کی انگریز دشمنی اور مجاہد ہونے کا راگ الاپتے ہیں —— مالی خولیا کے مریض ہیں —— اس سے زیادہ ان کی کوئی قیمت اور وقعت نہیں۔

کیا
جمعیت علمائے پاکستان
بھی پاکستان دشمن جماعت ہے؟

[illegible]ان نے ہفت روزہ صحافت لاہور شمارہ نمبر ۱۸ کے ایک مضمون کا جو کسی
[illegible] صاحب نے تحریر فرمایا۔ اگر مضمون صرف دل آزار ہی ہوتا تو ہم "ناز بتاں"
[illegible]اشت کرلیتے۔ مگر افسوس کہ نعیم صاحب کی یہ تحریر دلپذیر انتہائی گمراہ کن بھی
[illegible]ب وافترا کی پوٹ بھی۔ اس تحریر نے پورے پاکستان کے سنیوں کے دل کو
[illegible]ان بنادیا ہے۔ مجھے میرے بے شمار دوستوں نے سخت اصرار کیا کہ حقائق کو سامنے
[illegible]وڑنا اس نامعقول تحریر کا جواب دیں۔ حالانکہ اس قسم کی ہفوات وہزلیات کے
[illegible] ہے۔ مگر مخلص دوستوں کے زبردست اصرار کو بھی نظر انداز کرنا مشکل تھا۔
اس باطل تحریر کے دفاع کے لئے مجھے تیار ہونا پڑا۔ اور اب حال یہ ہے کہ

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

[illegible] دیکھیں کیا ہوتا ہے!
[illegible] "صحافت" کی پیشانی پر ایک آیت کا ترجمہ تحریر ہے:

> سچ بات کو جھوٹ کے پردوں میں نہ چھپاؤ اور اگر تمہیں سچائی کا علم ہو تو
> اس کو جان بوجھ کر اپنے تک نہ روکے رکھو (قرآن حکیم)
>
> ("صحافت" ۲۳ جنوری تا ۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء صہ۳)

لہٰذا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے یہ لازم ہوگیا کہ حقائق وشواہد کی
[illegible]ں میں سچی بات کہہ دوں چاہے وہ کتنی ہی کڑوی کسیلی کیوں نہ ہو۔ اور الحق مُرٌّ

(سچ کڑوا ہوتا ہے) کی صداقت سے کون واقف نہیں۔ لگی لپٹی کہنی اور خوشامد ...
ہمارا وطیرہ و طریقہ ہے۔ نہ ان کے بڑوں کی طرح ہمارے اسلاف کا طرۂ امتیاز ...
سے بڑی قدآور اور عظیم شخصیت بھی ہماری حق گوئی کا سامنا نہیں کر سکتی ...
کہ ہمارے بزرگوں نے کبھی کسی حکمران اور فرمانروا کی پیا پوتی نہیں کی۔ ان کے ...
کی آلائش و آلودگی سے پاک و صاف ہیں۔ اسی دورِ دار و گیر میں ملک کے سب ...
شعبدہ باز اور اس کے پیروکاروں نے سب کی کھالیں اُدھیڑیں، سب کا کچا چٹھا ...
مگر جمعیت علمائے پاکستان کا ماضی و حال بے داغ رہا۔ اگر ہم اپنے ماضی و حال ...
اکابرین و قائدین پر فخر کریں تو یہ کوئی عیب کی بات نہ ہوگی۔

○ — "صحافت" کے اسی مضمون کے پہلے ادارہ کی طرف سے ایک تحریر ...

> البتہ یہ بات خود ہمارے لئے انتہائی حیرت کا باعث ہے کہ مولانا شاہ احمد
> نورانی صاحب جو بظاہر ایک منجھے ہوئے سیاستدان اور بااصول انسان ہیں اس
> قدر فرقہ پرست ہو سکتے ہیں۔
>
> (حوالہ مذکور)

اب اس معزز ادارہ کو کون بتائے کہ ان کا یہی اُصول اور پھر اُس پر استقلال ...
ہمیں پیارا ہے۔ حضرت نورانی اور حضرت نیازی کا اپنے عقائد و نظریات پر ثبات ...
اور غیر متزلزل، ناقابل تسخیر یقین ہی تو ہمیں محبوب ہے۔ ادارہ کو ان حضرات کے ...
کی پختگی پر حیرت ہے اور مجھے اس کی حیرت پر سخت تعجب ہے۔ شاید یہ ...
اور ناپختگی کو پسند کرتے ہیں۔ اور ایسے افراد کو پسندیدہ قرار دیتے ہیں جو تھالی کا بینگن ...
اور ایسے شخص کو سیاستدان سمجھتے ہیں جسے اپنے عقائد و نظریات پہ استحکام اور یقین ...
اور ہر ایک کے ساتھ لڑھکنے پر فخر محسوس کرتا ہو۔ جو ہر گھاٹ کا پانی پیتا ہو۔ جو ہر دیگ کا ...
چمچہ ہو۔ جو مذہبی رہنما بھی کہلاتا ہو اور ہندوؤں، انگریزوں، سوشلسٹوں اور آمروں ...
رشتے ناطے بھی جوڑتا ہو۔

تو میرے محترم! ایسی نایاب جنس کو سیاستدان نہیں بلکہ خود غرض، مفاد پرست ...
اور اس سے زیادہ کھلے لفظوں میں منافق کہتے ہیں! کیا سمجھے؟

جنھیں متعصب اور فرقہ پرست کہتے ہیں حقیقتہً یہ بڑے عظیم لوگ ہیں۔ دون
ظرف لوگ ان کے علو مرتبت اور ان کی بلندی و عظمت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔
علامہ ؎ بہتر شیران وانہ فہمد گاؤ میش
خیالات نے سیاست و منافقت کے امتیاز کو مٹایا ہے۔ اور سیاست ایک
گئی ہے۔ شائد آپ نے صرف ایسے سیاستدان دیکھے ہیں جن کا اپنا کوئی نظریہ
یا پھر ان کے نظریہ کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہوتی۔ وہ چور دروازے سے داخل
ہیں اور پھر دوسرے دروازے سے نکل جاتے ہیں۔ اور یہ تماشا ہر روز دیکھنے
ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ طالع آزما کس طرح ڈال ڈال پھرتے ہیں۔ اور کتنی
پارٹیاں تبدیل کرتے ہیں۔ کیا اسی کو سیاست کہتے ہیں؟ اور جس پارٹی سے
اس پر کچھ اس جارحانہ انداز میں حملہ آور ہوتے ہیں جیسے اُس سے ان کا
کوئی تعلق رہی نہ رہا ہو۔ انھیں وجوہات کی بنا پر بداعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے
اب حال یہ ہے کہ بہت کم لوگ سیاستدانوں پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں بلکہ
ہر بات کے بعد لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اس میں بھی کوئی چال ہوگی۔ اور حد یہ ہے
عوام تو اب بدترین قسم کے فراڈی اور دھوکہ باز کو بھی سیاستدان سمجھنے لگے ہیں۔
یا پھر ہر سیاستدان کو دھوکہ باز اور فریب کار سمجھتے ہیں اور یہ لوگ ایک گونہ
بجانب بھی ہیں۔ کیونکہ دور حاضر میں جنھیں سیاستدان کہا جاتا ہے ان کے قول و عمل
کوئی مطابقت نہیں ہوتی۔ ان کے قول و فعل کے تضاد سے دنیا نالاں ہے شراب
بھبکے منہ سے اُڑتے رہتے ہیں اور نظام اسلام کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں سیاستدانوں
کی ان سیہ کاریوں کی وجہ سے عوام کے احساسات مجروح ہیں۔
یہاں یہ بات واضح کرتا چلوں کہ اپنے عقائد و نظریات میں پختگی کو فرقہ پرستی
نہیں کہتے بلکہ یہ قابل قدر اور مستحسن جذبہ ہے جسے تعصب کہنا سراسر ظلم ہے۔ یاد رہے
کہ اپنے مسلک سے محبت اور بات ہے اور گروہی عناد اور بات ہے۔ ایسے افراد
کو جو اپنے عقائد سے لافانی محبت رکھتے ہوں اور انفرادی و اجتماعی مسائل میں

سب کے ساتھ بھرپور رواداری و عالی ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوں. آپ انھیں کیا
کرسکتے ہیں اور انھیں کس بنا پر متعصب کہہ سکتے ہیں. کیا صرف اس لئے کہ وہ ایمان
دولت سے مالامال ہیں اور ان کے سینے نور ایقان سے لبریز ہیں. جو تعلق، وہ ایمان
نہیں سمجھتے. جو سیاست میں صداقت کے قائل ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس
ہمارے وہ قائدین جنھیں آپ نے فرقہ پرستی کا ناپاک طعنہ دیا ہے. اتحاد و یکجہتی
سیاسی امور میں جس رواداری و ذمہ داری اور فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے. پاکستان کی
سیاسی پارٹی نے نہیں کیا.

اور انھوں نے صرف اتحاد کی بقا کے لئے اپنی مقرر شدہ سیٹیں اور کرسی
اور یہ جانتے بوجھتے کہ اتحاد میں شامل اکثر جماعتیں نیک نیت نہیں ہیں. قدم
قربانیاں دیں.

اور اس علم کے ہوتے ہوئے کہ خود ان کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان اور
اہلسنت کے بہت سے لوگ ان جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرنے (خصوصاً ماضی کی روایات
سے میل جول بڑھانے) پر معترض ہیں انھوں نے پوری قوت سے نہ صرف یہ کہ اتحاد
دیا بلکہ اُس کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا.

آج آپ انھیں فرقہ پرست کہتے ہیں. حیرت ہے! —— اور نعیم اختر صاحب
توسوالات کی بوچھاڑ کردی ہے. فرماتے ہیں:

> کیا نورانی صاحب حکومت میں آنے کے بعد سب کے نکاح تڑوادیں گے اس
> سب کو قتل کروادیں گے کیا وہ ان لوگوں سے جزیہ بھی وصول کریں گے یا نہیں؟
> اور یہ بھی بتائیں کہ ان کے جنرل سیکرٹری عبدالستار خاں نیازی بھی احراری تھے
> کیا انھوں نے دوبارہ کلمہ پڑھ لیا ہے؟ اور اگر نہیں پڑھا تو وہ کافر قرار پائے
> اور اگر پڑھانا ضروری ہے تو کسی جلسۂ عام میں نئے سرے سے کلمہ پڑھایا
> جائے تاکہ لاکھ دو لاکھ سامعین گواہ رہیں. غیر بریلوی سے رشتہ ناطہ تعلق کیا
> حرام ہے تو کیا قومی اتحاد کی مجلسوں میں نورانی میاں خود بھی حرام تناول فرماتے

کیا ان لوگوں کو کافر قرار دینے کے بعد وہ تنہا یہاں حکومت کرنا چاہتے ہیں؟

(ہفت روزہ "صحافت" شمارہ ۳، ۲۳ تا ۳۰ جنوری ص ۲۹ کالم ۲)

بالکل یہی سوالات جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی، خاکسار، احرار
سے بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر بالفرض ان کی حکومت قائم ہو جائے (جس کا کوئی
) تو سواد اعظم نوے فیصد سُنّی کہاں جائیں گے اور اس مملکت خداداد پاکستان
جس کا وجود ہی ان کے نظریئے کی شکست کی دلیل ہے۔ جس کو آج تک انھوں
قبول نہیں کیا۔ جنھیں مشرک، کافر، بدعتی، جہالت کی پیداوار اور گور پرست
ہے۔ کیا تمام دیوبندیوں، جماعتیوں، خاکساریوں، احراریوں، دلی خامیوں نے توبہ کر
اپنے عقائد و نظریات ترک کر دیئے ہیں؟ جواب دیجئے۔

یہی بات اتحاد کی مجلسوں میں کھانے پینے کی تو ہمیں نہیں معلوم کہ وہاں کھانا پینا
ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا ہو بھی تو وہ کھانا یقیناً مفتی صاحب، نوابزادہ صاحب، علیہ اللہ انور
اور آپ کے بزرگ لیڈروں کے گھر سے یقیناً پک کر نہیں جاتا ہوگا۔ جو لوگ خود
قوم کی کھالیں ادھیڑنے کی فکر میں رہتے ہوں اُن کو کہاں توفیق ہے کہ کسی کو
کھلائیں۔ یا ثابت کیجئے دستر خوان نعمت مفتی صاحب کے گھر سے جاتا تھا۔ اور اگر
اتحاد کی طرف سے کچھ ہوتا تھا تو اتحاد صرف آپ ہی کی جاگیر نہیں ہے۔

ویسے ہم آئندہ صفحات میں آپ کی تسلی و تشفی کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔ اور
فرمائیں تو میں اس جگہ وہ تمام عبارتیں نقل کر دوں جن میں آپ کے بڑوں نے کفر و شرک
اقرار بازی کی ہے۔

نعیم اختر صاحب — آپ نے یہ مضمون لکھ کر اتحاد کی کوئی خدمت انجام نہیں دی
آپ نے دبی ہوئی چنگاریوں کو کرید لیے اور آگ بھڑکائی ہے۔ اس میں آپ کا اور
آپ کے ہمنواؤں کا چہرہ جھلس کر رہ جائے گا۔ شاید آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے اس
مضمون نے اتحاد میں کتنے خوفناک شگاف ڈال دیئے ہیں۔ اور صحافت کی اس کج روی
نے اتحاد کی دیواروں میں کتنی دراڑیں پیدا کر دی ہیں۔

آیئے میں آپ لوگوں کو ان لوگوں کی فراخدلی اور وسیع النظری کی ایک جھلک دکھاؤں جنھیں آپ فرقہ پرست اور متعصب کہتے ہیں۔

ملتان کی ڈائری میں وسیم ممتاز لکھتے ہیں:

کہ نیازی صاحب نے فرمایا کہ تین مرتبہ میری کوششوں سے اتحاد کو بحران سے نکالا گیا۔ انھوں نے کہا کہ سب سے پہلے اتحاد کے کوٹے پر اختلاف ہوا اور میں نے کم کوٹہ قبول کر کے ختم کیا۔ پھر ہمارا مؤقف یہ تھا کہ صدر نظریہ پاکستان کی مخالفت کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہیئے۔ پیر پگارو، نوابزادہ نصراللہ اور میاں طفیل نے میری حمایت کی لیکن جب اس پر اختلاف بڑھا تو میں نے کہا کہ باہر انٹرنیشنل پریس بیٹھا ہوا ہے اُسے کیا منہ دکھاؤ گے۔ اور میں نے اپنی تجویز واپس لیکر مفتی محمود کو صدر تسلیم کر لیا۔ تو وہ اختلاف بھی ختم ہوگیا پھر سیٹوں کی تقسیم پر جھگڑا ہوا ہم نے قوم کے وسیع تر مفاد کے لیے اپنی سیٹوں کی قربانی دی انھوں نے کہا کہ قربانیاں دی جا سکتی ہیں اصول قربان نہیں کئے جا سکتے۔

(ماہنامہ فیضان ماہ فروری ۱۹۷۸ء صفحہ ۲۰)

اس سلسلے کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں یہ حوالہ ہم نے روزنامہ نوائے وقت لاہور کے اداریہ سے لیا ہے۔ عنوان ہے "نہ سمجھوگے تو......"

ایک اہم بنیاد روح رواداری کو سیاسی فکر وعمل کا حصہ نہیں بننے دیا اس گذارش کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان نے قومی اتحاد کے قیام میں جو مثبت کردار ادا کیا تھا اور ابتدائی مرحلے میں نشستوں کی تقسیم کی وجہ سے جو بظاہر لاینحل مشکل پیدا ہوگئی تھی اسے دور کرنے کے لئے اپنے حصے کے متعلق جو رضاکارانہ اور فراخدلانہ قربانی کی تھی اب جب اختلاف اور افتراق کی باتیں ہو رہی ہیں تو اُسے نہ صرف پیش نظر رکھا جائے اب اس کے مطابق جمعیت کی دلجوئی بھی کی جائے۔

(اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۷۸ء)

فرمائیے۔ یہ فراخدلانہ قربانی کس نے دی تھی؟ مفتی صاحب نے یا غفور احمد صاحب نے۔ خاکسار کے محمد اشرف خاں نے یا احرار کے نوابزادہ صاحب نے۔ یا جمعیت علمائے پاکستان کے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور علامہ نیازی نے۔

اگر آپ لوگوں میں ذرا بھی دیانت داری ہوتی تو اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں سے احتراز فرماتے ——— امید کہ آئندہ گروہی تعصب اور ناروا جوش کے بجائے ہوش سے کام لیں گے۔

اب معاملہ آتا ہے صحافت میں شائع شدہ اصل مضمون کا۔ اگر ہم اس مضمون کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیں تو جواب دینے اور پھر جواب کے سمجھنے میں زیادہ آسانی رہے گی۔

اگرچہ گذشتہ صفحات میں ہم نے ضمناً تقریباً تمام باتوں کے جوابات دے ڈالے ہیں پھر بھی مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تاکہ ہر قاری حقائق و شواہد کی روشنی میں نفس مسئلہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر سکے۔

جناب نعیم اختر صاحب کی تحریر دلپذیر کا ایک حصہ یہ ہے کہ

"نورانی صاحب قومی اتحاد سے ناراض ہیں۔ اور اس سے الگ ہو کر اصغر خاں سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ اور اس کے اراکین نجی محفلوں میں اور اخباری بیانات میں قومی اتحاد پر بری طرح برس رہے ہیں۔

> خاص طور پر جب سے ولی خاں رہا ہوئے ہیں جمعیت علمائے پاکستان نے اپنی توپوں کا رخ اتحاد میں شامل جماعتوں کی طرف موڑ دیا ہے اور واضح طور پر کہنا شروع کر دیا ہے کہ قومی اتحاد میں شامل جماعتیں مسلم لیگ کے سوا سب کی سب نظریہ پاکستان کی مخالف ہیں۔ اور ان جماعتوں میں شامل اصحاب نے خود یا ان کے اکابر نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ نورانی میاں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ قومی اتحاد کی لیڈر شپ سے ان کی ناراضگی کی ابتدا اس بات سے ہوئی تھی کہ اتحاد پر قابض پاکستان دشمن جماعتیں سرحد اور بلوچستان کی حد تک اتحاد کے ٹکٹ این ڈی پی اور جمعیت علمائے اسلام میں تقسیم کرنا چاہتی تھیں۔ اور نورانی میاں کسی قیمت پر گوارا نہیں کرتے تھے کہ سرحد اور بلوچستان پہ ولی خان اور مفتی محمود

> کی اجارہ داری قائم ہو۔ بالخصوص ان معنوں میں کہ یہ دونوں جماعتیں پاکستان دشمن ہیں
>
> (ہفت روزہ "صحافت" لاہور شمارہ ۳ ۲۳ تا ۳۰ جنوری ۱۹۷۶ء

اور یہ کہ نورانی میاں جماعت اسلامی، این ڈی پی، خاکسار اور پی ڈی پی پاکستان دشمنی کا الزام لگاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

جواباً عرض ہے کہ نعیم صاحب کی پہلی بات ہی سرے سے غلط ہے تا دم تحریر جمعیت علمائے پاکستان نے قومی اتحاد سے الگ ہونے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا نہ ہی اس کے قائدین نے علیحدگی کا کوئی بیان دیا۔ رہی بات اختلاف کی تو قومی اتحاد میں کب اور کہاں اختلاف نہیں ہوا؟ اختلاف رائے کا پیدا ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کو پیش نظر رکھ کر انتشار کی آگ بھڑکائی جائے۔ میرے نزدیک کسی پارٹی یا جماعت میں اختلاف کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ اس سے اس جماعت کی زندگی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اس اختلاف اور اس کے اظہار سے جمہوریت کو فروغ ملتا ہے، اختلاف رائے سے مساوات کی نشو و نما ہوتی ہے اور الجھے ہوئے مسائل کے حل میں مدد ملتی ہے بشرطیکہ وہ اختلاف خلوص پر مبنی ہو۔

اور آپ نے جو تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ولی خاں کی رہائی کی وجہ سے یہ بات اٹھی ہے تو یہ سراسر غلط ہے۔ بھلا ہمیں ولی خاں کی ذات سے کیا کد اور رنجش ہو سکتی ہے اور ولی خاں کی رہائی سے ہم پر کون سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ ہم ان کی رہائی کی وجہ سے اتحاد سے الگ ہوں گے۔

نعیم صاحب آپ کا وار بہت اوچھا ہے۔ اتحاد سے ہماری ناراضگی کی اصل وجہ اپنے روحانی پیشواؤں سے پوچھیں جن کی تنگ نظری و تعصب کی وجہ سے قومی اتحاد کے چیتھڑے اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

رہا سوال جمعیت علمائے اسلام، جماعت اسلامی، تحریک خاکسار، این ڈی پی اور پی ڈی پی پر لگائے جانے والے الزامات کا تو وہ بالکل حرف بحرف صحیح اور درست ہیں۔ بلاریب یہ جماعتیں تحریک قیام پاکستان کی سخت مخالف تھیں اور اس باب

ے کسی محب وطن کو ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہیں. اور یہ بدنما داغ آپ کے
کے اکابرین کے دامن سے قیامت تک نہیں چھوٹ سکتے. اگر آج آپ کی
ے آنکھ مچولی ہو رہی ہے تو کیا ہوا — آپ کی یہ آشنائی حقائق و شواہد پر
نہیں ڈال سکتی اور نہ آج مسلم لیگ ہی اس پوزیشن میں ہے کہ آپ کی پاکی اور
کا اعلان کر سکے. اس بیچاری سے تو اب اپنے ہی گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا
کی کیا مدد کرے گی.

جمعیت علمائے پاکستان اور اتحاد کی بقیہ یو ڈی ایف کا اختلاف بالکل اصولی ہے
ب تک ہمارے ہی نہیں بلکہ تمام جماعتوں کے بنائے ہوئے اصولوں کو نہیں اپنایا
ی جاتا. معاملات صحیح راہ نہیں اختیار کر سکتے.

رہی بات سرحد اور بلوچستان میں مفتی صاحب اور ولی خاں کی اجارہ داری کی
رف نورانی صاحب کا ہی خیال نہیں ہے ملک کا ہر ذہین شخص جس کو سیاست
ذرا بھی مس ہے اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا خصوصاً اس صورت میں یہ بات
ی خطرناک ہو جاتی ہے جبکہ ہر دو مذکورہ جماعتوں کا نظریہ ماضی میں اس کی نفی کرتا
اب جبکہ انہیں سیاسی غلطیوں کی وجہ سے پاکستان آدھا رہ گیا ہے اور ہم اپنے
کارآمد بازو سے محروم کر دئے گئے ہیں پھر وہی غلطی نہیں دہرا سکتے.

جمعیت علمائے اسلام

بہر صورت بات تھی کہ کیا مسلم لیگ کے علاوہ قومی اتحاد
کی اکثر جماعتیں تحریک پاکستان کی مخالف تھیں یا نہیں؟

ں باب میں ہمارا ہی نہیں پورے ملک کا یہ یقین ہے کہ یہ جماعتیں تحریک پاکستان
مخالف تھیں. تحریری شواہد کے علاوہ چشم دید گواہ اب بھی اتنے موجود ہیں کہ انہیں
ٹلایا نہیں جا سکتا.

دیکھیے آپ کے مولانا حسین احمد ٹانڈوی کیا فرماتے ہیں:

> لیگ ایک طرف زور و شور سے علماء کے اقتدار کو مٹانے کا بیڑا اٹھائے
> ہوئے ہے. علی الاعلان مجامع میں آواز کس رہی ہے مشرقی اور اس کی

> جماعت "مولوی کے ایمان" کے نام سے اہل دین سے انتہائی نفرت پھیلا رہی
> ہے۔ مودودی صاحب اور اس کے ہمنوا کس زور سے حملے کر رہے ہیں تا دوسری
> ایک طرف زہریلی گیس پھیلا رہے ہیں۔ شیعوں کا مدرسۃ الواعظین اور اس کے
> متعلقین پنجاب کے اضلاع کو گمراہ کرتے جا رہے ہیں۔ الخ
>
> (ملفوظات شیخ الاسلام صفحہ ۱۰۹ طبع دیوبند)

> ان کے نکل جانے کی وجہ سے لیگ میں جان باقی نہیں رہی تھی۔ موجودہ لیگ
> کا بڑا حصہ تقریباً امن سبھا کا ممبر اور گورنمنٹ کا کلمہ پڑھنے والا تھا ہم نے اسی
> بنا پر کبھی لیگ کا رخ نہیں کیا۔ (کتاب مذکور صفحہ ۱۱۱)

یہیں فرقہ پرستی اور گروہ بندی کا طعنہ دینے والے ذرا حکومت بھارت کے سند یافتہ
ید نما ہمو شنگ" جناب حسین احمد صاحب کی عبارتوں ہی کو دیکھ لیتے کہ کس انداز
لم لیگ، خاکسار، اور جماعت اسلامی کی مدارت فرما رہے ہیں ـــ ملاحظہ فرمائیے

> یقیناً فتنۂ خاکسار بہت بڑا فتنہ ہے جو عسکریت کے روپ کی بنا پر قلوب
> کو جذب کرتا ہے اور ان میں انگریزی غلامی کا زہر حلول کرتا ہے اس کے سلسلے
> کوئی نصب العین موجود نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے۔ اس کے مقابلے
> میں جس قدر بھی حصہ لیا جائے ازبس ضروری ہے۔
>
> (ملفوظات شیخ الاسلام صفحہ ۱۱۳ طبع دیوبند)

کیوں جناب نعیم صاحب یہ آپ ہی کے روحانی پیشوا کی خون آمیز تحریر ہے
ں محمد اشرف صاحب خاکساری وہیں لاہور میں آپ کے ساتھ ہی ہیں۔ تھوڑی سی
رت کیجئے اور مٹا دیجئے اور مدنی صاحب کی روح پر فتوح کو خوش کر دیجئے۔
کہ آپ لوگوں کو اپنے بزرگوں کی تحریروں کا بھی کوئی علم نہیں ہوتا۔ دیکھئے آپ
ے بزرگ ٹانڈوی صاحب نے کانگریس میں شمولیت اور ہندوؤں سے اشتراک جہاد
نیت سے فرمایا تھا اور یہ جہاد مسلم لیگ اور مسلمانوں سے تھا ـــ ارشاد ہوتا ہے

> میرے محترم! میں اس میدان میں دنیا کے لئے نہیں اترا ہوں میں جہاد باکفار

> ...ہوں، اور دین اسلام کے لئے اس لڑائی میں داخل ہوں غیر مسلموں کے
> (حوالہ مذکور ص۱۱)

...معنی اشتراک عمل ہے۔

...فرمایئے! پہلے کبھی آپ نے ایسا جہاد دیکھا یا سنا ہے؟ جو غیر مسلموں کے اشتراک ...مسلموں سے کیا جائے۔ ہماری کیا جرأت ہے کہ شیخ الاسلام کی اس دلپذیر ...پر انگشت نمائی کرسکے۔

ع جو چاہے آپ کی نظر کرشمہ ساز کرے

...مولانا فرماتے ہیں:

> انگریز کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ لڑاؤ اور حکومت کرو اسی اصول پر ...حملہ درآمد کے ذریعہ اس نے ہندوستان پر قبضہ کیا اور آج تک قبضہ کئے ہوئے ...ہے اسی اصول کی بنا پر اس نے کانگریس کے مقابل ۱۹۰۶ء میں لیگ اور مہاسبھا کی بنیاد ڈالی۔
> (کتاب مذکور ص۱۱)

دیکھئے کیسے عجیب و غریب انکشافات ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ حضرت بھی ...ہیں تو گویا مسلم لیگ ساختہ انگلینڈ تھی۔ معلومات میں اضافہ ہوا۔ شکریہ

اور اب آگے دیکھئے:

> کیا لیگ کی ہائی کمان اور اعلیٰ عہدیداروں کو اسلام اور مذہب سے قریب کا تو درکنار دُور کا بھی واسطہ رہا ہے۔ یا اب موجود ہے کیا لیگ کے زعما میں کلیت یا اکثریت مخلص غیور لوگوں کی ہے یا خود غرضوں اور جاہ پرستوں کی وزارت اور عہدوں کے بھوکوں کی۔
> (ملفوظات شیخ الاسلام ص۱۷ طبع دیوبند)

میں کہتا ہوں مولانا کمال پر کمال کئے جا رہے ہیں جبھی تو حضرت نے مہاتماؤں ...پنڈتوں دوسرے لفظوں میں بے طمع نیک، متقی اور پارسا لوگوں کی جماعت کانگریس ...شمولیت فرمائی تھی کیونکہ مسلم لیگ تو بے دینوں بے غیرتوں کی پارٹی تھی۔ حضرت ...یداروں اور غیرت مندوں میں جا گھسے تھے۔ بھلا گاندھی سے بڑا بھی کوئی دیندار ہو

سکتا تھا. جس کی پوجا میں باچا خان (خان عبدالغفار خان) شامل ہوکر سکون قلب حاصل کیا کرتے تھے.

اور دیکھئے نعیم اختر صاحب آپ کے پیشواؤں نے قائداعظم کے ناموس پر کس ظالمانہ انداز میں یلغار کی ہے. اس عبارت کو نقل کرتے ہوئے دل درد میں ڈوب جاتا ہیں اور قلم لہو اگلنے لگتے ہیں. مگر کیا کریں آپ کی دریدہ دہنی نے ہم سے وہ کچھ لکھوایا. جو ہم لکھنا نہیں چاہتے تھے.

> جو امور ڈاکٹر خان، عبدالغفار خان، یونس خان کے متعلق جناب نے ذکر فرمائے یقیناً موجب صد ہزار افسوس ہیں مگر ذرا ادھر بھی تو نظر دوڑائیے خود قائداعظم نے سول میرج پر ۱۹۱۷ء میں یا اس کے قریب اپنا نکاح ایک پارسی لڑکی سے کیا پھر ان کی بیٹی نے ۱۹۳۶ء سول میرج پر ایک عیسائی کے ساتھ اپنا نکاح بمبئی میں گرجا میں کیا اور نکاح سے قبل پونہ میں چھ ماہ یا اس سے زائد بغیر نکاح کے ایک ہوٹل میں دونوں مجتمع ہوکر کورٹ شپ کرتے رہے.
>
> (ملفوظات شیخ الاسلام ص ۱۲۳ طبع دیوبند)

حالانکہ قائداعظم نے رتن بائی کو پہلے مسلمان کیا پھر شادی کی چنانچہ اخبارات نے اس خبر کو باقاعدہ شائع کیا تھا.

> بمبئی کے مقتدر اور نامی بیرسٹر سر ڈنشا پٹیٹ کی اکلوتی بیٹی مس رتن بائی نے کل اسلام قبول کر لیا اور آج اسلامی شریعت کے مطابق ان کی شادی مسٹر جناح سے ہو رہی ہے. (سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۸ء عنوان قبول اسلام)
>
> (قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص ۹۳)

مگر شیخ الاسلام صاحب نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا. اور کسی بات کو مان لینا ان لوگوں کی فطرت اور سرشت کے بالکل خلاف ہے.

اور چونکہ قائداعظم کی صاحبزادی دینا جناح ابھی بالکل بچی ہی تھیں کہ قائداعظم کی اہلیہ وفات پاگئیں بچی کی پرورش نانی نے کی. تعلیم و تربیت بھی وہیں ہوئی

ماحول نہ مل سکا نتیجہ یہ ہوا کہ ننھیال کے خاندان ہی میں ایک پارسی سے شادی
طے پایت ہو گئی۔ قائد اعظم نے بہت منع کیا۔ مولانا شوکت علی کو اسلام کی حقانیت
ذہن نشین کرانے اور تعلیم و تربیت کے لئے وہاں بھیجا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور شادی ہو گئی
اس کے بعد قائد اعظم نے اپنی محبوب ترین بیٹی سے بالکل مقاطعہ کر لیا۔
البتہ جن خواتین کا ذکر شیخ الاسلام صاحب نے کیا ہے۔ اور موجب صد ہزار افسوس
قائد اعظم کی سیرت و کردار کو مجروح کیا ہے۔ اس موقع پر جناب رئیس احمد جعفری
لکھتے ہیں:

> خان عبد الغفار خاں کے برادر محترم ڈاکٹر خان صاحب کی صاحبزادی نے
> خالص اسلامی ماحول میں تعلیم و تربیت پانے کے باوجود جب ایک سکھ عیسائی
> سے شادی کر لی تو خان صاحب نے لڑکی سے قطع تعلق کرنے کے بجائے اسے
> دعائے خیر و برکت دی۔ (قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۲۸)

رئیس احمد جعفری اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں:

> جب نئے انتخاب کی ہما ہمی شروع ہوئی تو مجلس احرار کے روح رواں
> مسٹر مظہر علی اظہر اور تحریک خاکسار کے بانی اور علمبردار مسٹر عنایت اللہ خاں
> مشرقی نے علی الاعلان بر سر عام مسٹر جناح پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے ایک
> غیر مسلمہ سے سول میرج کی تھی اور یہ کہ خود مسٹر جناح کا اسلام مشکوک و مشتبہ
> ہے اس لئے کہ جو قرآنی احکام کو ٹھکرا کر ایک غیر مسلمہ سے شادی کرے وہ کافر
> نہیں تو کیا ہے؟
> مسٹر مظہر علی اظہر نے تو بھرے جلسہ میں ایک فی البدیہہ شعر بھی ارشاد فرما دیا
>
> اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
> یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم
>
> (قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۲۹)

یہاں میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اس جلسے کی صدارت مولوی غلام غوث ہزاروی

نے کی تھی۔ ایسے موقع پر انکی حاضری ضروری ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ حضرت پاجامہ [illegible]
اُتارنے کے ماہر ہیں — اور اب آگے دیکھئے:

> کیا یہ لوگ ہمیشہ انگریز پرست نہیں رہے ؟ کیا لیگ نے انگریزوں ہی
> کی عنایتوں کے پیٹ سے جنم نہیں لیا (ملفوظات شیخ الاسلام ص۱۶۷)

> اور میں تو (ہندوؤں سے) اس وقت سے ملا ہوں جب سے کہ میں پیدا ہوا ہوں
> (بحوالہ مذکور ص۱۹۳)

اور اُب ذرا شبلی نعمانی کی بھی سنئے اور ہم نے ان کے جواہر پارے [illegible]
ہی سے حاصل کیا ہے۔

> اس موقع پر پہنچکر ہمارے سامنے ایک چیز نمودار ہوتی ہے وہ مسلم لیگ ہے
> یہ عجیب الخلقت کیا چیز ہے۔ کیا یہ پالٹکس ہے ؟ خدانخواستہ نہیں۔ انٹی کانگریس
> ہے نہیں! کیا ہاؤس آف لارڈ ہے۔ ہاں سوانگ تو اسی قسم کا ہے۔
> (حیات شبلی ص۶۱۷ ملفوظات شیخ الاسلام ص۱۸۶)

جماعت اسلامی

اور اب آیئے تحریک پاکستان کے بارے میں جماعت اسلامی
کے خدوخال بھی ملاحظہ فرمایئے۔

جناب چوہدری حبیب احمد صاحب "تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علما" میں [illegible]
"صالح انقلاب" لکھتے ہیں کہ دشمنان اسلام کی مدافعت کرنے کے لئے علماء کرام [illegible]
کو لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں مصروف تھے۔ مودودی صاحب نے مسلمانوں
کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے حسب ذیل فتویٰ دیا کہ

> (۱) لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو
> اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نظر سے دیکھتا ہو۔
> (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۳۰ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۲۰۹)

> (۲) یہاں مسلمانوں کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ نہ اسلام کو جانتے ہیں نہ اپنے
> آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پہچانتے ہیں۔ (بحوالہ مذکور ص۴۵ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۲۰۹)

اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام پر کام کر رہی ہیں اگر فی الواقعہ اسلام کے معیار پر ان کے نظریات، مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کاسد (کھوٹی) نکلیں گی خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین مفتیانِ شرع مبین دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

(حوالہ مذکور ص۳۰ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۴۰۸)

اور اب ذرا یہ بھی ملاحظہ فرماتے چلئے "۱۹۴۵ء کا تاریخی الیکشن" چوہدری حبیب احمد صاحب لکھتے ہیں:

بعض خوش فہم لیگی حضرات کا خیال تھا کہ جماعت اسلامی اس الیکشن میں ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی امداد کرے گی اور مسلم لیگ کا ساتھ دے گی چنانچہ انھوں نے موقعہ پر جماعت اسلامی کو اس سلسلے میں دعوت بھی دی جو اس نے ٹھکرادی اور کہہ دیا کہ

ووٹ اور الیکشن کے معاملہ میں ہماری پوزیشن صاف ذہن نشین کر لیجئے پیش آمدہ انتخابات یا آئندہ آنے والے انتخاب کی اہمیت کچھ بھی ہو اور ان کا جیسا بھی اثر ہماری قوم یا ملک پر پڑتا ہو بہرحال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ ناممکن ہے کہ کسی وقتی مصلحت کی بنا پر ہم ان اصولوں کی قربانی گوارا کرلیں جن پر ایمان لائے ہیں۔

(کوثر ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

جماعت اسلامی کی طرف سے پاکستان کی پہلی عملی مخالفت نہ تھی بلکہ کانگریس کی خاموش تائید بھی تھی. کیونکہ اس "ایماندار" اور "با اصول" جماعت کا اس تاریخی الیکشن میں مسلم لیگ کی حمایت نہ کرنے کا فائدہ گاندھی جی اور ان کی کانگریس ہی کو پہنچتا تھا. جس زمانہ میں دارالاسلام پٹھانکوٹ سے مودودی صاحب کا یہ فتویٰ جاری ہوا کہ پاکستان کے نام پر لڑے جانے والے الیکشن میں جماعت اسلامی

حضرت نے۔ اس زمانہ میں سہارنپور میں جمعیت العلمائے ہند کی کانفرنس ہوئی جس میں
مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کے بجائے
کانگریس میں شرکت کرنے کا مشورہ دیا (تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی ص۱۲۵)
(ماخوذ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص...)

مسلم لیگ فی الواقعہ مسلمانوں کو اسلام اور اس کے احکام کی اطاعت سے ...
دور تر لے جارہی ہے۔
(ترجمان القرآن ج ۲۸ ص۳ ص۱۵۹ ماخوذ از تحریک پاکستان ص۱۵۰)

احرار

اور اب ذرا احرار کی طرف آجائیے۔ یہ لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کے
بارے میں سراپا جلال ہی جلال تھے۔ جمال کا کہیں نام و نشان بھی ...
ہندوؤں سے والہانہ لگاؤ نے انہیں کچھ اس طرح اندھا کر دیا تھا کہ پاکستان اور مسلم ...
کے لئے ان کے پاس شریفانہ الفاظ بھی نہیں تھے۔

چنانچہ رئیس الاحرار جناب حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں

احرار سے میرے ذہنی رابطے ہمیشہ قائم رہے اور مجلس احرار نے ایک
آزاد خیال جماعت کی حیثیت سے پنجاب میں کانگریس کو مضبوط رکھا۔
(صبح امید ص۶۰) (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۵۹۲)

یہ آزاد خیالی تھی یا کانگریس اور ہندوؤں کی غلامی تھی۔ عبارت مذکور پر غور کیجئے ...
صاحب کی منطق سمجھ میں آجائے گی۔ اور حد یہ ہے کہ ہندو، کانگریس اور ان کے ...
پاکستان مسلمانوں کو دینے پر تیار ہیں مگر دیوبندی اور احراری اس بات پر مصر ...
پاکستان ہرگز ہرگز نہیں بننا چاہیئے اور اس سلسلے میں یہی لدھیانوی صاحب گاندھی ...
کو خط لکھتے ہیں

حبیب روڈ شفاعت منزل۔ لدھیانہ
۱۴ اگست ۱۹۴۵ء

محترمی مہاتما جی — خدا آپ کو سلامت رکھے۔

...ی دعاؤں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ دوسرے پرچے میں ارسال ہیں۔ کل
...پ کا بیان پڑھا آپ مسٹر جناح کو پھر پاکستان دینے کو تیار ہیں۔ اصل بات
...ہو کہ آپ کو جناح صاحب سے گجراتی ہموطن ہونے کی وجہ سے بہت
...ہے اس لئے آپ ان کو بھول نہیں سکتے اور ہمیشہ ان کو سربلند دیکھنا
...چاہتے ہیں خواہ وہ کتنے ہی غلط ہوں۔
(ماخوذ از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۵۶۵)

آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی کا یہ اجلاس موجودہ اہم سیاسی
مسائل کے متعلق ایک بار پھر اپنی پوزیشن واضح اور غیر مبہم طور پر ظاہر کرنا ضروری
سمجھتا ہے۔ جہاں تک مسلم لیگ کے نظریۂ پاکستان کا تعلق ہے مجلس عاملہ کسی
صورت میں بھی اس سے اتفاق نہیں کر سکتی۔
(از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۵۷۱)

یہ رئیس الاحرار صاحب کا وہ بیان ہے جو ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو لاہور کے اجلاس میں
دیا گیا۔ اس بیان میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

مسلم لیگ کی قیادت قطعی غیر اسلامی ہے۔ (حوالہ مذکور ص۵۷۳)

...لیم صاحب! ذرا ان سے پوچھئے تو کہ کانگریس کی قیادت کیا خالص اسلامی تھی؟
...ی صاحب فرماتے ہیں:

کہ میری اور میرے ساتھیوں کی قطعی رائے ہے کہ نظریۂ پاکستان کی مخالفت
کی جائے۔ (کتاب مذکور ص۵۷۵)

اور اب جناب مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا بھی بیان پڑھ لیجئے۔ اور دیکھئے
شعلہ نوا خطیب پاکستان کے خلاف کس انداز میں آگ اگلتا ہوا نظر آتا ہے

پاکستان کے بارے میں پورے تین مہینے تک پنجاب میں میں نے جگہ جگہ
تقریریں کی ہیں پاکستان کو مسلمانان ہندوستان کے لئے مہلک بلکہ ہلاکت آفریں
اور فلاکت خیز بتایا ہے۔ (کتاب مذکور ص۵۷۴)

بے شمار حوالوں میں سے چند اور حوالے نقل کرکے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔
انقلاب نے ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو ایک اداریہ لکھا تھا جس میں اس نے کئی اقتباسات درج کئے تھے اُس میں سے ایک حاضر خدمت ہے:

> کانگریس جمعیتہ العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی عطاء اللہ بخاری نے مسلم لیگ کو جو ملاحیاں سنائیں ان کا ذکر اخباروں میں آ چکا ہے ان لوگوں نے مسٹر محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدیوں سے تشبیہ دی خدا کا شکر ہے کہ کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ نہیں قرار دیا
> (انقلاب ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء صہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء صہ)

کیوں جناب محترم! یہ کس کے روحانی پیشواؤں کے دُھلے دُھلائے بیانات ہیں کیا یہ آپ ہی کے بزرگوار نہیں تھے؟
دیکھئے۔ لدھیانوی صاحب کیا فرماتے ہیں:

> دس ہزار جینا (جناح) اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔
> (چمنستان از مولانا ظفر علی خاں ماخوذ از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء صہ)

ملاحظہ فرمائیں عطاء اللہ شاہ پھر گرجتے ہیں:

> پاکستان بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔ (روزنامہ جدید نظام کا استقلال نمبر)
> (ماخوذ از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء صہ)

اور ارشاد ہوتا ہے:

> ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں..... پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔ (کتاب مذکور صہ)

حیرت ہے کہ جس پاکستان کے متعلق ان لوگوں کے یہ خیالات تھے آج اسی

... اپنی اجارہ داری جتا رہے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ع بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

... چوہدری افضل حق صاحب فرماتے ہیں (بدقسمتی سے یہ بھی رئیس الاحرار ...)

کتوں کو بھونکتا چھوڑ دو۔ کاروانِ احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ داروں کا پاکستان نہیں احرار اسکو پلیدستان سمجھتے ہیں۔ (خطبات احرار ۹۹ کتاب مذکور ص ۸۸۴)

اور پھر سب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پاکستان کو پلیدستان کہنے والے ... پاکستان میں آکر امن و سکون سے آباد ہوگئے۔ اسی مادرِ وطن کے دودھ نے ان کی ... وطن کی اور ان کے باپوؤں نے انہیں دھتکار دیا۔ اور عزت و آبرو کے پرانچے ... گئے۔

مسٹر جناح آج تک کلمۂ توحید پڑھ کر مسلمان نہیں ہوا لیکن پھر بھی وہ مسلمانوں کا قائدِ اعظم ہے۔ (ٹائیٹل پیج مسٹر جناح کا اسلام) (ماخوذ از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۴)

جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں (چمنستان ص ۱۳۵) (ماخوذ کتاب مذکور صفحہ مذکور)

یہ ہیں مسلمانوں کے قائدِ اعظم جو ایک پارسی عورت سے کورٹ شپ کر کے اپنے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حتمی اعلان کر چکے ہیں۔ (رسالہ مسٹر جناح کا اسلام) (ماخوذ از تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸۵)

بات بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ان حضرات کے ابا و اجداد کی داستان بھی طویل ... تر ہو رہی ہے ـــ مولانا ظفر علی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے:

رسول اللہ کے گھر میں یہ کیسا انقلاب آیا ـ کہ گاندھی جی کی کٹیا عالمانِ دین کا ڈیرا ہے خدا ہی جانتا ہے حشر اس ٹولی کا کیا ہوگا ـ حرم سے جس کی بدبختی نے رخ ملت کا پھیرا ہے

ایک اور جگہ مولانا نے "لدھیانہ" کے عنوان سے نظم کہی ہے:

سنتا ہوں مرکز علماء لدھیانہ ہے ۔ جس کی گلی گلی میں انہیں کا ...
لیکن یہ کیا کہ نغمۂ توحید کے بجائے ۔ انکی زباں پہ برہمنوں کا ترانہ ...
ہیں سیم و زر سے ان کی مصلحتیں ہمکنار ۔ جن کا کفیل گاندھیوں کا خزانہ ...
صورت تو مومنانہ ہے بیشک حضور کی ۔ سیرت کا گوشہ گوشہ مگر ہندوانہ ...

صاحبان ذرا دیکھئے تو شعراء نے آپ کی کس زور شور سے قصیدہ ...
حسب ذیل اشعار خان اصغر حسین خاں لدھیانوی کے ہیں۔ اس نظم کا عنوان ...
"مولانا حسین احمد اور آزاد" یہ نظم یکم اگست ۱۹۴۵ء کو نوائے وقت میں ...

ہاں حسین احمد ہی شیخ الہند تھا کل تک ضرور ۔ آج ہے لیکن مقام مصطفےٰ ...
مسجد نبوی میں جو کل تک رہا گرم سجود ۔ واردھا کے آشرم میں جھک گیا ...

اور اب راجہ حسن اختر کو بھی دیکھتے چلئے ان کی یہ نظمیں ۸ جولائی ۱۹۴۵ء ...
نوائے وقت میں شائع ہوئی:

یہ شانِ دیں ہے کہ باطل کی پیروی کرنا ۔ حرم سے اُٹھ کے درِ بتکدہ پہ جا ...
ردائے علم کو گاندھی کے پاؤں پر دھرنا ۔ عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
بھلا کے مصلحتِ دیں بھلا کے عہد الست ۔ بتانِ دیر کے غمزوں میں کھو گیا ...
وہ قوم کونسی ہے جس کا ہے یہ قوم پرست ۔ سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

الحاصل — ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

خاکسار

جمیعت علمائے پاکستان کے قائدین نے اگر یہ کہا ہے کہ خاکسار ... پاکستان کی مخالف جماعت تھی تو بالکل درست کہا ہے۔ یہ ... سچ ہے جتنا کہ دو اور دو چار۔ ویسے بھی کوئی پڑھا لکھا شخص خاکسار کے بار...

ایک شبہ نہیں رکھتا۔

جناب سید رئیس احمد صاحب جعفری لکھتے ہیں:

> اسی سال (۱۹۳۰ء) میں مشرقی نے تحریک خاکسار کی بنیاد ڈالی اور ہر خاکسار کے لئے یہ لازم قرار دیا کہ جب وہ کسی انگریز کو دیکھے، تو اپنی خاکساری کا مظاہرہ اُسے سلامی دے کر کرے۔
>
> (قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد صفحہ ۸۲۰ رئیس احمد جعفری)

کیوں جناب یہ انگریز دشمنی کا واضح ثبوت ہے کہ نہیں؟

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جب بمبئی میں قائداعظم پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور ملزم پکڑا گیا تو اُس نے کہا کہ

> میں کوئی بھاڑے کا قاتل نہیں ہوں۔ میں نے یہ کام اپنے رہنما علامہ مشرقی کے احکام کی تعمیل میں کیا ہے اس لئے کہ جناب جناح ہندوستان کی آزادی کی راہ میں ایک روڑا اور برطانوی حکومت کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہیں۔
>
> (قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد صفحہ ۴۶۱)

جناب رئیس احمد صاحب نے اپنی معرکتہ الارا کتاب "قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد" میں خاکسار تحریک کے بارے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۴۱ء میں حکومت پنجاب نے خاکساروں پر پہلا حملہ کیا اور خاکسار کو خلاف قانون قرار دیا مشرقی صاحب قید ہو گئے ..... مسلم لیگ نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ مشرقی صاحب کو رہائی ملی۔ اور خاکساروں پر سے پابندیاں اٹھ گئیں اور رہائی کے بعد

> بجائے اس کے کہ مشرقی صاحب مسلم لیگ میں شریک ہو کر اسے تقویت دیتے اسی کے خلاف ہو گئے اور قائداعظم اور مسلم لیگ کے خلاف ہمہ تن جہاد بن گئے۔ یونینسٹوں سے ساز باز، کانگریس سے یارانہ، احرار سے میل جول شروع ہو گیا اور مسلم لیگ کے خلاف ایک محاذ قائم کر لیا گیا (کتاب مذکور صفحہ ۲۸۸)

بہرصورت تحریک خاکسار کی پاکستان دشمن حرکتیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی خاکساروں کو اس سے انکار ہے نہ ہی انھوں نے ان موضوعات پر کبھی بحث ومباحثہ کیا، نہ ہی وہ جمعیت علمائے اسلام (دیوبندیوں) اور احراریوں کی طرح دوسروں کے دامن داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ ان حضرات کی طرح اپنی بزرگی و پارسائی کا ڈھول پیٹتے پھرتے ہیں۔

نیپ

اور اب این ڈی پی اور ماضی بعید کی سرخپوش یا خدائی خدمتگار سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں پہلے خان عبدالغفار خاں صاحب اور ولی خاں بعدہ شیر باز مزاری اور ان کے بعد ..... ؟ یہ اس کے سرکردہ رہے اور ہیں۔ ان کی پاکستان دشمنی کو آج کا بچہ بھی جانتا ہے۔ حد یہ ہے کہ گاندھی کے مقابلے میں خان عبدالغفار خاں صاحب "سرحدی گاندھی" کہلائے۔ بھجن اور پوجن کی محفلوں میں گاندھی کے ساتھ شامل ہوتے رہے۔ اور داد بھی دیتے رہے۔ لہٰذا ان کے متعلق فی الحال کچھ کہنا ہی عبث ہے۔

لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ

اس عنوان کے تحت نعیم اختر صاحب کی حسب ذیل عبارت پر بحث ہوگی

نعیم اختر صاحب "ہفت روزہ صحافت،، ۲۴ تا ۳۰ جنوری ۱۹۷۸ء کے صفحہ ... میں رقمطراز ہیں:

> جبکہ بریلوی حضرات مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ مولانا حشمت علی قادری، مولانا عبدالحامد بدایونی۔ سید دیدار علی شاہ۔ مولوی محمد طیب ہمدانی وغیرہ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ جمعیت علمائے پاکستان قیام پاکستان کے وقت موجود نہ تھی۔ اور نہ اس امر کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ اس کے موجودہ قائدین مثلاً مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خاں نیازی۔ شاہ فرید الحق، ظہور الحسن بھوپالی وغیرہ کا تحریک پاکستان سے کسی قسم کا کوئی تعلق تھا۔ اس مکتبۂ فکر کے صرف ایک نامور عالم دین حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے البتہ مسلم لیگ کی حمایت کی تھی لیکن یہ اُن کا

> ...داخل نہ تھا...... مولانا عبدالحامد بدایونی کی پاکستان کے لئے تائید وحمایت بریلوی علماء کو تحریک پاکستان کے حامی لیڈر نہیں بنا سکتی۔
> پاکستان میں بریلوی نقطۂ نظر کے دیگر علماء وشیوخ صاحبزادہ فیض الحسن آلومہار شریف، خواجہ قمر الدین سیالوی اور بے شمار سجادہ نشین اور پیران عظام ہیں جو تقسیم برصغیر کے وقت سیاست سے الگ تھلگ رہے یا ان میں بعض صاحبزادہ فیض الحسن اور مولانا عبدالستار خاں نیازی احرار سے منسلک تھے..... جہاں تک مولانا نورانی کا تعلق ہے وہ پاکستان کی سیاست میں ۱۹۷۰ء میں آئے اس سے پہلے ان کی مستقل رہائش بھی پاکستان میں نہ تھی وہ مختلف تبلیغی مہمات کے سلسلے میں دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کرتے تھے لہٰذا ان کی طرف سے اس انداز کا تاثر کہ اتحاد کی بعض دیگر جماعتیں تحریک پاکستان کی دشمن ہیں اور جمعیت علمائے پاکستان نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کی حامی جماعت ہے بے وزن اور بلا ثبوت ہوتا ہے۔ (ہفت روزہ صحافت ۲۳تا ۲۹ جنوری ۱۹۷۷ء ص ۲۸)

عبارت مذکورہ سے حسب ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ بریلوی کن لوگوں کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

۲۔ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ کے علاوہ موجودہ قائدین اور دوسرے بریلوی علماء کا تحریک پاکستان میں کوئی حصہ نہیں تھا اور نہ ہی جمعیت علمائے پاکستان اس وقت موجود تھی۔

۳۔ مشائخ عظام یا تو سیاست سے الگ تھلگ رہے یا بعض جیسے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ اور مولانا عبدالستار خاں نیازی احرار سے منسلک تھے۔

۴۔ اور چونکہ نورانی صاحب ۱۹۷۰ء میں پاکستانی سیاست میں آئے اس لئے انھیں حق نہیں پہنچتا کہ پاکستان کے دشمنوں کو دشمن پاکستان کہیں۔

نعیم صاحب کی عبارت کے ان نتائج کو ذہن میں رکھیں اور کتاب پڑھتے جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عبارت کی ہر شق اور اعتراض کے ہر پہلو کا جواب اس میں موجود ہوگا۔

ویسے نعیم صاحب بہت چابکدست اہل قلم معلوم ہوتے ہیں۔ امام اہلسنت
علیہ الرحمہ کے بعد فوراً مولانا حشمت علی صاحب مرحوم کو لاتے ہیں۔ اور درمیان کی
کڑی جسے سلسلۃ الذہب کہا جاسکتا ہے بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر گہری نظر سے
مضمون کو پڑھا جائے تو انتہائی مکارانہ تحریر ثابت ہوگی۔

اس بحث سے ہم اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کو خارج کرتے ہیں
کیونکہ اعلیحضرت تحریک پاکستان کے وقت حیات نہیں تھے۔ لہذا ان معاملات میں
کا ذکر غیر ضروری ہے۔ اب نعیم صاحب کی عبارت کے مطابق بریلویوں کے
حضرت مولانا حشمت علی صاحب۔ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب۔ حضرت مولانا
عبدالحامد صاحب بدایونی علیہم الرحمہ رہ جاتے ہیں۔ یا پھر مولوی محمد طیب ہمدانی۔

ان پانچ افراد میں سے ہم مولانا محمد طیب صاحب ہمدانی کو سرے سے جانتے
نہیں کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اب صرف چار رہ گئے۔ خدارا انصاف سے سوچئے کیا
اہلسنت وجماعت میں صرف یہی چار ہی قائد اور رہنما تھے۔ یا ان کے علاوہ بھی علماء
اور بزرگان دین ایسے ہیں جنھیں ہم اپنا قائد اور پیشوا سمجھتے تھے یا سمجھتے ہیں۔

اسی طرح نعیم صاحب نے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب کے ساتھ مجاہد ملت
حضرت مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی کو بھی کھینچ تان کر احراری / اشتراری بنا دیا
اور غضب یہ کیا کہ تمام مشائخ کرام اور علمائے عظام کو یا تو تحریک پاکستان سے الگ کر دیا
یا پھر انھیں بھی احراری کھاتہ میں ڈال دیا۔

ایسی صورت میں آپ ہی فرمائیں ہم لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِين
نہ کہیں تو کیا کہیں۔

اور اب اس سے پہلے کہ اس مضمون کو آگے بڑھایا جائے اس بات کی وضاحت
ضروری ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان تحریک قیام پاکستان کے وقت تھی بھی
یا پھر کیا صورت تھی۔

تو اس کے متعلق میں ایک دستاویزی ثبوت پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ

اہل دانش و بینش کی تسلی ہو جائے گی. کتاب کا نام ہے "حیات صدر الافاضل"
اس کے مصنف ہیں جناب معین الدین صاحب مرحوم منفرسم سنی کانفرنس. عنوان ہے
"سنی کانفرنس اور جمعیتہ العلماء پاکستان" فرماتے ہیں:

> ملک کی تقسیم ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بد اعتمادی
> کا ہونا چونکہ فطری امر تھا اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے
> حال پر قائم رکھا جاتا تو تنظیم کے لئے گوناگوں خدشات تھے اور یقیناً دونوں ملک
> اس کو تفریق کی نظر سے دیکھتے اس لئے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء مدرسہ انوار العلوم ملتان
> میں علمائے اہلسنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا. اور اس کا نام بدل کر جمعیت علمائے پاکستان
> رکھ دیا گیا اور حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب سابق صدر پنجاب سنی
> کانفرنس کو مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا. اور حضرت
> علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی کو ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان
> نامزد کیا گیا. اس طرح پاکستان میں "سنی کانفرنس" کی تنظیم "جمعیت علمائے پاکستان"
> کے نام سے موسوم ہوئی. (حیات صدر الافاضل ص۱۹۶)

اس کے بعد ہندوستان سے بھی سنی کانفرنس ختم کر دی گئی.
اب فرمائیے کیا خیال ہے. اور تحریک پاکستان میں جد وجہد کرنے والی سنی کانفرنس
اور جمعیت علمائے پاکستان میں سوائے نام کی تبدیلی کے اور کیا فرق رہ جاتا ہے.
جناب محترم! صرف ضرورت کے تحت نام کی تبدیلی سے نظریات و افراد نہیں
بدل جایا کرتے. آئندہ صفحات میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کے علم میں بہت کچھ
اضافہ کریں گے. میرا خیال ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان کے باب میں اتنی وضاحت
کافی ہے. رہی بات نعیم صاحب کی تسلی و تشفی کی تو یہ ناممکن ہے. جس طبقہ سے یہ
حضرات تعلق رکھتے ہیں وہاں ضد، ہٹ دھرمی اور بغض و عناد کے علاوہ کوئی دوسری
چیز دستیاب نہیں ہوتی البتہ میری اس توضیح سے اُن مخلصین اور معاملہ فہم لوگوں
کی تشفی ضرور ہو جائے گی. جن کے ذہنوں کو نعیم اختر صاحب کی گمراہ کن عبارت نے

پریشان کر دیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مشائخ عظام اور علمائے کرام نے تحریک قیام پاکستان میں حصّہ لیا یا نہیں!

مولانا معین الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> تحریک پاکستان کا آغاز ہوتے ہی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے نظریۂ پاکستان سے روشناس کرانے کے لئے آل انڈیا سنّی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے غیر منقسم برصغیر کے ہر شہر اور ہر قریہ میں علمائے اہل سنّت کی جماعت کیساتھ دورے شروع کر دئے، صوبہ جات مدارس و گجرات، کاٹھیاواڑ، جوناگڑھ، راجپوتانہ، دہلی، پنجاب، بہار، غیر منقسم بنگال، کلکتہ، ہگلی، چوبیس پرگنہ اور ڈھاکہ، کرنافلی، چاٹگام، سلہٹ، پبنہ وغیرہ میں بغیر سکون و وقفہ کے دورے شروع فرمائے پھر سنہ ۱۹۴۵ء میں سنّی کانفرنس کی تنظیم کو تیز تر کر دیا۔ صوبائی اور ضلعی و قریہ جاتی مکمل تنظیم کرائی۔ (حیات صدر الافاضل ص۱۸۴)

بنارس میں آل انڈیا سنّی کانفرنس کا انعقاد

> ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنّی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی ...... ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ (کتاب مذکور ص۱۸۹)

پاکستان کے متعلق اس کانفرنس میں جو قراردادیں پاس ہوئیں، وہ حسب ذیل ہیں:

> ۱— آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنّت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قربانی کے واسطے تیار ہیں۔
>
> ۲— یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے (۱) حضرت مولانا شاہ

ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی (۲) حضرت صدر الافاضل
استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب (۳) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا
مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب (۴) حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد
امجد علی صاحب (۵) حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی
(۶) حضرت مولانا مولوی عبد الحامد صاحب قادری بدایونی (۷) حضرت مولانا مولوی
سید شاہ دیوان آل رسول علی صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا
ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور (۹) حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف (۱۰) حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمن صاحب
بھرچونڈی شریف (سندھ) (۱۱) حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب
مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی صاحب مدراس (۱۳) مولانا
ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور (حیات صدر الافاضل ص۱۹۰)

دیکھئے اس مختصر ترین فہرست میں کیسی عظیم شخصیتیں ہیں۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ میں
صرف تیرہ ہیں مگر تیرہ ہزار کانگریسی مولویوں پر بھاری ہیں (بشرطیکہ کانگریسی علماء
کی اتنی تعداد ہو بھی)

اور اب ہم اس تاریخی خطبۂ صدارت کی طرف رجوع کرتے ہیں جسے راس المحدثین
رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی
صدر جماعت استقبالیہ "جمہوریہ اسلامیہ" آل انڈیا سنی کانفرنس کے عدیم المثال
تاریخی اجلاس بنارس میں ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، اپریل ۱۹۴۶ء کو پانچ ہزار علماء و مشائخ
اور ڈیڑھ لاکھ کے مجمع کے سامنے پیش کیا — فرماتے ہیں:

اور ہمیں ایک عظیم تجربہ کے بعد بڑی خوشی اس کی ہے کہ ہمارا بڑے سے
بڑا دشمن بھی نہ یہی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی سیاسی جماعت ہے جس
کا تعاون ہمارا مقصد ہے نہ یہی کہہ سکتا ہے کہ ہماری پشت پناہی و اعانت کوئی
سیاسی جماعت کر رہی ہے۔ (خطبہ صدارت ص۱)

کہئے جناب! کہ آپ سمجھے کہ مدعا کیا ہے۔ اسے سمجھئے قبلہ۔ مگر نہیں [illegible] کے بندوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی۔ وہ بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں جو پٹیل سے [illegible] آزاد کی معرفت پچاس پچاس ہزار روپے اینٹھتے رہے ہوں۔ اور جو بھٹو صاحب [illegible] اسلام آباد میں پلاٹ ہتھیاتے رہے ہوں۔ اور جو صرف سیٹوں کے لالچ میں [illegible] کی مدح وثنا کے خوگر رہے ہوں۔ اور جو گاندھی کی سمادھی پر قرآن خوانی کرتے [illegible] ہوں۔ اور جن کا پیشہ ہی چاپلوسی، خوشامد اور تملق رہا ہو۔

مشائخین عظام اور علمائے اعلام نے جو کچھ کیا۔ دین وملت کے نظریہ سے کیا [illegible] پورے خلوص سے کیا۔ اس کے بدلے میں مسلم لیگ سے عہدے، خطابات اور [illegible] نہیں وصول کی تھیں۔ آئیے میں آپ کو دکھاؤں کہ علم وآگہی حقائق وشواہد کی [illegible] میں گھمبیر تاریکیاں کس طرح چھٹتی چلی جارہی ہیں۔

> اور ہندوستان کا کون ساسنی ہے جو نعرۂ پاکستان سے بے خبر ہے۔ دنیا نے بڑی تلاش کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بنایا ہے۔ [illegible]
> (خطبۂ صدارت ص ۱۳)

اور آگے فرماتے ہیں:

> آل انڈیا سنی کانفرنس کے لئے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم تو دس کروڑ مدعیان اسلام میں سے نو کروڑ ہیں، بنگال کے ایک ضلع چاٹگام اور اس کے حواشی میں سولہ سو علمائے اہل سنت مدرسین، مبلغین و ارباب فتاویٰ ہیں۔ ہمارے سارے ملک میں صرف علماء کا شمار [illegible] سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے۔
>
> تو ہم اس قدر متحیر ہوئے جس قدر ہمارے سنی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سن کر حیران ہیں اگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے اس قدر لشکری منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے تو کھلے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم [illegible] غیر مسلم ہوں کیا مجال کہ ہم سے ٹکرا سکیں (خطبۂ صدارت ص ۱۴)

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں:

کان لگا کر سننے والے سن لیں کہ صدر المدرسین (حسین احمد مدنی) نے مدینہ چھوڑا اور اکل چھوڑا اور دشمنان حرمین سے رشتہ جوڑا اب قرآن شریف اس لئے پڑھایا جاتا ہے کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں اس کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے، کیسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لرزاٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے۔ اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قومی اور دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے۔

(خطبہ صدارت ص۱۷)

اور اسی معرکۃ الآرا خطبہ کا ایک عنوان ہے "پاکستان کیا ہے" فرماتے ہیں:

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن چکا ہے۔ در و دیوار پر "پاکستان زندہ باد" تجاویز کی زبان میں "پاکستان ہمارا حق ہے" نعروں کی گونج میں "پاکستان لے کے رہیں گے" مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے۔ اس لفظ کو پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہے اور جو لفظ مختلف ذہنوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔

یونینسٹ کا پاکستان وہ ہوگا جس کی مشینری سردار جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قومیں چیختی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ الٹے پلٹے۔ اگر یہ صحیح ہے تو

لیگ کا ہائی کمانڈ اس کا ذمہ دار ہے. لیکن ہم سنیوں نے لیگ کے اس
قبول کیا ہے اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں
صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی قرآن کی آزاد
حکومت ہو...... اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی
بھی ہے وہی تجاویز متفقہ بھی ہیں لیگ ان کے لئے کوئی نیا دین نہیں
جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے بلکہ لیگ ان کے جذبات کی
محض ترجمان ہے. (خطبۂ صدارت ص)

آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے
پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ داورِ حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے پاکستان
میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہہ کر اسلامی
کے تصور سے پھرتا ہو. (خطبۂ صدارت ص)

اب حضور سلطان الاولیا حضرت خواجہ غریب نواز سیدنا الشاہ معین الملت والدین
معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے اجمیر شریف میں منعقدہ سنی کانفرنس کا
ملاحظہ فرمائیں جو ۵،۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو حضرت محدث اعظم ہند
حضرت سیدنا الشاہ دیوان آل رسول سجادہ نشین خانقاہ معلی کی ہدایت پر ارشاد فرمایا

ہم نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں. خطا شعار نہیں. لیکن ہاں ڈنکے
کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں، غدار نہیں. زمانہ میں روشنی کے نام پر
الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں. دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا
بنایا کھلے بازار میں ملت فروشی کی جارہی ہے...... نام دار العلوم رکھا اور کام
ودیا مندر کا کیا. نام پوچھو تو احرار بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر
اتر آئیں. یا رسول اللہ سنکر گھبرائیں اور بندے ماترم کا ترانہ گائیں. نعرۂ تکبیر
سے الجھیں، اور اپنے باپو کی جے منائیں، مسلمانوں سے بیزار. اور مشرکوں کے
علمبردار. اب تو تھنڈ کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی

...الوں جی ہیں. سب کچھ ہے مگر اے خواجہ تری خواجگی کے قربان کہ
...دوست ترے ہی رہے. تری تعلیم ترے پیغام سے ایک اپنچ نہ ہٹے
...و ہوس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے. مشرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا
...کی اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا...... یہ خواجہ کی دہائی دینے
...یہ میلاد و قیام والے. یہ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت والے اُسی مقام پر
...ہے جہاں خواجہ کی کرامت نے انھیں کھڑا کر دیا ہے.

(خطبۂ صدارت اجمیر شریف ص۳۵)

...ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے انسان کو پاک
...اور انسانی آبادی کو پاکستان بنانا ہے.

(خطبۂ صدارت اجمیر شریف ص۲۶)

...ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھا
...ے.

(خطبۂ صدارت اجمیر شریف ص۳)

...یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عزائم و ارادے ہیں جن کا نام آل انڈیا
...کانفرنس یا "جمہوریت اسلامیہ ہے" اور جس میں اس وقت تک صرف
...علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے اور اسی سنّی کانفرنس کا آج
...اجمیر کی چوکھٹ پر جلسہ اپنے خواجہ کے حضور حلف وفاداری اٹھانے کا ہے.

(خطبۂ صدارت اجمیر شریف ص۳۷)

...اے سنّی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب کیوں سوچو.
...غفلت کے جرم سے باز آؤ. اٹھ پڑو. کھڑے ہو جاؤ. چلے چلو. ایک منٹ
...دیر کر. پاکستان بنالو تو جاکر دم لو. یہ کام اے سنیّو سُن لو کہ صرف تمہارا ہے.
...حضرات میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے...... پاکستان کا نام بار
...یا جس قدر ناپاکوں کو چڑھے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے. اوّل تو مسلم لیگ
...کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو....

سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلاف رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف
صف آرائی کر لی ہے۔ (خطبۂ صدارت اجمیر شریف ...)

میرا خیال ہے کہ اس باب میں اتنی وضاحت کافی ہے۔ ان عبارات سے ... ہوگیا کہ سنی علماء و مشائخ کا تحریک قیام پاکستان میں کیا رویہ رہا۔ یہ فیصلہ کرنا آپ کا ... کہ تحریک پاکستان میں چند ایک سنی علماء و مشائخ تھے یا ہزارہا ہزار۔

اور یہ بزرگ قائدین حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ... حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی، حضرت علامہ پیر کرم شاہ ازہری، حضرت ... شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد حسن صاحب حقانی، حضرت مفتی ظفر علی صاحب ... جناب ظہور الحسن صاحب بھوپالی، حضرت علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی، جناب ... محمد اکبر ساقی اور دیگر موجودہ قائدین کے بزرگ اور پیشوا نہیں تھے تو کون لوگ تھے ...

میں نعیم اختر صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر کس ... اور انھوں نے علمائے اہلسنت کا تحریک پاکستان میں شمولیت کا انکار کیسے ...

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

مجھے نعیم اختر صاحب اور ان کے ہم جنسوں کی ڈھٹائی اور مبلغ علم پر ... ہی ہے۔ خدا کی پناہ یہ لوگ فی البدیہہ اور برجستہ جھوٹ بولتے ہیں اور ذرا ... انھوں نے ایک ایسے عظیم المرتبت شخص پر جس کی جرأت و دلیری، شجاعت و ... حق گوئی و صداقت، خلوص و دیانت کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ جس کا دامن آج تک ... خود فروشی و خود غرضی کی غلاظتوں سے آلودہ نہیں ہوا۔ جس نے اپنی ساری زندگی پاکستان ... اور نظام مصطفےٰ کے لئے وقف کردی "احراری" ہونے کا الزام لگایا ہے۔ ان کی اس ... جرأت پر دل تھرا اٹھتا ہے۔ خبث باطن کی شاید اس سے زیادہ گھناؤنی مثال ... بحمد اللہ۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی ابھی حیات ہیں، ممکن ... وہ اپنے احراری ہونے یا نہ ہونے کی وضاحت فرمائیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ... شخص، اقبال کا مرد مومن، قدوسی و جبروت کا پیکر۔ شاہیں صفت آپ جیسے ...

...ٹرانا بھی پسند نہیں کرے گا. آپ جیسوں کے لئے تو ہم جیسے ہی کافی ہیں.
...دیکھئے. جب قائد اعظم سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان کانفرنس کے موقع پر تشریف
...ے اور اسلامیہ کالج لاہور کے گراؤنڈ میں پرچم لہرایا گیا جس کی رپورٹ اورینٹ پریس
...۷ اپریل ۱۹۴۳ء کو شائع کرتا ہے. اُس میں قائد اعظم کے سامنے تقریر کرنے والے مولانا
...الستار خاں نیازی بھی تھے. رپورٹ ہے:

> اس کے بعد مسٹر عبد الستار خاں نیازی ایم اے نے (پاکستان) ریزولیشن پیش
> کرتے ہوئے پرجوش تقریر کی مرزا عبد الحمید نے ریزولیشن کی تائید کرتے ہوئے
> کہا اسلام ہیئت اجتماعیہ انصافیہ کا نام ہے یہ ہمارے تمام امور پر حاوی ہے
> اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اسلام کے قانون کے مطابق اپنا پروگرام تیار کریں.
> مسٹر جناح کی تقریر کے بعد ریزولیشن متفقہ طور پر پاس ہوا.
> (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۱۳۰)

فرمائیے مسٹر ......؟ کیا کبھی کوئی احراری بھی قائد اعظم کو دعوت دے سکتا تھا. اور
...پاکستان کا ریزولیشن پیش کر سکتا تھا. اس تجاہل عارفانہ سے باز آجائیے مسٹر. یہ بڑا
...خطرناک کھیل ہے.

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت علامہ نیازی اس وقت مسلم سٹوڈنٹس
...فیڈریشن کے بانی رکن اور صوبہ پنجاب کے صدر بھی تھے. کسی نے کیا خوب کہا ہے

ے زعیب جوئی ناداں وخشم سفلہ مترس
کہ نورِ ماہ نکاہد اگر سگے لایہ

رہی بات مولانا سید فیض الحسن شاہ صاحب کے احراری ہونے کی تو یہ درست
...ہے! اور اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی اس روش سے تمام علمائے
...اہلسنت بیزار تھے اور اس وقت تک اُن سے تعلقات قائم نہیں کئے جب تک وہ
...داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے دربار گوہر بار پہ احرار اشرار سے توبہ و تائب نہ ہوگئے.

اور اب دیکھئے مشائخ عظام صوفیائے کرام کے متعلق رئیس احمد صاحب جعفری

فرماتے ہیں. کتاب ہے " قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد " اور عنوان
یائے کرام اور پاکستان "—— فرماتے ہیں :

اب صوفیائے کرام کے تاثرات و تلقینات کے دفترِ بے پایاں میں سے
چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ اخلاف کرام اُن اسلاف عظام کے جانشین
ہیں جنھوں نے اس کفر کدۂ ہند میں اپنی روحانیت کی روشنی سے اُجالا کیا، جن
کے ہاتھ تلوار و سناں سے، نیزۂ و خنجر سے خالی تھے. لیکن جن کے چہرہ پر نورانیت
کا جلال برس رہا تھا جن کی آنکھوں میں روحانیت کا نور چمک رہا تھا.... آج
وہ نہیں ہیں لیکن اُن کے سجادہ نشین موجود ہیں آیئے دیکھیں وہ مسلم لیگ کے
بارے میں مسلم لیگ کے قائداعظم، مسلم لیگ کے نصب العین پاکستان کے
بارے میں کیا فرماتے ہیں

سجادہ نشین مانکی شریف کا اعلان

۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو جب صوبہ سرحد اور پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں، صوفیوں
اور روحانی پیشواؤں کا ایک اہم اجتماع پشاور میں ہوا اس جلسہ میں ایک تجویز منظور
ہوئی جس میں مسلم لیگ سے وفاداری اور مسٹر جناح کی قیادت پر اعتماد کا اظہار
کیا گیا. سجادہ نشین مانکی شریف نے اس اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا
اس وقت مسلمانوں کو باہمی اتحاد کی سخت ضرورت ہے. ہر مسلمان کو حصولِ
پاکستان کے لئے پوری جد و جہد کرنی چاہیئے جہاں وہ عزت و آزادی سے رہ
سکیں. حصولِ پاکستان کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا. ہر مسلمان مسلم لیگ
میں شریک ہو کیونکہ صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو صرف اسلام
اور مسلمانوں کی سربلندی اور آزادی کے لئے کوشاں ہے۔

(قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۳۴۲ ، ۳۴۳)

یاد رہے کہ پیر آف مانکی شریف جی کا نام نامی سید زین الحسنات ہے جو سنی کانفرنس
مجلس عاملہ کے رکن تھے —— ایک اور قابل غور بات ملاحظہ فرمائیں :

پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے مسلم لیگ سے ہمارے سنّی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوالیا ہے اور یہ کہ اگر ایکدم سارے سنّی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا۔

(خطبۂ صدارت سنّی کانفرنس اجمیر شریف ص۳۹)

سجادہ نشین درگاہ خواجہ غریب نواز:

شیخ المشائخ دیوان سید آل رسول نبیرہ سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نور اللہ مرقدہ کا کلکتہ میں بیان پڑھا گیا۔

اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ ضروری اور ہم سب کی توجہ کے قابل یہ مسئلہ ہے کہ مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کے دعوے میں ہم پورے اتر جائیں اور قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت قائم و برقرار رہ جائے اغیار اور معاندین اسلام ہماری اس واحد نمائندگی اور قیادت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑا دینا چاہتے ہیں ہم کو بڑے استقلال اور پامردی کے ساتھ اس دعوے کو ثابت کرنا ہے اور اس قیادت کے قیام و بقا کے لئے کام کرنا ہے میں اپنے سلسلے کی خانقاہوں کے سجادگان سے اپنے جد امجد حضرت خواجہ غریب نواز کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی گدیوں کو چھوڑ کر اس نازک وقت میں اسلام کی خدمت کے لئے نکل پڑیں اور مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے کمر باندھ کر میدان میں آجائیں۔

(قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۳۰۲، ص۳۰۲)

گولڑہ شریف:

۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء کے اخبارات میں ایک بیان گولڑہ شریف سے متعلق شائع ہوا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے سجادہ نشین پیر غلام معین الدین صاحب نے اپنے سب مریدوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں اور چونکہ

نواب خضر حیات خانصاحب ان کے مرید ہیں اس واسطے یقین ہے کہ نواب صاحب بھی آخر کار مسلم لیگ کے ساتھ ہوجائیں گے۔ (کتاب مذکور ص۳۰۴)

متولی درگاہ حضرت بوعلی قلندر کا ارشاد

۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہ کی درگاہ کے متولی اور سجادہ نشین عبدالرشید صاحب پانی پت نے حسب ذیل بیان جاری فرمایا

اس وقت مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان مسلمانان ہند کا بہترین نصب العین ہے اس کے بعد موصوف نے درگاہ کے متوسلین اور معتقدین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صرف مسلم لیگ کے امیدواروں کو ووٹ دیں (کتاب مذکور ص۳۰۵)

... پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ محدث علی پور شریف کا فرمان

حکومت اور کانگریس دونوں کان کھول کر سن لیں کہ اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں انھوں نے اپنی منزل مقصود متعین کر لی ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ان کے مطالبۂ پاکستان کو ٹال نہیں سکتی۔ بعض دین فروش نام نہاد لیڈر مسٹر جناح کو برملا گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن انھوں نے آج تک کسی کو برا نہیں کہا، یہ ان کے سچے رہنما ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔ خاکساروں نے مجھے قتل کی دھمکیاں دی ہیں میں انھیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں سید ہوں اور سید موت سے نہیں ڈرتا۔

اس کے بعد موصوف نے اپنے مریدوں اور حلقہ بگوشوں سے ارشاد فرمایا کہ وہ صرف مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیں۔ مذکورہ حقائق سے کیا یہ اندازہ نہیں ہوجاتا کہ صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی بہت بڑی اکثریت مسلم لیگ اور مطالبۂ پاکستان کی حامی ہے۔ (قائداعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد ص۳۰۶)

...یئے اس موقع پر اسکے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے کہ ؎

...بوٹا پتہ پتہ حال ہمارا جانے ہے ۔ جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

لئے نعیم اختر صاحب آپ کو آپ کے گھر تک چھوڑ آؤں۔ کور بینی کا مرض
موروثی مرض ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ مرض نسلاً بعد نسل چلتا رہتا ہے۔ ذرا دیکھئے
ملک کے اُن نامور مصنفین و مفکرین کی آپ لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے
نے خود تحریک قیام پاکستان کی جنگ لڑی ہے۔

چوہدری حبیب احمد صاحب فرماتے ہیں۔

> یہ ہمارے اُس مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی مسجد ہے جو اقبال و جناح
> پر اپنے منہ سے آگ کے انگارے برساتا رہا گوردوارہ میں تبدیل کر لی
> کاش جناح کالونی لائلپور کے مسلمان بھی سوچیں کہ اب اس اسلام کا علمبردار
> جو قیام پاکستان کا مخالف تھا ہمارا خطیب و امام نہیں بلکہ کوئی مولانا محمد صادق
> سیالکوٹی یا حضرت قمر الدین سیال شریف یا گولڑہ شریف۔ چورہ شریف کے
> مریدین یا عقید محمود شاہ گجراتی جنہوں نے تحریک پاکستان میں اپنی تقریروں سے
> مسلمانان ہند کو حضرت قائد اعظم کی ہمنوائی و رفاقت کے لئے اُبھارا ان کا کوئی
> شاگرد ہونا چاہیئے۔ (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص۵۹۸)

یہ لوگ حضرت نورانی صاحب کو یہ حق نہیں دیتے کہ مخالفین پاکستان کو پاکستان
مخالف کہیں۔ کیونکہ وہ ۱۹۷۰ء میں پاکستانی سیاست میں آئے ہیں۔ اور اسی وجہ
سے جمعیت علمائے پاکستان کا تحریک پاکستان کا حامی ہونا بھی مشتبہ ہے:

کیا عجیب استدلال ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی پڑھا لکھا شخص اتنا
غیر منطقی طرز استدلال بھی اختیار کر سکتا ہے قطع نظر اس کے کہ حضرت نورانی صاحب
تحریک پاکستان میں شامل تھے یا نہیں۔ اور نورانی صاحب پاکستانی سیاست میں کب
داخل ہوئے اور کیسے؟

محترما۔ نورانی صاحب تو خیر ایک عظیم شخصیت کے حامل ہیں۔ پاکستان کے
بچے بچے کو یہ حق حاصل ہے کہ مخالف کو مخالف اور غدار کو غدار کہے۔ ہم نجد
میں نہیں پاکستان میں رہتے ہیں۔ یہاں اس قسم کا قدغن نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت

نورانی صاحب غیر اسلامی ممالک کے دوروں پر تبلیغ اسلام کے لئے جاتے
کافروں نے ان کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا ہے۔ آپ کے
مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے میں مصروف نہیں تھے — اور شاید آپ
بزرگوار حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کو بھول
آل انڈیا سُنّی کانفرنس یا "جمہوریت اسلامیہ" کی مجلس عاملہ کے معزز رکن
کی معلومات کے لئے یہ بھی بتادوں کہ خود قائد اعظم نے حضرت مبلغ اعظم
غیر ممالک کے دورے کے لئے بھیجا تھا تاکہ وہ اسلام کے ساتھ ساتھ لوگوں کو
سے بھی روشناس کرائیں اور یہ آپ کے بزرگ پیشواؤں کی طرح مصر
سے جبہ و دستار کا نذرانہ لے کر واپس نہیں آجاتے تھے۔ حضرت مبلغ اعظم
نے پچاس ہزار سے زیادہ کافروں کو شرف ایمان سے نوازا ہے۔

رہا سوال دیوبندیوں، احراریوں، خاکساریوں اور فلاں اور فلاں
کو کافر بددین کہنے کا — تو اس بارے میں بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے
اس عظیم موضوع کے لئے بڑی ضخیم کتاب چاہیئے۔ تاکہ بھرپور انداز میں آپ کی
آپ کے بزرگوں کی ناروا عبارتوں کا جائزہ لیا جاسکے اور آپ ہی سے پوچھا
کر فرمایئے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ویسے بھی ان موضوعات
کی کوئی کمی نہیں۔ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے اُدھر رجوع فرما سکتے ہیں۔ میں
اپنے لئے یہ موضوع منتخب نہیں کئے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ
کے متعلق علم بھی نہیں۔

آپ ہم سے یہ کیوں نہیں پوچھتے فلاں فلاں جماعت اور فلاں فلاں حضرات
آپ لوگوں نے کیوں کافر بددین کہا؟ — اس سلسلے میں آپ لوگوں کو چاہیئے کہ
اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اور فرمائیں کہ انھوں نے کب اور
کیسے اور کن حالات کے تحت فتاوے دیئے۔

یاد رہے کہ اعلیحضرت اور ان کے خدام مفتیان عظام نے جتنے بھی فتاوے

حالات سے مجبور ہو کر دیئے۔ فتاوے اس وقت دیئے جب کوئی چارۂ کار نہ رہا
ان سب کی حیثیت دفاعی تھی جارحانہ نہ تھی۔ مثلاً
(۱) آپ کانگریس میں گئے تو کانگریسی کہلائے۔
(۲) پیا پرتی کی تو خوشامدی اور پٹھو کہلائے۔
(۳) ہندوؤں سے رقم اینٹھی تو حریص کہلائے۔
(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی اور نمبردار کہا تو بد دین کہلائے۔
(۵) کوا کھانے کو حلال کہا تو حرام خور کہلائے۔
(۶) انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کی تو گستاخ کہلائے۔
اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔ اپنے گریبانوں میں جھانکیے اور دیکھیے کتنی تاریکیاں
اور کتنے اندھیرے اُبل رہے ہیں۔

خطرناک سوال جناب نعیم اختر صاحب نے حضرت مولانا حشمت علی خانصاحب
قادری اور حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب علیہما الرحمہ کے
بارے سے اپنی دانست میں انتہائی خطرناک سوال کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے
قائد اعظم کو کافر کہا۔ علامہ اقبال کو برا بھلا بلکہ بے دین کہا۔ مسلم لیگ کو خراب اور برا بتایا۔
یہ تاثر دینے کی کوشش کی کر بریلوی فرقہ پاکستان کا مخالف تھا۔
جواب میں ہم بہت کچھ کہہ سکتے ہیں ـــــ مثلاً یہ کہ
ــــ یہ بیس ہزار علمائے اہلسنت بریلوی مسلک کے صرف دو عالم دین تھے اور یہ
ان کا ذاتی فعل تھا جس کی وجہ سے تمام اہلسنت کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ اس معاملہ
میں ہم نے بے شمار دستاویزی ثبوت مہیا کر دئیے ہیں کہ اکابرین علمائے اہلسنت
پاکستان اور نظریہ پاکستان کے سخت کٹر قسم کے حامی و معاون تھے بلکہ حضرت مولانا
سید شاہ نعیم الدین علیہ الرحمہ کے خطوط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان
حضرات کو تنبیہ بھی فرمائی تھی:

> مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگریس سے بدتر ہے غلط بھی ہے اور

بہت خطرناک بھی اگر یہ کلمے انگریزوں کے کان میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے میں ان سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم جل مجدہ مولوی صاحب موصوف کی ذہنیت درست فرماوے نہ وہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو خدا جانے کیا سمجھتے ہیں مولا ہمارا حق کی ہدایت فرمائے۔ ہمیں بھی اور انھیں بھی اور اپنے سب مسلمان بندوں کو آمین والسلام ـــــ دستخط ـــــ سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

(حیات صدر الافاضل ص۱۸۷)

اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علمائے اہلسنت قطعاً مسلم لیگ کے حق میں تھے

۲ ـــ یہ کہ ان دونوں حضرات نے بھی قطعاً اور کبھی بھی پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی مخالفت نہیں کی۔ اور نہ ہی مسلم لیگ اور قائد اعظم کی مخالفت میں اس حد تک بڑھے کہ ہندوؤں سے یارانہ گانٹھ لیا ہو۔ اس کے باوجود کہ انھیں مسلم لیگ اور قائد اعظم پر اعتراض تھا ہندوؤں کی سخت مخالفت کی۔ اور ان کے کسی معتقد نے کسی ہندو کو ووٹ نہیں دیا دیوبندی، احراری، خاکساری حضرات پر صرف یہی اعتراض نہیں کہ وہ مسلم لیگ اور قائد اعظم کو برا کہتے ہیں بلکہ ہندوؤں سے بغلگیر ہوتے ہیں۔ ان سے راطب کھا کر مسلمانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی مخالفت کرتے ہیں۔ تو گا پکڑ کر کشت خون کرتے ہیں۔

۳ ـــ قائد اعظم، مسلم لیگ اور علامہ اقبال بھی انسان تھے اور مسلم لیگ انسانوں کی جماعت تھی نہ تو یہ حضرات فرشتے معصوم تھے نہ ہی مسلم لیگ معصوموں کی جماعت تھی۔ اس صورت میں ان سے غلطیاں ممکن تھیں۔ بلکہ ہوئیں اور انھوں نے اپنی دانست میں اگر گرفت کی تو اپنے نزدیک ذمہ داری پوری کی ـــــ ان کے اس انفرادی فعل پر تمام دمکتے ہوئے ستاروں پر کالک نہیں پھیری جا سکتی اور ان حضرات کا انفرادی اور ذاتی فعل اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت مولانا ابو الحسنات صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا ابو البرکات صاحب زید مجدہ العالی یہ ہر دو حضرات حضرت مولانا

وار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ اور یہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعت کانفرنس "اسلامیہ جمہوریہ" کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔

اب نعیم اختر صاحب کو چاہیئے کہ اپنا چہرہ دیکھیں اور شرمائیں اس کے علاوہ چارہ کار نہیں ہے۔

اور اب آخری بات یہ رہتی ہے کہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی بلکہ دیگر تمام اہلسنت وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے حتیٰ کہ امام حرمین کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ یہ بحث پوری وضاحت سے اس کتاب کے ابتدا میں بیان ہو چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

تمت بالخیر